فتاویٰ عالمگیری اردو

مکتبہ آفتاب ہدایت آستانہ مفتی اعظم ابو المعالی دیوبند

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنكُمْ شِرْعَةً وَمِنْهَاجًا ۔ اور ہم نے تم میں سے ہر ملت کو قانون اور راہ عمل دی

فتاویٰ عالمگیری

اردو

جدید

کتاب العتاق و کتاب الایمان ——— جز نمبر ۱۳

حضرت اورنگ زیب عالمگیر قدس اللہ سرہ العزیز کا عظیم کارنامہ، اسلامی دستور کی مکمل انسائیکلو پیڈیا فتاویٰ عالمگیری تازہ فٹ نوٹس مفید ضمیموں، سلیس و شگفتہ اور با محاورہ زبان کے ساتھ اردو کے حسین قالب میں

مترجم

حضرت مولانا نظام الدین صاحب مفتی دار العلوم دیوبند

(ناشر)

مکتبہ آفتاب ہدایت آستانہ مفتی اعظم ابوالمعالی دیوبند (یوپی)

فتاوی عالمگیری جدید اردو

قیمت فی جلد ———— ۲/۵۰ علاوہ محصول ڈاک ————
ممبران کرام سے ———— محصول ڈاک ہمیشہ کے لئے معاف
فیس ممبری دائمی شرکت کیلئے ———— ایک روپیہ
تعداد اشاعت ———— بار اول ———— ایک ہزار
عرصہ اشاعت ———— دو ماہ
طباعت ———— آزاد پریس دیوبند

بسم اللہ

لیجئے فتاویٰ عالمگیری کا تیرہواں جزحاضر خدمت ہے،

ہماری کوشش یہی ہوتی ہے کہ ہر قیمت پر یہ پروگرام وقت کی پابندی کیساتھ شائع ہوتا رہے لیکن حالات کی ستم ظریفیاں ہر ہر قدم پر روڑے اٹکاتی اور مشکلات ہر ہر مرحلہ پر راستہ روکتی ہیں جس کی وجہ سے عزم وارادہ شش اور سعی کے بعد بھی کچھ تاخیر ہو جاتی ہے جو ہمارے اور "معاونین کرام" کے لئے مشترکہ اور یکساں طور پر تکدر و اضطراب کا باعث بنتی ہے خدا کا شکر ہے کہ اب حالات کی "ستم ظریفیاں" ہمارے مقابلہ پر شکست کھا نے گی ہیں ——————— ایک بات جسکو ہم اپنے محترم معاونین رام کے علم میں لانا ضروری سمجھتے ہیں وہ یہ ہے کہ بعض لوگوں نے اسی پروگرام کو شائع کرنا شروع کر دیا ہے اور بظاہر یسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ آپ کے اس دینی اور فقہی پروگرام کو گرانے اور نقصان پہونچانے کا مذموم ارادہ کے کر ھے ہیں، خیر ان کی نیتوں کے معاملہ کو تو ہم اللہ پر چھوڑتے ہیں وہ عادل و کریم ذات ہی اس کا فیصلہ کریگی کہ ان کے لوں میں کیا ہے اور ان کا یہ اقدام کہاں تک درست یا مبنی بر حقیقت ہے البتہ ہم اپنے محترم معاونین کرام سے ضروری گذارش کریں گے کہ وہ فتاویٰ عالمگیری اور اس کے اس پروگرام کو وسیع کرنے کے لئے جد وجہد فرمائیں

اپنے دوست احباب کو بھی اس کا ممبر بنا کر ہم خدام کو شکر گذار فرمائیں امید ہے کہ ایسے پروگرام کو جو دینی اور فقہی اعتبار سے نہایت مفید، علمار کرام کے نزدیک قابلِ معاونت اور معتبر و مستند ہے آپ اپنے مخلصانہ تعاون سے ضرور سہارا دینے آگے بڑھانے اور تقویت پہنچانے کی کوشش فرمائیں گے،

نیازمند منیجر! مکتبہ آفتاب ہدایت ابو المعالی دیوبند

مفید اور قابلِ مطالعہ کتابیں

مصباح اللغات (جدید عکسی ایڈیشن) مکمل عربی اردو لغت پچاس

ہزار سے زیادہ عربی الفاظ کا جامع و مستند ذخیرہ عربی کے مستند اور مکمل ترین لغت المنجد کا مکمل ترجمہ ہے، اور اس کے علاوہ دوسری تمام اہم لغات کو بھی سامنے رکھا گیا ہے (واضح رہے کہ صرف المنجد ہی ۴۰/ سے زیادہ میں ملتی ہے صفحات ۱۰۲۰ قیمت مجلد ۲۳/۰ غیر مجلد ۲۰/

قصص القرآن

چار جلدوں میں جدید ایڈیشن،

(مؤلفہ مولانا حفظ الرحمٰن صاحب مرحوم)

جلد اول حضرت آدمؑ تا حضرت موسیٰ و حضرت ہارونؑ ص ۵۳۶ - قیمت ۱۰/۰ مجلد ۱۲/۰ جلد دوم حضرت یوشعؑ تا حضرت یحییٰؑ ص ۲۰۰ قیمت ۵/۰ مجلد ۶/۰ جلد سوم انبیاءؑ کے واقعات کے علاوہ باقی قصص قرآنی کا بیان ص ۴۴۰ قیمت ۷/۰ مجلد ۸/۰ حضرت عیسیٰ اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثتِ پاک اور دعوتِ حق ص ۵۲۰ قیمت ۹/۰ مجلد ۱۰/۰ پوری کتاب کے مجموعی صفحات ۱۷۰۴ بڑی تقطیع قیمت ۳۱/ مجلد ۳۶/۰

فہمِ قرآن

(مؤلفہ مولانا سعید احمد اکبرآبادی)

نیا ایڈیشن۔ مباحث کی نئی ترتیب کے ساتھ قرآن مجید کے آسان ہونے کے کیا معنیٰ ہیں، قرآن مجید کا صحیح منشا معلوم کرنے کے لئے شارعؑ کے اقوال و افعال کا علم کیوں ضروری ہے احادیث کی تدوین کس طرح ہوئی، محدثین کی خدمات، کثرت سے روایت کرنے والے صحابہؓ کے حالات اور دوسرے مباحث۔

صفحات ۳۰۰ قیمت ۴/- مجلد ۵/-

مکمل تاریخ اسلام (گیارہ ۱۱ جلدوں میں)

(مؤلفہ:- قاضی زین العابدین صاحب، مفتی انتظام اللہ صاحب شہابی)

تاریخ اسلام کا یہ سلسلہ جو تاریخ ملت کے نام سے مشہور ہے، تمام طبقوں میں مقبول ہو چکا ہے اسکولوں اور کالجوں کے نصاب میں داخل ہونے کے لائق کتاب ہے، عہد نبوتؐ سے آخری مغل تاجدار تک کے زمانہ کے حالات۔

حصہ اول، نبی عربی (صلی اللہ علیہ وسلم) صـ ۱۶۰ قیمت ۱/۵۰ مجلد ۱/۷۵

حصہ دوم، خلافت راشدہ صـ ۳۷۶ " ۵/- " ۵/۵۰

" سوم، خلافت بنی امیہ صـ ۳۳۶ " ۵/- " ۵/۵۰

" چہارم، خلافت ہسپانیہ صـ ۱۹۲ " ۲/- " ۲/۲۵

" پنجم و ششم، خلافت عباسیہ کامل صـ ۳۴۸ و ۳۷۶ " ۳/۷۵ " ۴/۷۵

" " " ۴/- " ۵/-

" ہفتم، تاریخ مصر و مغربِ اقصیٰ صـ ۲۸۸ " ۴/- " ۴/۲۵

" ہشتم، خلافت عثمانیہ صـ ۲۸۸ " ۴/- " ۴/۲۵

" نہم، تاریخ صقلیہ صـ ۱۶۰ " ۱/۷۵ " ۲/-

حصہ دہم و حصہ یازدہم۔ سلاطین ہند قیمت ۴/- مجلد ۴/۷۵

تمام جلدوں کے صفحات (۳۳۰۰)

قیمت رعایتی ——— ۳۷/-

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

چھٹا باب ۶

غلام کو مدبّر بنانے کے بیان میں

مدبر بنانے سے مراد یہ ہے کہ غلام کی آزادی کو اپنے مرنے پر معلق کرے مثلاً اس طرح کہے کہ میرے مرنے کے بعد تم آزاد ہو تن بلیں!۔ یعنی مدبر بنانا دو قسم پر ہے، مطلق و مقید، تدبیر مطلق یہ ہے کہ غلام کا آزاد کرنا بغیر کسی اور چیز کے ملائے ہوئے فقط اپنی موت پر معلق کرے (دیکھ بیع)، مثلاً اپنے غلام سے فقط یہ کہے کہ تو مدبر ہے یا میں نے تجھ کو مدبر بنا دیا، اور اس کے لیے چند الفاظ متعین ہیں، کبھی صریح لفظ سے ہوتا ہے، جیسا ابھی اوپر گذرا، کبھی تحریر اور اعتاق کے لفظ سے ہوتا ہے۔ جیسے اس طرح کہے کہ تو میرے مرنے کے بعد آزاد ہے یا تو میرے مرنے کے بعد حر ہے، یا تجھ کو میں نے اپنے مرنے کے بعد آزاد کیا یا تو میری موت کے بعد معتق (آزاد شدہ) ہے یا عتیق ہے،

اور کبھی یمین اور قسم کے لفظ سے ہوتا ہے (یمین کے معنی ہیں کسی چیز کو اپنے اوپر لازم کر لینا خواہ قسم کے لفظ سے ہو یا بغیر قسم کے لفظ کے ہو)، مثلاً کہا کہ اگر میں مرگیا تو تو آزاد ہے، یا جب یا جو وقت میں مرجاؤں تو تو آزاد ہے، یا کہا کہ اگر میرے لیے کوئی حادثہ پیش آجائے یا میرے واسطے کوئی حادثہ واقع ہو جائے تو تو آزاد ہے، اسی طرح اگر ان ہی الفاظ میں لفظ موت کے بجائے لفظ وفات یا ہلاک کہے تو بھی یہی حکم ہے۔

اور کبھی وصیت کے لفظ سے ہوتا ہے اور اس کی صورت یہ ہے کہ غلام کے لیے اس کے نفس کی یا اس کے رقبہ کی یا اس کی گردن کی آزادی کی وصیت کرے یا اس طرح وصیت کرے کہ اس وصیت کے ضمن میں غلام اپنے کل رقبہ (گردن) یا بعض رقبہ کا مستحق ہو جائے، مثلاً اس طرح کہے کہ میں نے تیرے واسطے تیرے نفس کی، یا تیرے رقبہ کی یا گردن کی وصیت کی یا میں نے تیرے لیے تیرے تمام بدن کی وصیت کی یا کوئی ایسا لفظ بول گیا جس سے پورے بدن کو تعبیر کیا جاتا ہو، یعنی اس جزو کو بول کر پورا بدن مراد لیا جاتا ہے، جیسے سر اور وجہ اسی طرح اگر یہ کہے کہ میں نے تیرے واسطے اپنے تہائی مال کی وصیت کی تو یہ بھی تدبیر کی

(مدبر بنانے کی) ایک صورت ہے (بدائع) اور اگر اپنے غلام کے لئے اپنے مال سے ایک سہم (حصہ) کی وصیت کی تو تدبیر (مدبر) بنانا صحیح ہو جائے گا اور آزاد شمار ہو جائے گا، اور اگر ایک جزو کی وصیت کی تو تدبیر صحیح نہ ہو گی اور آزاد نہ ہو گا، (سراج وہاج)، اور اگر اپنے غلام سے کہا کہ تو مدبر ہے، یا تو میری موت کے بعد مدبر ہے تو اسی وقت سے مدبر شمار ہو جائے گا، اور اگر اپنے غلام سے کہا کہ تو میری موت کے بعد یا میری موت کے پیچھے یا میری موت میں یا میری موت کے ساتھ آزاد ہے تو بھی یہی حکم ہے کہ اسی وقت سے مدبر شمار ہو جائے گا (محیط سرخسی)

اور مدبر مطلق کا حکم یہ ہے کہ جب تک آقا زندہ ہے اس سے کام تو لے سکتا ہے، مگر اس کا بیچنا یا ہبہ کرنا جائز نہیں اور نہ اس کو نکاح میں مہر مقرر کیا جا سکتا ہے نہ اس کا صدقہ میں دینا درست ہو گا اور نہ رہن رکھنا جائز ہو گا، ہاں اس کا آزاد کر دینا، یا مکاتب بنا دینا جائز ہے (سراج وہاج)

اور اگر کسی نے مدبر مطلق کو فروخت کر دیا اور قاضی وقت نے اس بیع کے جواز کا حکم دیدیا تو قاضی کا یہ حکم نافذ ہو جائے گا اور یہ حکم قضاءً تدبیر کو فسخ کرنا قرار دیا جائے گا حتیٰ کہ اگر بیع کے بعد کسی وجہ سے وہ اس کی ملک میں آجائے تو اب اس کی موت کے بعد آزاد نہ ہو گا (ظہیریہ) اور مدبر سے آقا کو خدمت لینے اور مزدوری کرانے کا اختیار رہتا ہے اور اگر باندی کو مدبرہ بنایا تو اس سے وطی کر سکتا ہے اور جس مرد سے چاہے اس کا نکاح کر سکتا ہے (کافی) اور غلام کی تمام کمائی اور مدبرہ کا مہر اور ارش سب آقا کا ہو گا (ینابیع) اور جب آقا مر جائے گا تو مدبر اس کے تہائی مال سے آزاد ہو گا حتیٰ کہ اگر آقا کے پاس ...... اس مدبر کے سوا اور کوئی مال نہ ہو تو یہ مدبر آزاد ہو کر اپنی دو تہائی قیمت کے لئے سعایت کرے گا (کافی)

اور اگر آقا پر اس قدر قرضہ ہو کہ اس مدبر کے قرضہ کے ساتھ ساتھ آقا کے تمام مال پر وہ قرضہ محیط ہو یعنی جتنا مال آقا کے ملک میں ہو اس سے زائد اس پر قرضہ ہو تو مدبر اپنی قیمت کے برابر تمام مہاجنوں (قرض خواہوں) کے لئے سعی کرے گا (غایۃ البیان) اور اس مدبر کا ولاء (یعنی متروکہ) اس شخص کے لئے ہو گا جس نے اس کو مدبر کیا ہو گا اور یہ ولاء کسی دوسرے کی طرف منتقل نہ ہو گا اگرچہ یہ غلام (مدبر) کسی دوسرے کی طرف سے آزاد ہوا ہو، مثلاً کوئی مدبرہ باندی دو شریکوں کے درمیان مشترک تھی۔ پھر اس کے ایک بچہ پیدا ہوا اور اس بچہ کے نسب کا ایک شریک نے دعویٰ کیا اور نسب ثابت ہو گیا اور اس شریک نے اپنے شریک کو تاوان بھی دیدیا، پھر یہ ام ولد اس شریک کی موت کے بعد جس نے نسب کا دعویٰ کیا تھا آزاد بھی ہو گئی، لیکن اس باندی کا ولاء ان دونوں شریکوں میں مشترک ہو گا۔

اسی طرح اگر کوئی مدبر غلام دو شخصوں کے درمیان مشترک تھا پھر اس کو ایک شریک نے جو مالدار تھا آزاد کر دیا اور اس کا تاوان بھی شریک کو دے دیا تو بھی اس مدبر غلام کا ولاء اس آزاد کرنے والے کی طرف منتقل نہ ہو گا بلکہ دونوں شریکوں کو ملے گا جن کے درمیان مدبر ہو کر مشترک تھا (ایضاح)، یہ سب احکامات تدبیر مطلق کے تھے

تدبیر مقید کی صورت یہ ہے کہ اپنے غلام کی آزادی کو معلق تو کرے اپنی موت ہی پر، مگر کسی شرط کے ساتھ مشروط کر کے یا کسی صفت کے ساتھ متصف کر کے، مثلاً اس طرح کہے کہ اگر میں اپنے اس مرض میں مر جاؤں یا اپنے اس سفر میں مر جاؤں تو تو آزاد ہے، یا اسی قسم کی کوئی بھی ایسی صفت بیان کرے جس کے ساتھ اس کی موت ہونے اور نہ ہونے دونوں شق کا احتمال ہو، یا موت کے ساتھ کسی ایسی شرط کا ذکر کرے جس کے واقع ہونے اور نہ ہونے دونوں کا احتمال ہو تو یہ تدبیر تدبیر مقید کہلائے گی

گی (بدائع)، مدبر مقید کا حکم یہ ہے کہ اگر آقا اس صفت یا شرط کے موافق مرا تو مثل مدبر مطلق کے مدبر مقید بھی آزاد ہو جائے گا ورنہ آزاد نہیں ہوگا اور آقا کو اپنی زندگی میں اختیار رہتا ہے کہ ایسے مدبر (مدبر مقید) کے بیع و ہبہ و صدقہ وغیرہ تمام تصرفات جو غلام غیر مدبر کے ساتھ کر سکتا ہے اس کے ساتھ بھی کرے (سراج وہاج)

حضرت حسن بن زیاد نے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ سے روایت کی ہے کہ اگر آقا نے کہا کہ اگر میں مر گیا اور دفن کیا گیا یا غسل دیا گیا، یا کفن دیا گیا تو تو آزاد ہے تو یہ غلام مدبر نہیں کہلائے گا البتہ یہ مستحب ہے گا کہ اگر آقا کا انتقال اس حالت میں ہو جائے کہ وہ غلام اسی کی ملک میں ہو تو اس کے ایک تہائی ترکہ سے آزاد کر دیا جائے (ینابیع)

تدبیر مقید کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ کوئی شخص اپنے غلام سے اس طرح کہے کہ اگر میں ایک سال ختم ہونے پر مر گیا، یا ایک سال پورا ہونے ہوتے مر گیا تو تو آزاد ہے (ہدایہ) اور اگر اتنی مدت کی قید لگا دی کہ ایسے شخص کا اتنی مدت تک زندہ رہنے کا عادۃً احتمال نہیں ہے، مثلاً ساٹھ برس کے بڑھے آقا نے یہ کہا کہ اگر میں سو برس کے بعد مرا تو تو آزاد ہے تو حسن بن زیاد کے نزدیک غلام مدبر مطلق کہلائے گا اور یہی قول مختار و پسندیدہ ہے (تبیین)

اور اگر غلام سے کہے کہ جس دن میں مروں اس دن تو آزاد ہے اور دل میں فقط دن ہی دن میں مرنے کی نیت نہیں کی بلکہ مطلق بغیر دن یا رات کی تفصیل کے خیال سے یہ جملہ کہا تو مدبر مطلق رہے گا ہاں اگر دل میں یہ نیت کی تھی کہ دن میں مروں تو تو آزاد ہے اور اگر رات میں مروں تو تو آزاد نہیں تو یہ مدبر مقید کہلائے گا (ظہیریہ) اور اگر اس طرح کہا کہ تو میری موت سے ایک ماہ قبل آزاد ہے پھر اس کہنے والے پر ایک مہینہ گذر گیا اور اس کے بعد مرا تو بالاجماع آزاد ہو جائے گا لیکن شیخ ابو بکر اسکاف کے نزدیک فقط ایک تہائی کے اندر اندر آزاد ہو گا اور فقیہ ابو القاسم رحمۃ نے کہا کہ پورے مال سے آزاد ہو گا۔ یعنی فقط یہی غلام اس کہنے والے کا مال اور ترکہ ہو گا اور جب بھی آزاد ہو جائے گا۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ فقط تہائی ترکہ کی قید نہ ہو گی اور یہی قول امام اعظم ابو حنیفہؒ کا بھی ہے اور فقیہ ابو اللیث سمرقندی رحمۃ نے فرمایا کہ یہی صحیح ہے (غیاثیہ) اور اگر مہینہ گذرنے سے قبل مر گیا تو آزاد نہ ہو گا (شرح طحاوی)

اور اگر اس طرح کہا کہ تو میری موت کے ایک روز بعد آزاد ہے تو اس صورت میں مدبر نہ ہو گا بلکہ آقا کو اس کے فروخت کرنے کا اختیار رہے گا اور اگر آقا اس صورت میں ایسی حالت میں مرا کہ یہ غلام اس کی ملک میں تھا تو فقط اس کے ایک تہائی مال سے آزاد ہو گا اور نیز بغیر ورثاء کے آزاد کرنے کے آزاد نہ ہو گا (قاضی خاں) اور استحساناً وارثوں کو اس کے آزاد کرنے کا حکم دیا جائے گا (تہذیب)

اور اگر کہے کہ تو میری موت اور فلاں کی موت کے بعد آزاد ہے یا یہ کہا کہ فلاں کی موت اور میری موت کے بعد آزاد ہے تو یہ غلام ابھی فوراً مدبر مطلق نہ ہو گا بلکہ اگر فلاں شخص پہلے مر جائے اور وہ اسی طرح اس آقا کا مملوک رہ جائے تو اب مدبر مطلق ہو گا اور اگر آقا ہی کی موت پہلے واقع ہو جائے اور اس فلاں شخص کی موت بعد میں ہو تو وہ غلام مدبر نہ ہو گا اور وارثوں کو اس کے فروخت کرنے کا اختیار ہو گا (محیط)

اور اگر اس طرح کہا کہ انت حر الساعۃ بعد موتی یعنی تو اسی وقت بعد میری موت کے آزاد ہے تو آقا کے مرنے کے بعد وہ فوراً آزاد ہو جائے گا (ظہیریہ) اور اگر اپنے غلام سے اس طرح کہا کہ کسی کو میری موت کے بعد تجھ پر کوئی حق و اختیار نہیں ہو گا تو مشائخ رحمۃ نے فرمایا کہ اس صورت میں وہ مدبر ہو جائے گا (فتاوی قاضی خاں) حضرت حسن بن زیاد نے امام ابو یوسفؒ سے روایت کی ہے کہ اگر کسی نے اس طرح کہا کہ تو فلاں کی طرف سے مدبر ہے تو وہ غلام اس آقا کی طرف سے مدبر شمار ہو گا (محیط)

اور اگر آقا نے کہا کہ میں نے تیرے رقبہ کی تیرے واسطے وصیت کردی اور غلام نے کہا کہ میں یہ وصیت قبول نہیں کرتا جب بھی وہ مدبر ہو جائے گا اور اس کا رد کرنا معتبر نہ ہوگا (اس لیے یہ قول حقیقۃً وصیت نہیں ہے کہ وصیت کے احکام جاری ہوں) یہ خزانۃ المفتیین میں ہے،

اور اگر کسی شخص نے اپنے دو غلاموں سے کہا کہ تم میں سے ایک آزاد ہے اور اس کے لئے سو روپے کی وصیت ہے پھر اس کے بعد آقا مر گیا تو دونوں غلام آزاد ہو جائیں گے اور سو روپے کی وصیت دونوں کے لئے نصفاً نصف ہوگی اور اگر اس طرح کہا کہ تم دونوں میں سے ہر ایک کے لئے سو روپے کی وصیت ہے تو اس صورت میں دونوں آزاد تو ہو جائیں گے مگر سو روپے کی وصیت باطل ہوگی اس لئے کہ اس کہنے کے وقت تک ان دونوں میں سے ایک یقیناً غلام ہے اور اس کے حق میں وصیت درست نہیں (ظہیریہ)

اور اگر کسی دوسرے کے غلام سے کہا کہ اگر میں تیرا مالک ہوا تو تو مدبر ہے پھر اس کے حصہ کا مالک ہوا پورے کا مالک نہ ہوا تو وہ مدبر نہ ہوگا (غایۃ البیان) اور اگر کسی کی باندی سے اس طرح کہا کہ اگر میں نے تجھ کو خریدا تو تو میری موت کے بعد آزاد، یا یہ کہا کہ اگر میں نے تجھے خریدا پھر میں مر گیا تو تو آزاد ہے پھر اس کے بعد اس کو خریدا تو وہ مدبرہ ہو جائے گی اور اگر پھر اس کے بعد اس کو آزاد کر دیا اور وہ اس کے بعد مرتد ہو کر دار الحرب میں چلی گئی، پھر جہاد میں قید ہو کر آئی اور اسی شخص نے اس کو خریدا جس نے آزاد کیا تھا تو اب دوبارہ مدبرہ نہ ہوگی حتیٰ کہ اگر خریدنے کے بعد آقا مر جائے تو آزاد نہ ہوگی (شرح جامع کبیر للحصیری)

اور اگر کسی کی باندی سے کہا کہ اگر میں تیرا مالک ہوا تو تو میری موت کے بعد آزاد ہے، پھر اس کہنے کے بعد اس کے بچہ پیدا ہوا اس کے بعد اس شخص نے اس کو خریدا تو باندی تو مدبر ہو جائے گی، لیکن اس کا بچہ مدبر نہ ہوگا اور اگر آقا و باندی میں خلاف ہو جائے۔ آقا کہے کہ مدبرہ ہونے کے قبل بچہ پیدا ہوا ہے اور باندی کہے کہ مدبرہ ہونے کے بعد بچہ پیدا ہوا ہے تو آقا کا قول آقا سے اس کے علم پر قسم لے کر مقبول ہوگا، بشرطیکہ باندی اپنے قول پر گواہ نہ پیش کر سکی ہو ورنہ باندی کے گواہوں کا قول مقبول ہوگا، اور اگر دو باندیوں سے کہا کہ اگر میں تم دونوں کا مالک ہوا تو تم دونوں میری موت کے مہینہ بھر کے بعد آزاد ہو جاؤ گی، پھر اس کہنے کے بعد ان میں سے ایک کا مالک ہوا اور وہ باندی اس کے پاس آ کر ایک بچہ جنی پھر اس کے بعد دوسری باندی کا مالک ہوا اور انتقال کیا تو دونوں باندیاں مرنے کے بعد آزاد ہو جائیں گی اور پہلی باندی کا بچہ غلام رہ جائے گا (محیط للسرخسی)

اور اگر اپنے غلام سے کہا کہ فلاں شخص سے کلام کرنے کے بعد اور میری موت کے بعد آزاد ہے پس جب وہ غلام فلاں شخص سے کلام کرے گا تو مدبر ہو جائے گا اور اسی طرح اگر یہ کہا ہو کہ اگر تو فلاں شخص سے کلام کرے گا تو میری موت کے بعد آزاد ہے، پس جب فلاں شخص سے کلام کرے گا تو آزاد ہو جائے گا (بدائع)

اگر کسی شخص نے اپنے غلام سے یہ کہا کہ تو میری موت کے بعد آزاد ہے بشرطیکہ تو شراب نہ پئے اور آقا کے انتقال کے بعد چند مہینہ (کم از کم تین مہینہ) شراب نہ پیا، پھر پی لی اور اب تک آزاد نہ ہوا تھا تو اب آزاد نہ ہوگا اور اگر آقا کی موت کے بعد شراب پینے سے قبل اپنے آزادی کی درخواست قاضی کے پاس لے گیا اور قاضی نے اس کے آزاد ہونے کا حکم دیدیا پھر اس کے بعد اس نے شراب پی لی تو اب غلام نہیں بنایا جائے گا (ظہیریہ) امام محمد رح نے اصل (مبسوط) میں فرمایا ہے کہ

اگر کسی نے اپنے غلام سے کہا کہ تو میری موت کے بعد آزاد ہے اگر تو نے اس وقت آزاد ہونا چاہا لہٰذا اگر غلام نے اُسی کہنے ہی کے وقت آزاد ہونا چاہ لیا تو آقا کی موت کے بعد وہ غلام تہائی ترکہ کے اندر اندر آزاد ہو جائے گا اور اگر آقا نے اس وقت کے لفظ سے اپنے مرنے کے وقت چاہنا مراد لیا ہو تو بر وقت کلام غلام کے چاہنے کا اعتبار نہ ہوگا اور مدبر نہ ہوگا بلکہ آقا کے مرنے کے وقت اگر غلام چاہے گا تو بغیر مدبر ہوئے ایک تہائی ترکہ سے آزاد ہوگا (ینابیع)

اور شیخ ابوبکر رازی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے، کہ صحیح یہ ہے کہ وہ بغیر وارث یا وصی کے آزاد کئے از خود آزاد نہ ہوگا اور حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنی مختصر میں اسی قول پر یقین کا اظہار کیا ہے (نہر الفائق) پھر ظاہر جواب (جو پہلے گذرا ہے) کے مطابق آقا کی موت کے بعد غلام کا چاہنا اسی مجلس موت میں ہی معتبر و مقید ہوگا (غایۃ سروجی)

اور اگر اپنے غلام سے کہا کہ تو آزاد ہے میری موت کے بعد اگر تو نے چاہا، پھر اس کے بعد آقا مر گیا اور جس مجلس میں غلام کو آقا کے مرنے کا علم ہوا اُس مجلس سے غلام اٹھ کھڑا ہوا یا دوسرے کام میں مشغول ہو گیا تو اس سے غلام کا چاہنا جو غلام کے اختیار میں آقا نے دیا تھا ختم نہ ہوگا بلکہ اس کو چاہنے کا اختیار باقی رہے گا حتیٰ کہ اگر اس کے بعد بھی چاہ لے گا تو آزاد شمار ہو جائے گا (بدائع)

اور اگر کسی شخص نے کسی دوسرے شخص سے کہا کہ میرے غلام کو مدبر کر دو اور مامور نے اس کو آزاد کر دیا تو یہ آزاد کرنا صحیح نہ ہوگا اور اگر کسی نے کسی لڑکے سے کہا کہ اگر تیرا جی چاہے تو میرے فلاں غلام کو مدبر کر دے اور لڑکے نے مدبر کر دیا تو یہ درست ہے اور غلام مدبر ہو جائے گا لڑکا خواہ سمجھدار ہو مدبر وغیرہ کا مفہوم سمجھتا ہو خواہ سمجھدار نہ ہو ہر حال میں لڑکے کا فعل معتبر و صحیح شمار ہوگا (محیط)

اور اگر دو شخصوں سے کہا کہ تم میرا غلام مدبر کر دو اور ان میں سے فقط ایک شخص نے مدبر کیا تو یہ بھی جائز ہے اور محض اسی کے مدبر کرنے سے مدبر ہو جائے گا اور اگر یہ کہا کہ میرے غلام کو مدبر کرنے کا کام تم دونوں کے حوالہ ہے پھر فقط ایک نے مدبر کیا تو یہ درست نہیں (فتح القدیر)

اور اگر کسی شخص نے اس طرح کہا کہ تم آزاد کر دو میرے غلام کو میری موت کے بعد انشاء اللہ، تو یہ استثناء (ان شاء اللہ) صحیح نہیں ہوگا اور اگر اس طرح کہا کہ وہ میری موت کے بعد آزاد ہے انشاء اللہ تو یہ استثناء استحساناً صحیح ہوگا (قاضیخاں) اور زیادات میں ہے کہ اگر کسی شخص نے اپنے غلام کو ہزار روپے پر مدبر کیا اور اس غلام نے قبول کر لیا تو وہ مدبر ہو جائے گا اور اس پر کچھ واجب نہ ہوگا (محیط) اور اگر کوئی غلام دو شخصوں کے درمیان مشترک ہے اور ان دونوں میں سے ایک نے اس غلام کو مدبر کر دیا اور دوسرا خموش و ساکت رہا تو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے مطابق فقط مدبر کرنے والے کا حصہ مدبر ہوگا اور ساکت رہنے والے شریک کو اپنے حصہ کے بارے میں اگر مدبر کرنے والا شریک مالدار ہے تو پانچ طرح کا اختیار حاصل ہوگا اور وہ پانچوں قسم کے اختیارات یہ ہیں،

(۱) اپنا حصہ دوسرا شریک بھی مدبر بنا دے اس صورت میں وہ غلام دونوں کے درمیان مشترک ہو جائے گا اور دونوں میں سے کوئی ایک مر جائے گا تو اس کا حصہ اس کے ایک تہائی ترکہ سے آزاد ہوگا اور غلام مذکور دوسرے شریک کے واسطے اپنی نصف قیمت کے لئے سعایت کریگا، پھر اگر دوسرا شریک بھی سعایت وصول کرنے سے قبل مر جائے گا تو سعایت ختم ہو جائے گی (۲) دوسرا شریک اس کو آزاد کر دے اگر آزاد کر دے گا تو یہ آزاد کرنا صحیح ہوگا اور مدبر بنانے والے شریک کو

(اول شریک) اختیار ہوگا۔ کہ آزاد کرنے والے مالک سے اپنے حصہ کی قیمت مدبر غلام کے حساب سے وصول کرے اور اس غلام کی ولاء دونوں میں مشترک ہوگا اور آزاد کرنے والے آقا کو اختیار ہوگا کہ جو تاوان اس نے دیا ہے غلام سے وصول کرلے یا مدبر کرنے والا بھی غلام کو آزاد کردے یا غلام سے سعایت کرائے،

(۳) اگر دوسرا شریک (خموش رہنے والا آقا) چاہے تو غلام سے سعایت کرادے پھر جب غلام سعایت کر کے نصف قیمت ادا کردے گا تو آزاد ہوجائے گا، پھر مدبر بنانے والے شریک کو اختیار ہوگا کہ وہ بھی غلام سے سعایت کرائے جب غلام اب دوسرے شریک کی بھی سعایت ادا کردے گا تو پورا غلام آزاد ہوجائے گا اور اگر مدبر بنانے والا شریک سعایت وصول کرنے سے پہلے مرگیا تو یہ سعایت ختم ہوجائے گی اور اس کا حصہ اس کے تہائی ترکہ سے آزاد ہوجائے گا،

(۴) اگر دوسرا شریک چاہے تو غلام کو یوں ہی چھوڑ دے نہ مدبر بنائے اور نہ آزاد کرے اس صورت میں جب آقا مرے گا تو اس کا حصہ ترکہ ہوگا اور اس کے وارثوں کو ملے گا اور وارثوں کو اس حصہ کی سعایت کرانے اور آزاد کرنے وغیرہ کا اختیار حاصل ہوگا اور اگر مدبر بنانے والا آقا پہلے مرجائے تو اس کا حصہ اس کے تہائی ترکہ سے آزاد ہوجائے گا اور ساکت رہنے والے شریک کو اختیار ہوگا کہ غلام سے اپنے حصے کی قیمت (نصف قیمت غلام) کی سعایت کرائے اور جب وہ غلام رقم سعایت ادا کر کے پورا آزاد ہوجائے گا تو اس کا ولاء دونوں میں مشترک ہوگا،

(۵) اور اگر دوسرا شریک چاہے تو مدبر بنانے والے شریک سے اپنے حصہ کا تاوان وصول کرے بشرطیکہ مدبر بنانے والا بھی مالدار ہو اور اس صورت میں پورا ولاء تنہا مدبر بنانے والے کو ملے گا اور مدبر بنانے والے کو اختیار ہوگا کہ جتنا تاوان اس نے دیا ہے غلام مذکور سے وصول کرے اور اگر اس نے تاوان نہیں لیا اور مرگیا تو غلام کا نصف حصہ اس مدبر بنانے والے کے تہائی ترکہ سے آزاد ہوجائے گا اور بقیہ نصف کے لئے وہ غلام اپنی پوری قیمت کا نصف اس کے وارثوں کو سعایت کر کے دے گا اور اگر مدبر بنانے والا تنگدست ہوگا تو خوش رہنے والے شریک کو اپنا حصے کا تاوان مدبر بنانے والے شریک سے وصول کرنے کا اختیار نہ ہوگا، اور باقی چاروں صورتوں کا اختیار رہے گا یعنی چاہے تو اپنا حصہ آزاد کردے، چاہے مدبر کردے، چاہے غلام ہی سے سعایت کرائے چاہے یوں ہی علیٰ حالہ چھوڑ دے (تاتارخانیہ)

اور اگر کوئی غلام دو شریکوں کے درمیان مشترک ہوا اور دونوں ساتھ ہی اس کو مدبر کردیں، یعنی دونوں میں سے ہر ایک نے اس طرح کہا کہ میں نے مدبر بنا دیا، یا تجھ میں سے میرا حصہ مدبر ہے یا جب میں مروں تو تو آزاد ہے یا جب میں مروں تو تو میری موت کے بعد آزاد ہے یا یہ کہا کہ تو میری موت کے بعد آزاد ہے اور دونوں شریک کے کلام ایک ہی ساتھ زبان سے نکلے ہوں تو یہ غلام دونوں کا مدبر ہوجائے گا (شرح طحاوی)

پھر جب ان دونوں میں سے ایک مرجائے گا تو اس کا حصہ اس کے ایک تہائی ترکہ سے آزاد ہوگا اور دوسرے کو اختیار ہوگا کہ چاہے اپنا حصہ آزاد کردے چاہے مکاتب بنادے، چاہے سعایت کرائے اور یہ اختیار نہیں رہے گا کہ اس غلام کو علیٰ حالہ چھوڑ دے اور اگر دوسرا شریک بھی سعایت وصول کرنے سے قبل مرجائے تو یہ سعایت ختم ہوجائے گی اور اس کا حصہ بھی آزاد ہوجائے گا بشرطیکہ دوسرے شریک کے ساتھ تہائی ترکہ کے اندر اندر ہو،

اور اگر دونوں شریکوں نے اس طرح کہا کہ جب ہم دونوں مرجائیں گے تو تو آزاد ہے یا تم ہم دونوں کے مرنے کے بعد آزاد ہو اور دونوں کے کلام ساتھ ہی نکلے ہوں تو وہ غلام مدبر نہ ہوگا ہاں اگر دونوں میں سے ایک پہلے مرجائے گا تو جو شریک

زندہ رہے گا اس کا حصہ مدبر ہو جائے گا اور جو شریک مرگیا ہے اس کا حصہ اس کے وارثوں کو وراثت میں ملے گا اور وارثوں کو وہ سب اختیارات ملجائیں گے یعنی چاہے تو اپنا حصہ آزاد کردیں، چاہیں تو مدبر بنادیں اور اگر چاہیں تو مکاتب بنائیں اور چاہیں تو اپنے حصے کی غلام سے سعایت کرائیں اور چاہیں تو مدبر بنانے والے شریک سے تاوان لیں بشرطیکہ وہ مالدار ہو اور جب دوسرا شریک بھی مرجائے گا تو اس کا حصہ بھی اس کے تہائی ترکہ سے آزاد ہو جائے گا،

اور اگر کوئی مدبرہ باندی دو شریکوں کے درمیان مشترک ہو اور اس کے ایک بچہ پیدا ہو اور دونوں میں سے کسی نے اس بچہ کے بارے میں اپنا بچہ ہونے کا دعویٰ نہیں کیا تو وہ بچہ بھی اپنی ماں کی طرح دونوں میں مشترک ہوگا کہ دونوں کا مدبر ہوگا اور اگر ان دونوں میں سے کسی ایک نے بچہ کا دعویٰ کیا کہ میرا ہے تو اس کا نسب استحساناً تسلیم کیا جائے گا اور نصف باندی اس کی ام ولد[1] ہو جائے گی اور نصف باندی اپنے حال پر دوسرے شریک کی مدبرہ رہے اور مدعی نسب اس باندی کا نصف عقر (تاوان) دوسرے شریک کو دے گا اور بچہ کی نصف قیمت مدبرہ ہونے کے اعتبار سے ادا کردے گا اور بقیہ نصف کی کوئی قیمت نہ دے گا اور وہ بچہ بھی آزاد ہو جائے گا پھر اگر مدعی نسب پہلے مرگیا تو اس کا نصف حصہ معتق آزاد ہو جائے گا اور شریک کے لئے کسی طرح کا ضامن نہ ہوگا اور باندی مذکورہ اس شریک کے لئے اپنے نصف قیمت کی مدبرہ ہونے کے اعتبار و حساب سے سعایت کرے گی اور اس حکم میں تمام فقہاء کا اتفاق ہے، پھر سعایت وصول ہونے سے قبل دوسرا شریک بھی مرجائے تو یہ سعایت باطل و ختم ہو جائے گی اور پوری باندی آزاد ہو جائے گی بشرطیکہ اس کے تہائی مال کے اندر نصف باندی آجاتی ہو یہ امام اعظم ابو حنیفہؒ کا قیاس ہے،

اور اگر غیر مدعی شریک پہلے مرجائے تو اس کے تہائی ترکہ سے اس کا حصہ آزاد ہو جائے گا اور امام اعظمؒ کے قول میں مدعی شریک کے لئے باندی سعایت نہیں کرے گی (بدائع)

اور اگر دونوں میں سے کوئی نہ مرے یہاں تک کہ باندی کے دوسرا بچہ پیدا ہو جائے اور اس کے نسب کا دعویٰ دوسرا شریک کردے تو استحساناً نسب ثابت ہو جائے گا اور وہ بچہ نوزائیدہ کی قیمت کا تاوان نہ دے گا یہ قول بھی امام اعظمؒ کا ہے اس واسطے کہ یہ بچہ شریک کی ام ولد کا بچہ ہے اور ام ولد کے بچہ کی کوئی قیمت امام اعظم کے نزدیک نہیں ہوتی مگر باندی کے نصف حصے عقر کا ضامن ہوگا،

اور اگر شریک اول ہی نے اس بچہ کے نسب کا بھی دعویٰ کیا ہے تو اس بچہ کے نصف قیمت کا مدبر ہونے کے حساب سے ضامن ہوگا اور اس پر دوسری وطی کی بابت مزید دوسرا نصف عقر واجب ہوگا (محیط سرخسی) اور اگر کوئی مدبرہ دو شخصوں کے درمیان میں مشترک ہے اور اس کے بچہ پیدا ہوا اور دونوں نے اس کے نسب کا ایک ہی ساتھ دعویٰ کردیا تو دونوں سے اس بچہ کا نسب ثابت ہوگا اور یہ باندی دونوں کی ام ولد ہوگی اور مدبرہ ہونا باطل ہوگا (بدائع)، اگر کسی شخص نے اپنے مرض الموت میں تحریر کردیا کہ میرا فلاں غلام میری موت کے بعد آزاد ہے اور اس سے کسی نے اس جملہ کو نہیں سنا ہے، پھر وہ مرگیا پھر جو وصیت نامہ میں پایا گیا ہے، اور اس سے وارثوں نے انکار کردیا تو یہ غلام مذکور مملوک ہی رہے گا اس لئے کہ وارثوں نے اس کے آزاد کرنے سے انکار کیا ہے اور اگر غلام نے دعویٰ کیا کہ یہ وارث لوگ جانتے ہیں تو وارثوں سے ان کے علم پر قسم لے کر انہیں کا قول قبول کیا

[1] ام ولد آقا کے لڑکے کی ماں ۱۲

جائے گا (فتاویٰ کبریٰ) اگر کوئی شخص اپنی باندی کے بارے میں اس طرح کہے کہ جو بچہ اس کے شکم میں ہے وہ مدبر ہے تو یہ جائز ہے، پھر اگر چھ مہینے کے اندر بچہ پیدا ہوا تو وہ مدبر ہوگا اور اگر زیادہ میں ہوا تو مدبر نہ ہوگا (ظہیریہ) اور اس طرح کا جملہ بول لینے کے بعد جب تک وضع حمل نہ ہو جائے باندی کو نہ تو فروخت کر سکتا اور نہ ہبہ کر سکتا اور نہ مہر قرار دے سکتا (محیط سرخسی)

اور اگر ایسی باندی کے جس کے بارے میں یہ جملہ کہا دو بچے پیدا ہوئے، ایک چھ ماہ سے کم میں اور دوسرا چھ ماہ سے زائد میں ہوا مگر محض امتیاز ایسا ہے کہ دونوں بچے توام (جوڑواں) شمار کیے جا سکتے ہیں) تو یہ دونوں بچے مدبر ہوں گے (ینابیع) اور اگر کسی نے اپنی باندی کے شکم میں جو بچہ ہے اس کو مدبر کیا پھر اس کے بعد باندی کو مکاتب بنا دیا تو یہ بھی جائز ہے، پھر اس کے بعد چھ ماہ سے کم میں بچہ پیدا ہوا تو وہ مدبر ہوگا اور آقا کی طرف سے بالقصد اور باندی کی طرف سے باندی کے تابع ہو کر وہ بھی کتابت میں داخل ہو جائے گا پھر اگر اس کی ماں (باندی) نے بدل کتابت آقا کو دیدیا تو دونوں کتابت کے حکم کی وجہ سے آزاد ہو جائیں گے،

اور اگر ماں (باندی) نے بدل کتابت ادا نہ کیا یہاں تک کہ آقا مر جائے تو بچہ مدبر ہونے کی وجہ سے آزاد ہو جائے گا اور باندی (بچہ کی ماں) اپنے حال پر مکاتبہ رہے گی، اور اگر آقا نہ مرا بلکہ باندی (بچہ کی ماں) ہی مر گئی تو بچہ اپنی ماں کی قسطوں کے مطابق مال کتابت بطریق سعایت ادا کرتا رہے گا اور پھر اس کے بعد اگر آقا مر جائے تو یہ بچہ آقا کا تہائی ترکہ یا زیادہ دے چکا ہے تو مدبر ہونے کی وجہ سے آزاد ہو جائے گا اور بدل کتابت سے بری ہو جائے گا اور اگر تہائی ترکہ کی مقدار نہیں دے چکا ہے، تو تہائی ترکہ کی مقدار اپنے مدبر ہونے کی وجہ سے آزاد ہو جائے گا اور باقی کے لئے اس پر سعایت لازم ہوگی پھر اس کے بعد بچہ کو اختیار ہوگا کہ چاہے تو کتابت کو اختیار کرے اور اس کو پورا کرے اور اگر چاہے تو مدبر ہونے کی جہت سے سعایت کو پورا کرے، بدل کتابت زیادہ ہو یا کم ہو ہر دو صورت میں بچے کو یہ اختیار رہے گا یہ قول حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ کا ہے،

اور اگر ایک باندی دو شخصوں کے درمیان مشترک ہے اور جو اس کے شکم میں ہے اس کو ایک شریک نے مدبر کیا تو یہ بھی جائز ہے پھر اگر اس کہنے سے چھ ماہ سے کم میں بچہ پیدا ہوا ہے تو مدبر کرنے والے کا حصہ مدبر ہوگا یعنی امام اعظم رحمہ کے نزدیک فقط مدبر کرنے والے کا ہی حصہ مدبر ہوگا اور خاموش رہنے والے شریک کو اپنے حصے کی بابت پانچ طرح کے وہی سابق قسم والے اختیارات ہوں گے بشرطیکہ مدبر کرنے والا شخص مالدار ہو،

اور اگر چھ ماہ یا اس سے زیادہ میں بچہ پیدا ہوا تو اس شریک کا حصہ مدبر نہ ہوگا،

اور اگر کوئی باندی دو شخصوں کے درمیان مشترک ہے اور ان میں سے ایک نے کہا کہ جو تیرے شکم میں ہے وہ میری موت کے بعد آزاد ہے اور دوسرے شریک نے باندی سے کہا کہ تو میری موت کے بعد آزاد ہے، پھر اس کے بعد چھ ماہ سے کم میں بچہ پیدا ہوا تو پورا بچہ ان دونوں میں مشترک طور پر مدبر ہوگا اور کوئی ان دونوں میں سے کسی کے لئے ضامن نہ ہوگا، اور باندی کو جس نے مدبر نہیں کیا ہے اس کو امام اعظم رحمہ کے نزدیک باندی کے حق میں مذکورہ بالا پانچ قسم کے اختیارات حاصل ہوں گے بشرطیکہ مدبر کرنے والا مالدار ہو، اور اگر اس گفتگو سے چھ ماہ بعد بچہ پیدا ہوا تو امام اعظم کے نزدیک جس نے باندی کو مدبر کیا ہے، اس کے حق میں نصف حصہ باندی کا مدبر ہو جائے گا اور باندی کی تبعیت میں نصف بچہ بھی مدبر ہو جائے گا اور دوسرے شریک کو پانچوں قسم کے اختیارات حاصل ہوں گے پھر اگر اس کے بعد خاموش رہنے والے شریک نے مدبر کرنے والے

سے اپنے حصہ (باندی) کا تاوان اختیار کیا تو مدبر کرنے والے پر بچہ کی جانب کوئی تاوان دینا لازم نہ ہوگا اور اگر دوسرے شریک نے باندی سے اپنے حصے کی سعایت کرانی چاہی تو پھر بچہ سے سعایت نہیں کرا سکے گا اگرچہ نصف بچہ بھی مدبر ہو چکا ہے۔ اور وجہ یہ ہے کہ تبعاً بچہ مدبر ہوا ہے پس جس طرح مدبر ہونے میں تابع ہوا ہے اسی طرح سعایت میں بھی اپنی ماں کے تابع ہوگا یعنی ماں کی سعایت وہی اس کی بھی سعایت ہوگی (محیط)

اگر کوئی حاملہ باندی دو آدمیوں کے درمیان مشترک ہو اور ایک شریک اس حمل کو مدبر بنا دے اور دوسرا باندی کو آزاد کر دے تو مدبر کرنے والے شریک کو آزاد کرنے والے شریک سے نصف قیمت باندی کی تاوان کے طور پر لینے کا اختیار رہے گا حمل کا تاوان لینے کا اختیار نہیں رہے گا (ینابیع)

نابالغ کا اپنے غلام کو مدبر بنانا صحیح نہیں خواہ فی الفور مدبر بنائے یا اپنے بلوغ پر معلق کرے یہاں تک کہ اگر نابالغ نے اس طرح کہا کہ جب میں بالغ ہو جاؤں تو تو میری موت کے بعد آزاد ہے تو یہ قول معتبر و صحیح نہ ہوگا اور غلام مدبر نہ ہوگا اور یہی حکم ہے مجنون کا اور معتوہ کا جس پر عتہ (معتوہ ہونا) کا غلبہ ہو کہ ان کا مدبر بنانا بھی صحیح نہیں اور جو نشہ میں ہو اس کا مدبر بنانا صحیح ہے اور یہی حکم ہے اس شخص کے مدبر بنانے کا جس پر مدبر بنانے میں جبر و اکراہ کیا گیا ہو اس کا مدبر بنانا صحیح ہے۔ اور اگر مکاتب اپنے کسب سے حاصل کردہ غلام کو مدبر بنائے تو یہ مدبر بنانا صحیح نہیں اسی طرح ماذون التجارۃ غلام کے مدبر بنانے کا اعتبار نہیں (محیط)

اور اگر کسی شخص نے اپنے غلام کو مدبر بنایا پھر اس کی عقل جاتی رہی تو اس کا مدبر بنانا اپنے حال پر صحیح ہوگا بخلاف اس کے کہ اگر ماذون التجارۃ غلام کسی کے واسطے غلام کے رقبہ (گردن) کی وصیت کر دے پھر وہ مکاتب مجنون ہو کر مر گیا تو یہ وصیت باطل شمار ہوگی (خزانۃ المفتین)

اگر کوئی ذمی اپنے غلام کو مدبر بنائے اور وہ غلام اس کے بعد مسلمان ہو جائے تو غلام پر سعایت لازم ہوگی اور سعایت کی قید کے ساتھ آزاد ہوگا ہاں اگر سعایت مکمل ہونے سے قبل ذمی آقا مر جائے تو وہ غلام آزاد ہو جائے گا اور سعایت ختم ہو جائے گی۔ اور اگر کسی آقا نے اپنے غلام سے اس کی قیمت سے زیادہ پر قاضی کے حکم کے بغیر صلح کر لی اور غلام اس مقدار کے ادا کرنے سے عاجز ہو گیا تو زائد مقدار کی صلح ٹوٹ جائے گی اور محض قیمت کی مقدار پر سعایت ضروری رہے گی۔ اگر کوئی حربی (دار الحرب کا رہنے والا کافر) ہمارے ملک (دار الاسلام) میں امان لے کر داخل ہو اور اپنے غلام کو مدبر بنائے، پھر دار الحرب میں واپس چلا جائے اس کے بعد پھر وہی حربی دار الحرب سے گرفتار کر کے لایا جائے تو اس کا مدبر غلام آزاد ہو جائے گا۔ اور اگر اس نے دار الحرب ہی میں مدبر بنایا ہو پھر اماں لے کر دار الاسلام میں داخل ہوا ہو اور یہاں آ کر وہ مدبر غلام مسلمان ہو گیا ہو تو حربی مذکور اس غلام کے بیچنے پر مجبور کیا جائے گا،

اور اگر کوئی مدبر غلام مرتد ہو کر دار الحرب میں بھاگ جائے یا حربی کافر اس کو پکڑ لے جائیں، پھر مسلمان اس کو پکڑ لائیں اور وہ مسلمان ہو جائے یعنی ارتداد سے توبہ کرے تو وہ مدبر اس کے ساتھ آقا کو دیا جائے گا اور مدبر ہی شمار ہوگا (محیط سرخسی)

اگر کوئی شخص اپنے غلام سے اس طرح کہے کہ تو آزاد ہے یا مدبر ہے تو اس شخص کو حکم دیا جائے گا کہ تم اپنی مراد واضح کرو پس جیسی اپنی مراد بتائے گا ویسا ہی حکم ہوگا یعنی اگر اپنی مراد آزاد ہونا ظاہر کرے گا تو وہ غلام آزاد شمار ہو جائے گا اور اگر مدبر ہونا اپنی مراد ظاہر کرے گا تو مدبر قرار دیا جائے گا اور اگر اپنی مراد بیان کرنے سے قبل مر جائے گا تو دیکھا جائے گا اگر

صحت میں اس نے یہ جملے کہے تھے تو نصف غلام اس کے تمام ترکہ کے اندر اندر مفت آزاد ہوگا اور نصف مدبر ہونے کے اعتبار سے آزاد ہوگا بشرطیکہ یہ نصف حصہ آقا کے تہائی ترکے کے اندر اندر آجائے، اور اگر اس آقا کے پاس اس غلام کے علاوہ اور کوئی ملکیت نہ رہی تو نصف غلام مفت آزاد ہوگا اور باقی نصف کے دو تہائی کے واسطے سعایت کرے گا یعنی کل قیمت کی ایک تہائی کے واسطے سعایت کرے گا،

اگر کسی شخص کے دو غلام ہوں اور اس نے اس طرح کہا ہو کہ تم دونوں میں سے ایک آزاد ہے یا مدبر ہے اور پھر اپنی مراد بیان کرنے سے قبل مرگیا اور ان دو غلاموں کے علاوہ اور کوئی سرمایہ اس کے پاس نہیں ہے اور یہ جملہ بحالت صحت کہا ہے تو ہر ایک غلام کا ایک چوتھائی حصہ تمام مال کے اعتبار سے مفت آزاد ہوگا اور ایک چوتھائی مدبر ہونے کی وجہ سے تہائی ترکہ کے اندر اندر آزاد ہوگا اور پھر ہر ایک غلام اپنی اپنی نصف قیمت کے لیے علی الترتیب سعایت کرے گا،

اور اگر اس نے ان دونوں غلاموں سے اس طرح کہا ہو کہ تم دونوں آزاد ہو یا مدبر اور باقی تمام صورت وہی ہو جو اوپر مذکور ہوئی ہے، تو ہر ایک غلام کا نصف حصہ بوجہ یقینی عتق کے آزاد ہوگا اور نصف مدبر بنانے کی وجہ سے آزاد ہوگا اور یہ حکم اس وقت ہے جب مذکور جملہ آقا نے اپنی صحت میں کہا ہو اور اگر بحالت مرض الموت کہا ہو تو فقط تہائی ترکہ سے اس جملہ کا اعتبار کیا جائے گا (شرح طحاوی)

اگر کوئی شخص اپنی صحت میں اپنے ایک غلام اور ایک مدبر سے اس طرح کہے کہ تم میں سے ایک مدبر اور دوسرا آزاد ہے اور اس ان دو غلاموں کے علاوہ اس کے کوئی اور چیز ملکیت نہ ہو اور بیان سے قبل انتقال کر جائے تو غلام محض غلام تھا یعنی مدبر نہیں تھا تو وہ کل مال سے آزاد ہوگا اور جو غلام مدبر تھا وہ صرف تہائی ترکہ کے اندر اندر آزاد ہوگا اور اگر اول صورت کے برعکس اس طرح کہا ہو کہ تم میں سے ایک آزاد ہے اور دوسرا مدبر ہے تو بھی امام اعظم رح کے نزدیک یہی حکم ہے اس لیے کہ اس طرح کہنے سے مقصود محض خبر دینا ہوتا ہے اور خبر دینے میں کسی کا مقدم و مؤخر ہونا دونوں یکساں ہوتا ہے، اور امام محمد رح کے نزدیک دوسری صورت میں ہر ایک کا نصف حصہ کل مال سے آزاد ہوگا اور باقی نصف حصہ مدبر ہونے کی وجہ سے صرف ایک تہائی ترکہ سے آزاد ہوگا،

اور اگر اس طرح کہا کہ تم میں سے ایک آزاد ہے اور دوسرا تو مدبر ہے (یعنی لفظ تو بڑھا دیا) تو جو غلام مدبر نہیں تھا وہ آزاد ہو جائے گا اور جو مدبر تھا وہ بدستور مدبر باقی رہے گا اور یہ صورت ائمہ میں بالاتفاق ہے (کافی)

اور اگر اپنے دو غلاموں سے کہا کہ تم میں سے ایک آزاد ہے اس کہنے کے بعد ان دونوں مدبروں میں سے ایک اٹھ کر مجلس سے باہر چلا گیا اور دوسرا اسی مجلس میں موجود رہا اس کے بعد اسی شخص کا ایک تیسرا غلام آگیا اور اس نے مدبر موجود اور اس تیسرے غلام سے اس طرح کہا کہ تم دونوں میں سے ایک مدبر ہے، تو جو مدبر باہر مجلس سے چلا گیا تھا وہ اسی وقت سے آزاد شمار ہوگا جس وقت سے آقا نے یہ کہا تھا کہ تم دونوں میں سے ایک آزاد ہے اور جو غلام مدبر تھا اور اسی کے پاس رہ گیا تھا وہ اسی طرح مدبر باقی رہے گا اور جو تیسرا غلام داخل ہوا تھا وہ پورا کا پورا غلام ہی رہے گا اس میں سے کچھ بھی آزاد نہ ہوگا

اور اگر اپنی صحت میں اپنے دو مدبروں اور ایک خالص غلام (قن) سے اس طرح کہا کہ تم میں سے ایک مدبر ہے اور باقی دو میں سے ایک آزاد ہے اور مراد بیان کرنے سے قبل مرگیا تو جو غلام کامل غلامی میں تھا (قن) اس کا نصف حصہ اور عتق قطعی کے آزاد ہو جائے گا اور باقی نصف کے لیے سعایت کرے گا اور نصف حصہ دونوں مدبروں میں مشترک ہوگا پس ہر مدبر میں سے ایک چوتھائی عتق قطعی کے سبب سے کل مال سے آزاد ہوگا اور تین چوتھائی حصہ (یعنی) مدبر بنانے کی وجہ سے ایک تہائی متروکہ

کے اعتبار سے آزاد ہوگا۔ یہی حکم ہوگا اگر مسئلہ کو الٹ دے اس طرح پر کہ حریت کو مقدم کرے اور کہے کہ تم میں سے ایک غلام آزاد ہے اور دوسرے دو غلاموں میں سے ایک مدبر ہے تو خالص غلام (قن) کا نصف یقیناً آزاد ہو جائے گا اور باقی نصف دونوں مدبروں میں اس طرح تقسیم ہوگا کہ دونوں مدبروں میں سے ایک ایک چوتھائی آزاد ہوگا اور یہ زیادات کی روایت کی بنا پر ہے اور امام قاضی خاں نے کہا ہے کہ زیادات کا ہی قول صحیح ہے (شرح تلخیص للجامع الکبیر)

اور اگر آقا کہے کہ تم تینوں میں سے ایک مدبر ہے اور باقی دو آزاد ہیں تو خالص غلام (قن) پورا آزاد ہو جائے گا اور باقی دونوں غلاموں کا نصف حصہ آزادی کی شرط کے ساتھ مدبر شمار ہوگا اور اگر بجائے حریت کے عتق کو مقدم کرے اور کہے کہ تم تینوں میں سے ایک آزاد ہے اور باقی دو مدبر ہیں تو تینوں میں سے ہر ایک کا تہائی حصہ اس آزاد کرنے سے آزاد شمار ہوگا،

اور اگر اپنے ایک مدبر اور دو قن (خالص غلام) سے اس طرح کہے کہ تم میں سے ایک مدبر ہے اور باقی دو آزاد ہیں تو دونوں خالص غلام (قن) پورے مال سے آزاد ہو جائیں گے اور پہلا جملہ خبر شمار ہوگا (اور بعد کا جملہ اعتاق کا انشار شمار ہوگا)، اور اگر اس طرح کہے کہ تم تینوں میں سے ایک آزاد ہے اور باقی دو مدبر ہیں تو تینوں میں سے ہر ایک کا ایک تہائی اسے آزاد کرنے کی وجہ سے آزاد ہو جائے گا اور ہر ایک کا دو تہائی ثلث ترکہ میں سے مدبر بنانے کی وجہ سے مدبر شمار ہوگا یہی حکم ہے اگر سب خالص غلام ہوں اور آقا کہے کہ تم میں سے ایک آزاد ہے اور باقی دو مدبر ہیں تو تینوں غلاموں میں سے ہر ایک کا تہائی حصہ پورے مال سے آزاد ہوگا اور ہر ایک کا باقی دو تہائی مدبر بنانے کی وجہ سے مدبر ہوگا، اور اگر اس جملہ کو عکس کر کے اس طرح کہے کہ تم میں سے ایک مدبر ہے اور باقی دو آزاد ہیں تو تینوں میں سے ہر ایک کا دو تہائی حصہ پورے مال سے آزاد ہو جائے گا اور ہر ایک کا ایک تہائی حصہ ثلث مال سے مدبر ہوگا (کافی)

اور اگر اپنے تین غلاموں میں سے جن میں کا ایک مدبر تھا اس طرح کہے کہ تم میں سے دو آزاد ہیں یا یہ کہے کہ تم میں سے دو مدبر ہیں اور پھر اپنی مراد بیان کرنے سے قبل آقا مر جائے اور اس کا یہ قول صحت کی حالت کا ہو تو تینوں غلاموں کا ایک تہائی حصہ اس قطعی ایجاب و انشار عتق سے آزاد ہو جائے گا اور مدبر غلام کا دو تہائی علی حالہ مدبر باقی رہے گا اور باقی دو غلاموں میں سے ہر ایک کا ایک چوتھائی اس مدبر بنانے کی وجہ سے مزید مدبر شمار ہو جائے گا، پھر دیکھا جائے گا اگر آقا کے پاس اتنا مال ہوگا، کہ اس کے ایک تہائی کے اندر سے ایک پورا غلام اور اس کا چھٹا حصہ آزاد ہو سکتا ہے تو جس غلام کا مدبر ہونا پہلے سے معلوم تھا وہ پورا آزاد شمار ہو جائے گا اور باقی دو غلاموں میں سے ہر ایک کا تین للعاس اور نصف للعاس ایک تہائی کا اس قطعی آزاد کرنے کی وجہ سے آزاد شمار ہوگا اور ایک چوتھائی ہر غلام کا مدبر بنانے کی وجہ سے مدبر شمار ہوگا،

اور اگر اس کے پاس بالکل مال نہ ہوگا (سوائے ان غلاموں کے) تو ایک تہائی مال کا ان غلاموں کے سہام پر تقسیم ہوگا اور معلوم مدبر کا حق دو تہائی مال کے اندر ہوگا اور باقی دو غلاموں کا حق نصف مال کے اندر ہوگا پس ہر ایک غلام کا کم سے کم حساب (اقل مخرج) چھ ہوگا اس لئے کہ مدبر معروف کا حق $\frac{2}{3}$ ہوگا اور بقیہ ہر دو کا حق $\frac{1}{2}$ اور $\frac{1}{2}$ ہوگا پس پہلے ۶ سے بن کر عول ہو کر سات ہوگا اور یہ سات ایک تہائی ترکہ شمار ہوگا اور کل ترکہ (اس حساب سے) ۲۱ سہام ہوں گے اور ہر ایک غلام کے دو تہائی ($\frac{2}{3}$) ۷ سہام ہوں گے اس لئے کہ یقینی اور قطعی حصہ جو آزاد ہو چکا ہے اس کے وضع کرنے کے بعد ہر غلام دو تہائی ($\frac{2}{3}$) ہی بچا اور یہ دو تہائی ۷ سہام ہیں تو کل غلام کے ($10\frac{1}{2}$) ساڑھے دس سہام ہوتے اور کسر کو مٹانے کیلئے دو گونہ کریں گے تو پھر وہی

۲۱ سہام برآمد ہوں گے، اس قاعدہ کے مطابق مدبر معروف میں سے یقینی آزادی کے سبب ایک تہائی یعنی ۷ سہام آزاد ہو گئے اور مدبر بنانے کی وجہ سے ایک غلام کے ۴ سہام آزاد ہوئے تو دو غلام کے ۸ سہام آزاد ہوئے اور مجموعہ سہام جو آزاد ہوئے ۸ + ۷ = ۱۵ سہام ہوتے اور ۲۱ سہام، میں سے ۱۵ سہام آزاد ہو کر نکل گئے تو ۶ سہام بچے جس کے لئے سعایت کرانی ضروری ہوگی یہ مدبر معروف کا حکم ہوا،

اور بقیہ دو غلاموں میں سے ہر ایک عتق قطعی یقینی کی وجہ سے ایک تہائی یعنی ۷ سہام آزاد ہوگا اور مدبر ہونے کے سبب سے چھ کا نصف ۳ سہام آزاد ہوگا اس طرح مجموعہ ۷ + ۳ = ۱۰ سہام آزاد ہو کر باقی ماندہ ۱۱ سہام کے لئے ان دونوں میں کا ہر ایک سعایت کرے گا اس قاعدے سے سہام وصیت ۱۴ ہوئے اور سہام سعایت ۲۸ ہوئے اور تخریج مستقیم و درست ہو گئی،

اور اگر آقا اپنی مراد بیان کرنے سے قبل مرجائے پھر اس کے بعد غلاموں میں سے کوئی ایک مرجائے تو دیکھا جائے گا اگر مدبر معروف و معلوم مرا ہے تو وہ اپنی وصیت کے آٹھوں سہام کا پورا لے لینے والا ہوگیا اور چھ سہام (رکھے) جو اس پر سعایت کے تھے تلف ہو گئے یہ تلف ہو جانا وارثوں کی اور جن کے لئے وصیت ہوئی تھی (موصیٰ لہٗ) دونوں کی مشترک حق تلفی ہوئی اور یہ اس طرح پر واضح ہوگی کہ باقی ان سہاموں پر تقسیم ہو جو تلف ہونے سے پہلے تھے چنانچہ ہم کہتے ہیں کہ وارثوں کا حق ۲۸ سہام تھے اور باقی ہر دو غلام کا حق ۶ سہام تھا اس طرح جملہ سہام ۳۶ ہوئے پس باقی ہر دو غلام میں سے ہر ایک کی دو تہائی ۱۷ سہام ہوئے جس میں سے ہر ایک ہیں اسے مدبر ہونے کے سبب سے ۳ سہام آزاد ہوئے اور باقی ۱۴ سہام کے لئے سعایت کرے گا اور مدبر معروف تو اپنا پورا حق یعنی وصیت کے جو ۸ سہام ہیں پورا لے چکا ہے اس طرح جملہ سہام وصیت ۱۴ ہوئے اور سہام سعایت ۲۸ ہوئے اور ایک تہائی ۱۴ اور دو تہائی ٹھیک ہو گئی اور تخریج مستقیم ہو گئی،

اور اگر مدبر معروف نہیں مرا ہے بلکہ باقی دو غلاموں میں سے کوئی ایک مرا ہے تو وہ اپنی وصیت کے پورے تین سہام لے گا اور جو سعایت اس پر تھی تلف ہو گئی اور یہ نقصان باقی دو غلاموں اور وارثوں پر مشترک ہوگا چنانچہ وارثوں کا باقی حق ۲۸ سہام اور مدبر معروف کا باقی حق ۸ سہام .... اور باقی غلام کا حق ۳ سہام اسی پر تقسیم جاری ہوگی اور چونکہ جملہ سہام ۳۹ ہوئے تھے اس لئے ہر باقی غلام کا اور مدبر (قن) (کامل غلام) کا ہر ایک کا دو ثلث ساڑھے انیس سہام ہوئے اور اس میں سے مدبر کے ۸ سہام نکل گئے اور صرف ساڑھے گیارہ سہام جو باقی رہے ان کے واسطے سعایت کرے گا اسی طرح زندہ غلام کے تین سہام نکل گئے اور باقی ماندہ ساڑھے سولہ سہام کے لئے سعایت کرے گا اور میت غلام اپنے تین سہام وصیت کے لے گیا ہے اس طرح سہام وصیت کا مبلغ کل ۱۴ سہام ہوئے اور سہام سعایت کا مبلغ کل ۲۸ سہام ہوئے اور پھر تخریج مستقیم ہو گئی،

اور اگر دونوں غلام مرجائیں اور مدبر زندہ رہے تو دونوں غلام اپنے کل سہام وصیت ۶ سہام لے کر چلے گئے اور ان پر جو سہام وصیت تھے وہ بھی ڈوب گئے اور یہ حق تلفی سب پر ہوگی اور چونکہ وارثوں کے باقی سہام ۲۸ پر اور حق مدبر آٹھ سہام پر تقسیم ہوں گے اس لئے جملہ سہام ۳۶ ہوں گے اور چونکہ مدبر کا دو تہائی رقبہ ۲۶ سہام تھے اور اس میں سے مدبر کے ۸ سہام وصیت نکل گئے تھے اس لئے باقی ماندہ ۲۸ سہام کے واسطے یہ مدبر سعایت کرے گا اور چونکہ دونوں مردہ غلام اپنا حصہ ۶ سہام لے چکے ہیں اس لئے وصیت کے جملہ سہام ۱۴ ہوئے اور سہام سعایت پہلے سے ۲۸ ہیں اس لئے دو تہائی اور ایک تہائی ٹھیک نکلی اور تخریج مستقیم ہو گئی اور اگر آقا نہ مرا بلکہ غلاموں ہی میں سے ایک مرگیا پھر اس کے بعد آقا مرا تو ہم

ہم کہتے ہیں کہ اگر مدبر آقا سے پہلے مرا ہے تو عتق قطعی میں اس کی مزاحمت باطل ختم ہو گئی اور یہ عتق دونوں باقی غلاموں میں بچ گیا، پھر جب آقا مرا تو وہ عتق قطعی دونوں میں شائع ہو گیا جس سے ہر غلام کا نصف عتق کے ایجاب قطعی سے آزاد ہو گیا اور ہر ایک کا ایک چوتھائی مدبر بنانے کے سبب سے مدبر ہو چکا ہے لہٰذا اگر آقا کے اتنا مال ہو کہ اس کی ایک تہائی کے اندر نصف رقبہ (قیمت کا غلام) نکلتا ہے تو ہر ایک غلام میں سے تین چوتھائی آزاد شمار ہو گا ایک چوتھائی بہ سبب مدبر بنانے کے اور دو چوتھائی یعنی نصف بسبب عتق قطعی کے اور پھر ہر ایک غلام اپنی چوتھائی قیمت کے لئے سعایت کرے گا، اور اگر آقا کے کچھ مال نہ ہو، تو ایک تہائی ان دونوں غلاموں میں نصفا نصف تقسیم ہو گی اور اس کا کل مال موت کے وقت صرف ایک رقبہ (قیمت غلام) ہو گا، لہٰذا تہائی مال فقط تہائی رقبہ ہو گا جو دونوں میں نصفا نصف ہو گا چنانچہ دونوں میں دو تہائی حصہ آزاد ہو گا جس میں نصف رقبہ بسبب عتق قطعی کے آزاد ہو گا اور چھٹا حصہ بسبب مدبر ہونے کے اور ہر ایک اپنی ایک تہائی کے واسطے سعایت کرے گا،

اور اگر مدبر نہیں مرا ہے بلکہ دونوں غلاموں میں سے کوئی ایک مرا ہے پھر اس کے بعد آقا مرا ہے تو جب غلام کی مزاحمت ختم ہو گئی اور عتق قطعی اس باقی غلام اور مدبر کے درمیان دائر رہا کہ ہر ایک کا نصف حصہ بسبب عتق قطعی کے آزاد ہو گا اور باقی نصف حصہ ہر ایک کا مدبر ہو گا چنانچہ اگر آقا کے اتنا زائد مال رہا کہ اس کا ایک تہائی پورا ایک رقبہ (قیمت غلام) ہو جاتا ہے تو دونوں آزاد ہو جائیں گے،

اور اگر آقا کے کچھ مال نہ رہا تو ایک تہائی حق میت ان دونوں میں نصفا نصف تقسیم ہو گا اور ہر ایک میں سے دو تہائی آزاد ہو گا اور ایک تہائی کے واسطے سعایت کرے گا، جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے،

اور اگر آقا نے یہ کہا کہ تم میں سے دو آزاد ہیں، یا دو مدبر ہیں اور یہ جملہ اس نے اپنے مرض الموت میں کہا ہے تو اس کا کلام ان دونوں کے حق میں فقط تہائی کے اندر معتبر ہو گا اور یہ ایک تہائی ان سب پر ان کے سہام کے حق دار پر تقسیم ہو گا اور چونکہ مدبر معروف کا حق پورے رقبہ کا ہے جس کے ۶ سہام متعین و فرض ہو چکے ہیں اور ہر دو غلام کا حق مدبر ہونے کے حکم کے مطابق نصف میں یعنی ۳ سہام میں ہے اور عتق قطعی کے حکم کے مطابق دو تہائی یعنی ۴ سہام میں ہے اس لئے ہر دو غلام کے سہام وصیت ۷ ہوں گے اور مدبر کے سہام وصیت ۶ ہوں گے اور کل مجموعہ سہام وصیت ۱۳ ہوں گے اور یہ ایک تہائی مال کا ہو گا اس لئے کل مال کے سہام ۳۹ ہوں گے لہٰذا ہر غلام کے ۱۳ سہام ہوں گے جن میں سے مدبر میں سے چھ سہام آزاد ہوں گے اور ۷ سہام کے واسطے سعایت کرے گا اور دونوں غلاموں میں سے ہر ایک کے ساڑھے تین سہام آزاد ہوں گے اور ساڑھے نو سہام کے لئے ہر ایک سعایت کرے گا اس طرح جملہ سہام وصیت ۱۳ ہوں گے اور سہام سعایت ۲۶ ہوں گے اور تخریج دو تہائی اور ایک تہائی مستقیم و ٹھیک ہو گی،

اور اگر آقا کے مرنے کے بعد مدبر مرا ہے تو اس سے سعایت ختم ہو گئی اور خسارہ سب پر عائد ہو گا اور اس کی صورت یہ ہو گی کہ باقی دو غلاموں کی مقدار سہام جو ۷ ہے اور وارثوں کی مقدار سہام جو ۲۶ ہے تقسیم ہو گی جملہ سہام اس طرح ۳۳ ہیں، ہر غلام کے ساڑھے سولہ سہام ہوں گے اس لئے ہر ایک غلام میں سے ساڑھے تین سہام آزاد اور باقی ۱۳ سہام کے لئے سعایت کرے گا اور مدبر یت اپنے سہام ۶ وصیت لے چکا ہے لہٰذا جملہ سہام وصیت ۱۲ ہوئے اور سہام سعایت ۲۶ ہوئے اور تخریج مستقیم ہو گئی، اور دونوں غلاموں میں سے اس صورت میں ایک تو اس سے سعایت ختم ہو گئی اور یہ تلف

حکایت سب پر رہی بایں طور کہ حق سہام وارثان کی باقی مقدار پر جو ۲۶ ہے اور زندہ غلاموں کی حق سہام کی مقدار جو ساڑھے تین ہے اور مدبر کے حق سہام کی مقدار جو ساڑھے تین ہے اور مدبر کے حق سہام کی مقدار جو ۶ ہے ان پر تقسیم ہو گی اس لئے جملہ سہام ساڑھے پینتیس ہوں گے پس ہر ایک کے مقابلہ میں ۱۷ سہام اور تین چوتھائی سہام ہوں گے جس میں سے مدبر میں سے ۶ سہام آزاد ہوں گے اور باقی ۱۱ سہام اور ایک سہم کا تین چوتھائی (۳/۴) کے واسطے سعایت کرے گا اور غلام میں سے ۳ ۱/۲ سہام آزاد ہوں گے اور باقی ۱۴ سہام اور ایک سہم کا چوتھائی (۱/۴) کے واسطے سعایت کرے گا اور چوں کہ مردہ غلام اپنا حق وصیت لے چکا ہے اس لئے کل سہام وصیت ۱۳ ہوگا اور کل سہام سعایت ۲۶ ہوگا اور تخریج مستقیم ہو گی،

اور اگر غلام ہی دونوں مرے ہیں اور مدبر زندہ بچا ہے تو سعایت جو دونوں غلاموں پر تھی وہ تلف ہو گئی اور باقی ماندہ وارثوں کے حق سہام پر جو ۲۶ ہے اور سہام مدبر پر جو ۶ ہے تقسیم ہو گی جس کے جملہ سہام ۳۲ ہوئے اور اس میں سے مدبر کے ۶ سہام آزاد ہوں گے اور باقی ۲۶ سہام کے واسطے سعایت ہو گی اور چوں کہ دونوں میت غلام اپنے سہام وصیت پا چکے ہیں اس لئے کل سہام وصیت ۱۳ ہوئے اور کل سہام سعایت ۲۶ ہوئے اور تخریج مستقیم ہو گئی

اور اگر مدبر مع ایک غلام کے مرا ہے تو ان دونوں پر جو سعایت تھی وہ تلف ہو گئی اور وارثوں کا باقی حق ۲۶ سہام رہا اور غلام کا باقی حق ۳ ۱/۲ سہام رہا اور مجموعہ ۹ ۱/۲ ہوا اور تقسیم اسی پر ہو گی اور اس میں سے ۳ ۱/۲ سہام غلام میں سے آزاد ہوگا اور باقی ۲۶ سہام کے واسطے سعایت کرے گا اور چوں کہ مرے ہوئے مدبر و غلام نے اپنا حصہ پا لیا ہے جو ساڑھے نو (۹ ۱/۲) سہام تھے اس طرح جملہ سہام وصیت ۱۳ ہوئے اور سہام سعایت ۲۶ ہوئے اور تخریج مستقیم ہو گئی،

اور اگر مدبر آقا سے قبل مر گیا ہے تو عتق قطعی میں اس کی مزاحمت ختم ہو گئی اور ایک رقبہ کامل اور نصف رقبہ دونوں غلاموں میں باقی رہا پس اگر آقا کا اس قدر مال ہو کہ اس کی ایک تہائی سے ڈیڑھ رقبہ ہو سکتا ہے تو ہر غلام میں سے تین چوتھائی عتق قطعی کی وجہ سے آزاد ہو جائے گا اور اپنی ایک چوتھائی کے واسطے ہر ایک سعایت کرے گا

اور اگر اس کا کچھ اور مال نہ ہو تو دونوں غلام اس کا مال شمار ہوں گے اور اس کا ایک تہائی دونوں غلاموں میں سے مشترک ہوگا، لہٰذا ہر غلام میں سے ایک تہائی رقبہ آزاد ہو جائے گا اور ہر غلام اپنی دو تہائی کے واسطے سعایت کرے گا اور اگر آقا سے قبل ایک غلام مر گیا ہے تو اس کی مزاحمت عتق قطعی میں ختم ہو گئی، اور ایجاب قطعی[1] زندہ غلام اور مدبر کے درمیان دائر رہا، اور ہر ایک کے لئے نصف رقبہ میں پہونچ گیا اور نصف باقی بھی مدبر ہو گیا لہٰذا اگر آقا کے پاس اس قدر رہا ہو کہ اس کے دو تہائی سے یہ دونوں بقدر مملوکیت بر آمد ہو سکتے ہیں تو دونوں مفت میں بغیر سعایت آزاد ہو جائیں گے

اور اگر آقا نے اپنی صحت میں یہ کہا ہو کہ تم سب آزاد ہو یا تم سب مدبر ہو اور پھر بیان مراد سے قبل مر گیا ہو تو اس کا یہ قول کہ تم سب آزاد ہو ان سب کے حق میں صحیح ہو گا خواہ وہ مدبر ہوں یا قن، اور اگر آقا کا یہ قول کہ تم سب مدبر ہو اس کے معروف و متیقن مدبر کے حق میں لغو ہو جائے گا اور دونوں غلاموں کے حق میں صحیح رہے گا اور یوں سمجھا جائے گا کہ گویا اس نے یہ کہا ہے کہ یہ دونوں غلام مدبر ہیں پس اس طریقے سے ایجاب قطعی کے سبب سے ڈیڑھ رقبہ آزاد شمار ہو گا جو ان سب میں

---

[1] آقا کا وہ جملہ کہ دونوں میں سے ایک آزاد ہے ۱۲ منہ

مشترک ہوگا یعنی ہر ایک میں سے نصف رقبہ آزاد ہوگا اور بسبب اس ایجاب کے (کہ تم سب مدبر ہو) نصف ثانی مدبر شمار ہوگا

اور اگر آقا کا اتنا مال ہو جس کی ایک تہائی سے پورا ڈیڑھ رقبہ برآمد ہو جاتا ہے تو سب آزاد ہو جائیں گے اور اگر آقا کا کچھ مال نہ ہو تو یہ ڈیڑھ رقبہ اس کا مال شمار ہوگا اور پھر اس کا ایک تہائی یعنی نصف رقبہ آزاد ہوگا اور یہ ان سب میں یکساں مشترک ہوگا، پس ہر غلام کا چھٹا حصہ بسبب تدبیر[1] کے آزاد ہوگا اور نصف رقبہ بوجہ ایجاب قطعی کے آزاد ہوگا اور دونوں (½ و ⅙) کا مجموعہ دو تہائی رقبہ ہوگا اور ایک تہائی کے واسطے ہر ایک سعایت کرے گا،

اور اگر یہ ایجاب مذکور حالت مرض میں ہوا ہے تو ایک تہائی مال سے سب اسیطرح آزاد ہوں گے جیسے اوپر بیان ہو چکا ہے، یعنی ہر غلام سے ایک تہائی رقبہ اس ایجاب سے آزاد ہوگا اور بقیہ دو تہائی کے لئے ہر ایک سعایت کرے گا،

اسی طرح اگر یہ کہا کہ تم میں سے ہر ایک آزاد ہے یا تم سب مدبر ہو تو اس کا بھی وہی حکم ہے جو تم سب آزاد ہو یا تم سب مدبر ہو کا حکم ہے، اور اگر اس طرح کہا کہ تم سب آزاد ہو یا یہ اور یہ اور یہ سب مدبر ہیں جب بھی یہی سابق حکم ہوگا جو ابھی مذکور ہوا، اور اگر ان غلاموں میں سے کوئی مدبر نہ ہو اور آقا نے اس طرح کہا ہو کہ تم سب آزاد ہو یا یہ اور یہ اور یہ مدبر ہیں تو یہ دونوں ایجاب صحیح شمار ہوں گے اور دونوں کلاموں میں سے ہر ایک کا مقتضیٰ نصف ثابت ہوگا چنانچہ ہر ایک میں سے نصف بایجاب قطعی آزاد ہوگا اور باقی نصف ہر ایک کا مدبر بھی ہوگا اور مدبر ہونے کا اعتبار تہائی ترکہ سے ہوگا اور اگر یہ ایجاب بحالت مرض واقع ہوا ہے تو سب تہائی مال سے یہی آزاد ہوں گے جتنا بھی اس تہائی میں آسکیں جیسا کہ ہم نے پہلے بیان کر دیا ہے،

اور اگر ان میں سے ایک پہلے سے مدبر ہو اور پھر آقا نے کہا، کہ تم سب آزاد ہو یا تم میں سے ایک مدبر ہے تو یہ سب کلام باطل ہے اس لئے کہ آقا کا یہ قول کہ تم میں سے ایک مدبر ہے اس قول کے بعد کہ تم سب آزاد ہو لغو ہے اور ایجاب اول کے بعد پھر ایجاب مورث شک ہے اور شک کے ساتھ کوئی ایجاب متحقق نہیں ہوتا لہٰذا کوئی بھی ایجاب صحیح و نافذ نہیں ہوگا،

اور اگر کہا کہ ہر ایک تم میں سے آزاد ہے یا مدبر ہے تو یہ دونوں کلام مدبر کے حق میں باطل ہوگا اور دونوں غلام کے حق میں صحیح ہوگا اس لئے کہ آقا نے ہر شخص کے حق میں علیحدہ علیحدہ ایجاب کیا ہے گویا اس نے ہر ایک کے واسطے الگ الگ کہا ہے کہ تو آزاد ہے، یا مدبر ہے، پس مدبر کے حق میں باطل ہوگا اور غلاموں کے حق میں صحیح ہوگا پس ہر کلام کے مقتضیٰ کا نصف ثابت ہوگا اور ہر ایک غلام میں سے نصف ایجاب قطعی سے آزاد ہوگا اور بقیہ نصف مدبر ہوگا اور مدبر ہونے کا نفاذ تہائی ترکہ کے اندر ہوگا، اور اگر آقا کا یہی قول مرض الموت میں صادر ہوا ہو تو سب تہائی ترکہ سے آزاد ہوں گے اور حساب اسی طرح لگایا جائے گا جس طرح اوپر بیان ہوا،

اور اگر آقا نے اس طرح کہا ہو کہ تم سب آزاد ہو یا یہ مدبر ہے اور مدبر اسی کو کہا جو مدبر معروف و مشہور ہے یا اس طرح کہا کہ یہ مدبر ہے یا یہ ہے یا یہ ہے اور مراد بیان کرنے سے قبل ہی مر گیا تو سب مدبر ہو جاویں گے اس لئے کہ آقا نے دونوں ایجابوں سے ایک کو لازم کر لیا ہے اور دلالت حال سے یہ ثابت ہو گیا ہے کہ اس نے مدبر بنانے کو اختیار کر لیا ہے کیوں کہ اس نے دوسرے اور تیسرے غلام کی تدبیر کو اول غلام کی تدبیر پر عطف کیا ہے اور اول کی تدبیر متیقن ہے۔۔ نیس مطرے و معطوف علیہ

[1] تدبیر - مدبر بنانا ۱۲ منہ

کے درمیان میں وصف کی مقدرکت کے تقاضے سے مشارکت ثابت ہو جاوے گی، اور اگر ان غلاموں میں سے کوئی مدبر نہ ہو، پھر اس نے کہا کہ تم سب آزاد ہو یا یہ مدبر ہے یا یہ مدبر ہے تو سب مدبر ہو جاویں گے اور اگر یہ کہا کہ تم سب آزاد ہو، یا یہ مدبر ہے، اور یہ تو ایجاب اول باطل شمار ہوگا اور جس غلام کو تدبیر شامل ہے وہ اور دوسرا جس کا اس پر عطف ہے دونوں مدبر ہو جائیں گے اور تیسرا قن باقی رہ جائے گا۔

اور اگر اس نے یہ کہا کہ تم سب آزاد ہو اور یہ دونوں مدبر ہیں حالانکہ ان میں کوئی پہلے سے مدبر نہیں تھا تو دونوں ایجاب ثابت ہوں گے اور ایجاب اول سے ڈیڑھ رقبہ آزاد ہوگا جو سب غلاموں پر مشترک ہوگا اور دوسرے ایجاب سے ایک رقبہ مدبر ہوگا مگر خاص انہی دونوں کے حق میں جن کی طرف تدبیر کی نسبت کی ہے اور اس تدبیر کا اعتبار تہائی ترکہ سے ہوگا (شرح زیادات عتابی)

اگر اپنے تین غلاموں سے کہے کہ تم آزاد ہو یا یہ اور یہ دونوں مدبر ہیں تو ہر ایجاب کی ایک تہائی صحیح ہوگی یعنی ایک تہائی رقبہ ہر غلام کا جو پڑے گا وہ آزاد ہو جائے گا اور باقی دو تہائی کی مقدار میں ہر ایک سعایت کرے گا (عام مشائخ کا یہی قول ہے)

اور کافی میں ہے کہ کلام اول سے ایک رقبہ کا عتق ثابت ہوگا جو سب غلاموں میں مشترک ہوگا اور دوسرے کلام سے فقط تہائی رقبہ کا عتق ثابت ہوگا اور فقط اسی غلام کے لئے ہوگا جس کی طرف اشارہ کیا ہے، پس اس کے لئے مجموعہ دو تہائی رقبہ کا عتق ثابت ہو جائے گا اور تیسرے کلام سے دو تہائی رقبہ کی تدبیر ان ہی دونوں کے واسطے ثابت ہوگی جن کی طرف اشارہ کیا ہے، پس ان دونوں میں سے ہر ایک کا ایک تہائی رقبہ مدبر بھی ہو جائے گا پس اگر آقا کے کچھ اور بھی ترکہ ہو جس کی تہائی سے دو تہائی رقبہ کا نکلتا ہو تو ہر ایک میں سے دو تہائی رقبہ آزاد ہو جائے گا اور باقی ایک تہائی رقبہ کی قیمت کے واسطے سعایت کرے گا اور اگر کچھ اور ترکہ نہ ہو تو ان ہی دونوں غلاموں کے مجموعہ کی ایک تہائی دونوں کے درمیان نصفا نصف ہوگی، اور موت کے وقت اس کا ترکہ ایک رقبہ کامل اور ایک رقبہ کی دو تہائی شمار ہوگا اس لئے اس کی ایک تہائی یعنی ۱ ۲/۳ کی ایک تہائی ۵/۹ دونوں میں تقسیم ہوں گے اور بقیہ ۴/۹ کے لئے دونوں سعایت کریں گے اور اکیلا والا غلام اپنی تہائی کے واسطے سعایت کرے گا اور مجموعہ سہام وصیت پانچ ہوں گے اور مجموعہ سہام سعایت دس ہوں گے اس طرح ایک تہائی اور دو تہائی مل کر تخریج مستقیم ہو جائے گی (شرح زیادات عتابی)

ساتواں باب

باندی کو ام ولد بنانے کے بیان میں

نوٹ:- ام ولد اس باندی کو کہتے ہیں جس کو اس کے آقا کے نطفہ سے کوئی بچہ پیدا ہو جائے خواہ زندہ بچہ پیدا ہو یا مردہ، ام ولد کے احکام کی تفصیل ذیل میں آگئی ہے۔

جب باندی مملوکہ تامہ کو اپنے آقا کے نطفہ سے بچہ پیدا ہوا خواہ زندہ یا مردہ یا ایسا حمل ساقط کیا جس کی خلقت اعضاء ظاہر ہو چکی ہو تو وہ باندی ام ولد ہو گئی ہاں اگر آقا نے یہ اقرار کر لیا ہو کہ یہ حمل میرے نطفہ سے ہے تو اس صورت میں باندی

کے ام ولد ہونے کے لئے ایسے بچے کا اسقاط بھی کافی ہے جس کے محض بعض اعضاء ظاہر ہوں کامل الخلقت بچہ کا نا ہونا اس وقت ضروری نہیں، اور اگر ایسا حمل ساقط ہو جن میں ابھی کوئی عضو نہ بنا ہو، جیسے گوشت کا لوتھڑا یا بستہ خون (تھکا)، ساقط ہوا تو اگرچہ آقا یہ دعویٰ کرے کہ یہ میرے نطفہ سے ہے جب بھی وہ باندی ام ولد نہ ہوگی (سراج وہاج)

ام ولد کی بیع جائز نہیں اور اسی طرح کوئی ایسا تصرف جائز نہیں جس سے اس باندی کے آزاد ہونے کا حق جو ام ولد ہونے کی وجہ سے ثابت ہو رہا تھا سوخت ہو رہا ہو جیسے ہبہ و صدقہ کرنا یا وصیت یا رہن رکھنا وغیرہ، اور جس تصرف سے یہ حق باطل نہ ہوتا ہو جائز ہے، اجرت پر دینا، خدمت لینا، کمائی کرانا، کرایہ پر کرانا، مزدوری کرانا یا خود اس سے وطی کرنا یا اور کوئی استمتاع کرنا یہ سب جائز ہے، اور جو کمائی و مزدوری یا آمدنی ام ولد کرے گی وہ سب آقا کی ہوگی، اگر کسی نے اس سے شبہ سے وطی کر لی تو اس کا عقر (تاوان) آقا کا ہوگا اور اگر آقا نے کسی سے اس کا نکاح کر دیا تو مہر آقا کا ہوگا (بدائع)

اگر ایک قاضی نے ام ولد کی بیع کے جواز کا حکم دیدیا تو قضاء گرانا فذ نہ ہوگی بلکہ دوسرے قاضی کی قضاء پر موقوف رہے گی، اگر دوسرے قاضی نے اس قضا کو بحال رکھا تو نافذ ہوگی اور اگر باطل کر دیا تو باطل ہو جائے گی (ذخیرہ)

آقا کو یہ اختیار ضروری ہوتا ہے کہ اگر چاہے تو اس کا کسی سے نکاح کر دے لیکن جب تک اس سے ایک حیض سے استبراء نہ کرا لے اس کا نکاح نہ کرنا چاہئے (بدائع)

اگر بغیر استبراء کے اس کا نکاح کر دیا پھر چھ ماہ سے کم میں اس نے بچہ دیدیا تو یہ بچہ اسی آقا کا ہوگا اور یہ نکاح فاسد شمار ہوگا اور اگر چھ ماہ سے زیادہ میں بچہ دیا تو اگرچہ آقا نسب کا دعویٰ کرے مگر نسب شوہر ہی سے ثابت ہوگا البتہ آقا کے دعویٰ کی وجہ سے وہ بچہ آزاد قرار دیدیا جائے گا۔ (مبسوط للسرخسی)

اور آقا کے اس کا نکاح کرنے کے بعد بھی جو بچہ پیدا ہوگا وہ بچہ بھی اپنی ماں کے حکم میں ہوگا یعنی آقا کو اس کا بھی بیع وہبہ و رہن وغیرہ رکھنا جائز نہ ہوگا اور وہ کسی کے واسطے سعایت نہیں کرے گا اور آقا کے مرنے کے بعد اس کے کل مال سے آزاد ہو جائے گا ہاں آقا کو اس سے خدمت لینا اس کو اجارہ پر دینا وغیرہ جائز رہے گا البتہ وہ بچہ اگر لڑکی ہو تو آقا اس سے استمتاع وغیرہ نہیں کر سکتا اور یہ مسئلہ اجماعی ہے،

اور اگر یہ نکاح فاسد واقع ہوا ہو تو بھی یہ نکاح نکاح صحیح میں ملحق کر دیا جائے گا (فتح القدیر)

اگر کسی شخص نے اپنی باندی کا نکاح اپنے غلام سے کر دیا اور اس کے بچہ پیدا ہوا پھر آقا نے اس کے نسب کا دعویٰ کر دیا تو یہ نسب ثابت نہ ہوگا، بلکہ نسب غلام ہی سے ثابت ہوگا، لیکن آقا کے اقرار کی وجہ سے وہ بچہ آزاد ہو جائے گا اور باندی اس کی ام ولد ہو جائے گی اور پھر جب اس کا آقا مر جائے گا تو وہ آزاد ہو جائے گی خواہ آقا نے اس کو کسی مرد سے بیاہ دیا ہو یا نہ بیاہا ہو نیز اس کا عتق تمام متروکہ سے معتبر ہوگا لہٰذا وہ فوراً آزاد ہو جائے گی خواہ تہائی مال سے برآمد ہو یا کل مال سے اس پر آقا کے وارث کی یا آقا کے قرض خواہ کی غرض کسی کی بھی سعایت واجب نہ ہوگی (غایۃ البیان)

اور یہ احکام ام ولد کیواسطے ہر حال میں ثابت ہوں گے خواہ آقا حقیقۃً مر گیا ہو یا محض حکماً مرا ہو، جیسے نعوذ باللہ مرتد ہو کر دار الحرب میں چلا گیا ہو، اسی طرح اگر حربی اماں لے کر دار الاسلام میں آیا اور یہاں کی کوئی باندی خریدی اور اس کو ام ولد بنایا، پھر دار الحرب میں چلا گیا، پھر جہاد میں قید ہوا تو یہ باندی آزاد ہو جائے گی (بدائع)، اور جب ام ولد آقا

مرنے سے آزاد ہو گی تو جو کچھ مال اس وقت اس کے پاس ہوگا وہ سب آقا ہی کا ہوگا الا اینکہ آقا نے اس کے واسطے مال کی پہلے سے وصیت کی ہو (بحر الرائق عن القاضی خاں)

اور ام ولد کا آزاد ہونا ملک کے مکرر سہ کرر ہونے کے اعتبار سے متکرر ہوگا جس طرح محارم کا آزاد ہونا ملک کے متکرر ہونے سے متکرر ہوتا ہے اور عتق متکرر کی تشریح و تفصیل یہ ہے کہ اگر ام ولد کو اس کے آقا نے آزاد کر دیا پھر وہ مرتد ہو کر دار الحرب میں چلی گئی، اس کے بعد پھر قید ہو کر آئی اور آقا ہی نے اس کو خرید ا تو پھر ام ولد ہو گی یعنی اس کا ام ولد ہونا عود کر آئے گا، جیسے کہ اگر کوئی اپنے ذی رحم محرم کا کسی طرح سے مالک ہو گیا اور وہ اس کی طرف سے آزاد ہو گیا پھر مرتد ہو کر دار الحرب میں چلا گیا اور پھر قید ہو کر آیا اور دوبارہ پھر اسی محرم نے خرید ا تو پھر وہ آزاد ہو جائے گا اور اسی طرح دوبارہ سہ بارہ جتنی دفعہ بھی ایسا واقعہ ہوگا وہ ذی رحم محرم آزاد ہوتا رہے گا اور یہی حکم ام ولد کا بھی ہے (قاضی خاں)

اگر نصرانی (عیسائی) کی ام ولد مسلمان ہو جائے تو اس کے آقا پر اسلام پیش کیا جائے گا اگر وہ اسلام لانے سے انکار کرے گا تو قاضی اس باندی کو اس کی ولایت سے نکال دے گا اور اس باندی کی قیمت کا اندازہ کر کے اس باندی پر قسط وار ادائیگی کے ساتھ مقرر کر دے گا اور یہ باندی مکاتبہ شمار ہو جائے گی مگر فرق یہ ہوگا کہ یہ باندی دوبارہ غلام نہ بنائی جائے گی اگرچہ اپنے آپ کو عاجز ثابت کر دے،

اور اگر اسلام پیش کرتے کے وقت یہ نصرانی مسلمان ہو گیا تو یہ باندی اپنے حال پر اسی کی ام ولد رہے گی ہاں اگر اس وقت مسلمان نہ ہو، چاہے بعد میں مسلمان ہو جائے تو ایسا نہ ہوگا اور اس باندی کا نصرانی آقا مر جائے گا تو یہ آزاد ہو جائے گی اور اس کی سعایت (بدل کتابت والی ساقط ہو جائے گی (فتح القدیر) اور اگر آقا نے قیمت دینے کا حکم اس پر کر دیا تھا اور اس کے بعد وہ مری ہے اور اس کا کوئی بچہ بھی ہے جو حالت سعایت میں پیدا ہوا ہے تو کچھ اس بچہ پر بھی واجب ہوگا جس کو وہ سعایت کر کے ادا کرے گا (محیط سرخسی)

اور اگر زید کی باندی کو مثلاً عمر سے ایک بچہ پیدا ہوا بذریعہ نکاح کے یا بذریعہ وطی بالشبہ کے، پھر عمر اس باندی کا مالک ہوا، تو بچہ کا عمر سے نسب ثابت ہوگا اور یہ باندی اس کی ام ولد شمار ہو جائے گی (فتاویٰ قاضی خاں) مگر واضح رہے کہ ہمارے نزدیک یہ اس کی ام ولد اسی وقت سے قرار پا جائے گی جب سے اس کا مالک ہوا ہے، نہ اس وقت سے کہ جب سے بچہ کا نطفہ قرار پایا ہے (نہر الفائق)

اگر کسی باندی کو اس کا مالک ہونے کے اعتبار سے ام ولد بنایا، پھر اس کے ... وہ باندی کسی دوسرے شخص کی ثابت ہو گئی اور اس ام ولد بنانے والے کے ملک سے نکل گئی، پھر اس کے بعد یہ شخص اس باندی کا مالک ہو گیا (خواہ خرید کر یا جس طریقے سے بھی صحیح ملکیت حاصل ہو گئی)، تو وہ باندی اس شخص کی ام ولد قرار دی جائے گی (کافی) اور اگر زنا کے ذریعہ ام ولد بنایا پھر اس کا جائز مالک خرید کر یا کسی اور طریقہ سے ہو گیا تو قیاس اگرچہ کہتا ہے کہ یہ بھی ام ولد قرار پا جائے مگر استحسان یہ ہے کہ وہ ام ولد نہ ہو گی اور یہ قول ہمارے علمائے ثلثہ (امام اعظم، امام ابو یوسف، امام محمد رحمہم اللہ) کا ہے، (ذخیرہ)، مگر وہ بچہ آزاد قرار دیدیا جائے گا اور اس شخص کو اس باندی کا بیچنا جائز رہے گا (اختیار شرح مختار)

اگر کوئی شخص کسی باندی کے بارے میں یہ کہے کہ میں نے اس سے نکاح کیا ہے اور اس کو مجھ سے بچہ پیدا ہوا ہے لیکن یہ بات صرف اس شخص کے قول سے معلوم ہوتی ہے اور وہ شخص جس کی یہ باندی مملوک ہے اس سے انکار کرتا ہے تو اس شخص کی یہ بات تسلیم

نہیں کیجائے گی، لیکن اگر وہ شخص اس باندی کا مالک ہو جائے تو وہ باندی اس کی ام ولد قرار دی جائے گی یہ قول ہمارے علمار ثلثہ کا ہے، اگر کوئی شخص اپنی صحت کی حالت میں اقرار کرے کہ میری اس باندی نے میرے اولاد ہوئی ہے تو ہمارے علمار ثلثہ کے نزدیک وہ ام ولد ہو جائے گی اور اس کے تمام مال متروکہ میں سے آزاد شمار ہو جائے گی خواہ اس کے ساتھ بچہ موجود ہو یا موجود نہ ہو (ذخیرہ)

اور اگر اپنے مرض الموت میں اس طرح کہے کہ اس باندی کو مجھ سے بچہ پیدا ہوا ہے تو دیکھا جائے گا اگر اس کو حمل ہو یا اس کے ساتھ بچہ موجود ہو تو وہ باندی اس کے کل مال سے آزاد ہو جائے گی اور اگر ایسا نہیں ہے (نہ اس کے حمل ہے اور نہ بچہ موجود ہے) تو فقط تہائی متروکہ کے اندر اندر آزاد ہو سکے گی (محیط سرخسی)

اور اگر حاملہ باندی کے بارے میں آقا نے اقرار کیا کہ یہ حمل مجھ سے ہے تو وہ اس کی ام ولد شمار ہو جائے گی، اسی طرح اگر یہ کہا کہ اگر حاملہ ہو تو اس کا حمل مجھ سے ہے پھر اس کے بعد بچہ پیدا ہوا یا ایسے بچے کا اسقاط ہوا جس کے پورے اور تمام اعضار، یا بعض اعضا ظاہر تھے اور چھ ماہ کے اندر ہی ایسا ہوا ہے تو وہ اس کی ام ولد قرار پا جائے گی حتیٰ کہ اگر وہ شخص ولادت سے انکار کرے لیکن قابلہ (دائی جنائی) نے بچہ ہونے کی گواہی دی تو یہ گواہی جائز ہوگی اور وہ ام ولد قرار پا جائے گی اور نسب بچہ کا اسی سے ثابت ہوگا (ظہیریہ)

اور اگر چھ ماہ یا اس سے زائد میں بچہ ہوا اور آقا نے بچہ کا انکار کر دیا تو وہ بچہ آقا کو لازم نہ کیا جائے گا اور نہ باندی کو ام ولد قرار دیا جائے گا الا انیکہ آقا اس بچہ کا اقرار کرے (بدائع) اور اگر یہ کہا کہ باندی کا حمل مجھ سے ہے یا یہ کہا کہ اس کے شکم میں جو بچہ ہے وہ میرا ہے پھر اس کے بعد دعویٰ کیا کہ یہ ریاح تھی بچہ نہ تھا تو باندی اس کی تصدیق کرے یا تکذیب ہر حال میں وہ اس کی ام ولد ہو جائے گی اور اگر اس طرح کہا کہ جو اس کے شکم میں ہے وہ میرا ہے حمل یا بچہ کا نام نہیں لیا پھر وہ چیز ریاح شکم ثابت ہوئی تو اس صورت میں اگر باندی نے اس کی تصدیق کر دی تو وہ ام ولد نہ ہوگی (قاضی خاں) اور اگر باندی نے تکذیب کی اور کہا کہ ریاح نہیں بلکہ بچہ ہی تھا جو ساقط ہو گیا اور اس کی خلقت اعضار ظاہر تھی تو باندی کا قول مقبول ہوگا اور وہ ام ولد ہو جائے گی (محیط سرخسی)

اور اگر کسی شخص نے اقرار کیا میری یہ باندی مجھ سے حاملہ ہے مگر بچہ دو برس کے بعد پیدا ہوا اور ایک عورت نے ولادت پر گواہی دی اور باندی نے دعویٰ کیا کہ یہ بچہ وہی حمل ہے اور آقا نے وہی حمل ہونے سے انکار کیا جب بھی وہ باندی ام ولد ہوگی البتہ بچہ کا نسب اس سے ثابت نہ ہوگا،

اور اگر آقا نے اقرار کیا کہ یہ وہی حمل ہے اور میرا ہی ہے اور حال یہ ہے کہ اقرار سے دس برس بعد بچہ پیدا ہوا تو یہ بچہ اسی آقا ہی کا ہوگا اگرچہ آقا کا یہ قول کہ یہ وہی حمل ہے لغو[1] اور باطل قرار دیا جائے گا اور ایک مرد پر دو گواہوں میں سے ایک نے گواہی دی کہ اس نے اپنی اس باندی کی نسبت یہ کہا ہے کہ اس نے میرے نطفہ سے بچہ دیا ہے اور دوسرے نے یہ گواہی دی کہ اس نے اس باندی کی نسبت یہ کہا ہے کہ یہ مجھ سے حاملہ ہے تو وہ اس کی ام ولد ہو جائے گی کیونکہ دونوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ حمل اسی کا تھا (لہٰذا یہ بچہ قطعاً اسی کا ہے)، اسی طرح اگر ایک گواہ نے اس طرح گواہی دی کہ اس شخص نے مجھ سے یہ اقرار کیا ہے کہ اس باندی

[1] یعنی مدار ثبوت یہ قول نہ ہوگا کہ یہ حمل وہی ہے بلکہ مدار ثبوت یہ قول ہوگا کہ یہ حمل وہی ہے اس لئے کہ یہ قول اقرار جدید کو متضمن ہے تو گویا اقرار جدید سے ثبوت نسب ہوا، ۱۲۔

نے مجھ سے لڑکا جنا ہے اور دوسرے گواہ نے یہ اقرار نقل کیا کہ باندی نے لڑکی جنی ہے جب بھی یہی حکم ہوگا کہ وہ باندی اس کی ام ولد شمار ہوگی (محیط) اگر کوئی شخص اپنی باندی سے یہ کہے کہ اگر تیرے شکم میں لڑکا ہے تو وہ میرے نطفہ سے ہے اور اگر لڑکی ہو تو میرے نطفے سے نہیں تو بچہ کا نسب بہرحال اس سے ثابت ہوگا خواہ لڑکی پیدا ہو یا لڑکا،

اور اگر کوئی شخص یہ کہے کہ اگر تیرے شکم میں بچہ ہے تو وہ دو سال میرا ہے پس اگر چھ ماہ سے کم میں بچہ پیدا ہو جائے تو اس کا نسب اس شخص سے ثابت ہوگا اور اگر چھ ماہ سے زائد میں بچہ پیدا ہوا تو نسب ثابت نہ ہوگا اور یہ مدت مقرر کرنا باطل ہوگا (قاضی خاں) اور اگر کوئی شخص ایسی باندی خریدے جس کے تین لڑکے ہوں پھر ان میں سے ایک لڑکے کے بارے میں اپنا لڑکا ہونے کا دعویٰ کرے تو اگر یہ تینوں لڑکے ایک ہی بطن سے (توأم) پیدا ہوئے ہیں جب تو تینوں کا نسب اسی شخص سے ثابت ہوگا اور اگر تینوں مختلف بطن سے ہیں (ایک ہی بطن سے نہیں ہیں) تو محض اس لڑکے کا نسب اس شخص سے ثابت ہوگا جس کے بارے میں اس نے دعویٰ کیا ہے باقی دونوں غلام ہی شمار ہوں گے اور ان کا فروخت کرنا جائز رہے گا،

اور اگر کسی شخص کی باندی کے تین اولاد مثلاً مختلف بطنوں سے پیدا ہو اور آقا ان میں سے سب سے چھوٹے لڑکے بارے میں اپنے نسب کا دعویٰ کیا تو فقط اسی کا نسب ثابت ہوگا اور باقی دونوں غلام رہیں گے آقا اگر چاہے تو ان کو فروخت کر دے اور یہ حکم بالاتفاق ہے اور اگر سب سے بڑے لڑکے کے بارے میں اپنے نسب کا دعویٰ کیا تو اس کا نسب آقا سے ثابت ہوگا، اور باقی دونوں اپنی ماں کے تابع بمنزلہ اپنی ماں کے ہوں گے کہ ان کو فروخت نہیں کر سکتا لیکن ان کا نسب اس آقا سے ثابت نہ ہوگا (مبسوط للسرخسی)

اگر کسی شخص کے باندی ہے اور وہ اس سے وطی کرتا ہے لیکن ہر بار عزل[1] کر لیتا ہے پھر یہ باندی اس کے پاس سے ایک زمانہ تک غائب ہے اور پھر لوٹ کر آ دے اور غائب ہونے سے چھ ماہ پر بچہ دے تو مشائخ رح نے فرمایا ہے اگر ایسے شخص کے پاس گئی تھی، جو اس سے متہم ہو اور آقا کا غالب گمان یہ ہو کہ اس نے فجور کیا ہے تو آقا کو اس بچے کے نفی (انکار) کر دینے کی گنجائش ہے کہ یہ میرا نہیں ہے اور اگر اس کا فجور ظاہر نہ ہوا ہو اور آقا کا غالب گمان یہ ہو کہ یہ عفیفہ ہے اس نے فجور نہیں کیا ہے تو آقا کو اس بچہ کا انکار نہ کرنا چاہیئے بلکہ چاہیئے کہ اس بات پر گواہ بنا لے کہ یہ باندی میری ام ولد ہے تاکہ اس کی موت کے بعد اس کا بچہ غلام نہ بنا لیا جائے (قاضی خاں)

اور اگر اپنی باندی سے وطی (جماع) کرتا ہے اور عزل نہیں کرتا ہے اور اس باندی کو دوسروں سے محفوظ کر لیا ہے پھر اس کے بعد بچہ پیدا ہو تو دیانۃً آقا کو جائز نہیں ہے کہ اس بچہ کو فروخت کرے بلکہ اس پر واجب ہے کہ اقرار کرے کہ یہ بچہ میرا ہی ہے، اور اگر اس سے عزل کرتا ہو اور اس کو محفوظ نہ رکھا ہو تو امام اعظم رحمۃ اللہ کے نزدیک آقا کو جائز ہے کہ اس کے بچہ کا اپنا بچہ ہونے سے انکار کرے (سراج الوہاج) اگر کسی شخص کی ام ولد اس پر ہمیشہ کے لئے حرام ہو گئی ہو، مثلاً اس طرح پر کہ آقا کے لڑکے نے اس ام ولد سے وطی کر لی یا اس کے باپ نے وطی کر لی یا آقا ہی نے اس ام ولد کی لڑکی سے یا ماں سے وطی کر لی پھر چھ ماہ کے بعد اس کے بچہ پیدا ہوا تو حرام ہونے کے بعد جو بچہ پیدا ہوا ہے تو اس کا نسب آقا سے بغیر آقا کے دعویٰ نسب کے ثابت نہ ہوگا، ہاں اگر نسب کا دعویٰ کر دیا تو نسب ثابت ہو جائے گا اس لئے کہ حرام ہونے سے ملک زائل نہیں ہوتی (بدائع) اگر

[1] عزل کرنا، انزال کے وقت عضو باہر نکال کر انزال کرنا۔ ۱۲ مترجم۔

کسی باندی نے کسی مرد کو دھوکا دیا اور کہا کہ میں آزاد ہوں اور اس مرد نے اس سے نکاح کر لیا اور اس سے اولاد بھی ہو گئی پھر آقا نے اس پر اپنا استحقاق ثابت کر دیا تو آقا کے لئے اس باندی کے ملنے اور اس کی اولاد کی قیمت ملنے اور وطی کر لینے والے سے عقر (ضمانت وطی) ملنے کا حکم دیا جائے گا پھر جب وہ آزاد ہو جائے گی تو اولاد کا باپ اس باندی سے اولاد کی قیمت واپس لے سکے گا اور اگر اولاد کے باپ نے نصف باندی اس کے آقا سے خرید لی تو وہ اس کی ام ولد ہو جائے گی، اور اس کی نصف قیمت کا اس کے آقا کو تاوان بھی دے گا (مبسوط)

زید نے بکر کی ام ولد کو عمر سے خرید لیا اور زید کو اس کا علم نہیں تھا پھر زید سے اس کے ایک بچہ بھی پیدا ہو گیا اور پھر بکر نے اس کا دعویٰ کیا اور بکر کے واسطے اس باندی کے ملنے کا بھی حکم ہو گیا تو زید پر بکر کے واسطے بچہ کی قیمت دھوکہ دہی کی وجہ سے واجب ہو گی (ظہیریہ)

اور اگر اپنے ایسے غلام کے بابت یہ کہا کہ یہ میرا لڑکا ہے جس غلام کی عمر کا بیٹا اس کہنے والے کے لئے نہیں ہو سکتا، تو امام اعظم رحمۃ اللہ کے نزدیک وہ غلام اس کی طرف سے آزاد ہو جائے گا باقی رہی یہ بات کہ اس کی ماں ام ولد ہو گی، یا نہیں، تو صحیح یہ ہے کہ یہ اقرار اس کی ماں کے بھی ام ولد ہونے کا اقرار ہے (سراج الوہاج)

اگر کوئی باندی باپ کے تصرف وطی میں آئی اور اس سے بچہ جنا یا تو بچہ کا نسب اس باپ سے ثابت ہو گا (قنیہ) اور اگر باپ نے اپنے بیٹے کی باندی سے وطی کی اور اس کے بچہ پیدا ہوا اور باپ نے اس بچہ کا دعویٰ کیا کہ میرا ہے تو باپ سے اس کا نسب ثابت ہو گا اور یہ باندی اس باپ کی ام ولد ہو جائے گی خواہ بیٹے نے اس شخص کی تصدیق کی ہو یا تکذیب کی ہو اور خواہ باپ نے شبہ سے ایسا کیا ہو یا بلاشبہ ایسا کیا ہو (ہر حال میں یہی حکم ہو گا (سراج وہاج) اور باپ پر باندی کی قیمت واجب ہو گی مگر عقر اور بچہ کی قیمت واجب نہیں ہو گی (کافی) اور اس ام ولد بنانے (استیلاد کے صحیح ہونے کی شرط یہ ہے کہ وقت علوق سے دعویٰ نسب کے وقت تک لڑکے کی ملک میں ہو اور باپ وقت علوق سے دعویٰ نسب کے وقت تک اہلیت دعویٰ بھی رکھتا ہو چنانچہ اگر بیٹے نے اس باندی کو فروخت کر دیا پھر وہ باندی اسی لڑکے کی طرف لوٹ آئی خواہ جدید بیع کے ذریعہ یا اسی سابق بیع کے فسخ ہونے سے اور پھر بیچنے کے وقت سے چھ ماہ کے اندر اندر باندی نے بچہ جن دیا پھر باپ نے اس بچہ پر نسب کا دعویٰ کیا تو یہ دعویٰ صحیح نہ ہو گا ہاں اگر بیٹے نے اس کی تصدیق کر دی تو دعویٰ صحیح ہو جائے گا بالکل اس طرح جیسے کہ کوئی اجنبی شخص باپ کے علاوہ دعویٰ نسب کرتا اور بیٹا اس کی تصدیق کر لیتا تو اس اجنبی کا بھی دعویٰ نسب تسلیم ہو جاتا،

اسی طرح اگر باپ کافر رہا ہو پھر اسلام لائے یا غلام رہا ہو پھر آزاد ہو جائے، یا مجنون رہا ہو پھر صحتیاب ہو جائے اور صورت مسئلہ وہی ہو جو اوپر مذکور ہوئی اور باپ کے اسلام لانے یا آزاد ہونے یا صحتیاب ہونے سے چھ ماہ کے اندر باندی کے بچہ ہو اور باپ دعویٰ نسب کرے تو یہ دعویٰ ولایت دعویٰ نہ ہونے کی وجہ سے لڑکے کی تصدیق کے بغیر صحیح نہ ہو گا، (فتح القدیر) پس اگر لڑکا باپ کے دعویٰ کی تصدیق کر دے تو اس بچہ کا نسب باپ سے ثابت ہو جائے گا، لیکن باندی کا مالک نہ شمار ہو گا البتہ بچہ آزاد قرار دیا جائے گا لڑکے کے اس گمان کی وجہ سے کہ وہ بچہ (اس کی تصدیق کے مطابق اس کا بھائی ہے) اور وہ اپنے بھائی کا مالک ہوا ہے (تبیین) بخلاف معتوہ[1] کے کہ اگر معتوہ صحت کے بعد (اسی صورت مسئلہ میں) نسب کا دعویٰ

---

[1] معتوہ ایسا کم عقل جس کو نتائج سوچنے کی قوت نہ ہو ۱۲ منہ۔

کرے اور باندی نے افاقہ سے چھ ماہ کے بعد بچہ دیا ہے قیاس کے مطابق بوقت علوق (استقرار حمل) ولایت دعویٰ نہ ہونے کی وجہ سے دعویٰ صحیح نہ ہوگا، لیکن استحساناً دعویٰ صحیح قرار دیا جائے گا اس لئے معتوہ ہونا ولایت کو اور حقوق کو باطل نہیں کرتا بلکہ صرف عمل کرنے سے روکتا ہے (فتح القدیر)

اور اگر بیٹے نے اپنی باندی کا نکاح اپنے باپ سے کر دیا اور اس کے بچہ پیدا ہوا تو باندی ام ولد نہ ہوگی اور نہ باپ پر قیمت واجب ہوگی البتہ باپ پر مہر واجب ہوگا اور بچہ آزاد شمار ہوگا (اختیار شرح مختار) اور اگر باندی بیٹے کی مدبرہ ہو یا ام ولد ہو تو چونکہ باپ کی جانب قیمت کے ذریعہ منتقل نہ ہو سکتی اس لئے باپ کا یہ دعویٰ باطل ہوگا (کفایہ)

اور اگر دادا اپنے پوتے کی باندی سے وطی کرے اور اس کے بچے کے نسب کا دعویٰ کرے تو اگر باپ زندہ ہے تو دادا کا نسب ثابت نہ ہوگا اس لئے کہ باپ کے ہوتے ہوئے دادا کی ولایت منقطع اور کالعدم ہے ہاں اگر باپ مر جائے اور اس کے بعد دادا نسب کا دعویٰ کرے تو اس صورت میں دادا کا نسب ثابت ہو جائے گا اور یہی حکم ہے جب باپ زندہ ہو اور اس کو ولایت حاصل نہ ہو، مثلاً باپ غلام ہو یا کافر ہو یا مجنون ہو کیوں کہ اس وقت ولایت دادا ہی کو ثابت ہوگی پس اس کا دعویٰ بھی صحیح ہوگا، علیٰ ہٰذا اگر باپ کی ولایت لوٹ آوے بایں طور کہ دعویٰ سے قبل باپ اسلام قبول کر لے، یا آزاد ہو جائے یا صحتیاب ہو جائے تو دادا کا دعویٰ قبول نہ کیا جائے گا،

اور اگر باپ مرتد ہو تو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ کے نزدیک دادا کا دعویٰ موقوف رہے گا اگر تائب ہو کر اسلام قبول کر لے گا تو دادا کا دعویٰ باطل ہو جائے گا اور اگر اسی حالت پر مر جائے گا یا دار الحرب میں بھاگ جائے گا یا قاضی دقت دار الحرب میں چلے جانے کا فیصلہ کر دے گا تو دعویٰ پھر صحیح ہو جائے گا،

اور اگر آقا نے باندی کو بیچ دیا اور وہ باندی حاملہ ہو پھر وہ باندی اسی آقا کی طرف لوٹ آوے، خریدنے سے یا خیار عیب یا خیار شرط سے یا بیع کے فاسد ہونے کی وجہ سے اور وقت بیع سے چھ ماہ کے اندر بچہ پیدا ہو جائے، تو دادا کا یا باپ کا کسی کا دعویٰ نسب صحیح نہ ہوگا ہاں اگر بیٹا تصدیق کرے گا تو ان دونوں صورتوں میں نسب ثابت ہو جائے گا اور باندی کی قیمت لڑکے کو دلا کر ام ولد قرار دیدی جائے گی اور لڑکا بغیر قیمت کے آزاد قرار دیدیا جائے گا (غایۃ البیان)

اگر کوئی شخص اپنی بیوی کی باندی سے یا اپنے باپ یا دادا کی باندی سے وطی کرے اور اس کے بچہ پیدا ہو جائے اور وہ شخص نسب کا دعویٰ کرے تو نسب ثابت نہ ہوگا البتہ اس سے حد ساقط رہے گی اور اگر اس طرح کہے کہ اس باندی کے آقا نے میرے لئے اس باندی کی وطی حلال کر دی تھی جب بھی نسب ثابت نہ ہوگا ہاں اگر آقا وطی حلال ہونے کی نیز وہ بچہ بھی اسی کا ہونے کی تصدیق کرے تو نسب ثابت ہو جائے گا اور اگر آقا نے اس شخص کی تکذیب کی لیکن وہ شخص ایک دن کے لئے بھی کسی طرح مالک بملک صحیح ہو گیا تو نسب ثابت تسلیم کر لیا جائیگا (قاضی خاں)

اور اگر کوئی شخص اپنے مکاتب کی باندی سے مباشرت کرے اور اس کے بچہ پیدا ہو جائے اور وہ شخص اس بچہ کے نسب کا دعویٰ کرے تو اگر مکاتب نے اس شخص کی تصدیق کر لی ہے تو نسب ثابت ہو جائے گا اور اس شخص پر باندی عقر (ضمان بدل نقصان) اور لڑکے کی قیمت لازم ہو جائے گی مگر وہ باندی اس کی ام ولد نہ قرار پائے گی اور اگر مکاتب نے نسب کے معاملہ میں آقا کی تکذیب کر دی، تو نسب ثابت نہ ہوگا (ہدایہ) اور اگر آقا اپنے مکاتب کی باندی کے اس لڑکے کا ایک دن کے لئے بھی مالک ہو گیا جس لڑکے کے نسب کا اس نے دعویٰ کیا تھا اور مکاتب کی تکذیب کی وجہ سے نسب ثابت نہ ہو سکا تھا تو اب اس کے مالک ہوتے کے

وقت اس کا دعویٰ نسب لڑکے پر ثابت ہو جائے گا اور مبسوط للسرخسی میں مذکور ہے کہ جب آقا اپنے مکاتب کی باندی کا مالک مکاتب کی تصدیق کی صورت میں ایک دن کے لئے بھی صحیح ملک کے ساتھ ہو جائے گا تو وہ باندی اس شخص کی ام ولد بھی قرار پا جائے گی نہایہ میں اسی طرح یہ مسئلہ ہے۔

اور جب کوئی شخص اپنی باندی کو مکاتبہ بنائے اور اس باندی کے بچہ ہو اور اس کا کوئی نسب معروف و مشہور نہ ہو پھر آقا اس کے نسب کا دعویٰ کرے تو آقا کا نسب اس لڑکے سے ثابت ہو جائے گا عام اس سے کہ باندی اس کی تصدیق کرے یا تکذیب کرے اور عام اس سے کہ وہ بچہ دعویٰ سے چھ ماہ سے کم میں پیدا ہو یا زیادہ میں پیدا ہو ہر حال میں جب نسب کا دعویٰ کرے گا تو نسب ثابت ہو جائے گا اور وہ بچہ آزاد ہو جائے گا اور کوئی ضمان اس شخص پر اس معاملہ میں نہ ہوگا ہاں اگر چھ ماہ پورا کرنے کے بعد بچہ پیدا ہوا ہے تو اس شخص پر مکاتبہ کا عقر (ضمان بدل نقصان) لازم آئے گا اور مکاتبہ کو اختیار ہوگا کہ اگر چاہے تو اپنی کتابت کو برقرار رکھے اور اگر چاہے تو اپنے کو بدل کتابت دینے سے عاجز قرار دے لے (بدائع)

اور عبد ماذون کے بیان میں ذکر کیا ہے کہ عبد ماذون (وہ غلام جس کو اس کے آقا نے بیع و شرار کی اجازت دے دی ہو) جب کوئی باندی خریدے اور اس کے بچہ پیدا ہو اور وہ غلام ماذون بچے کے نسب کا اپنے لئے دعویٰ کرے تو اس کا نسب ثابت تسلیم کر لیا جائے گا اور اگر عبد مجبور (غلام غیر ماذون) ہو تو یہ دعویٰ نسب کا ثابت نہ ہوگا ہاں اگر وطی بالشبہ کا دعویٰ کرے تو یہ دعویٰ ثابت ہو جائے گا (فتاوی عتابیہ)

اور اگر کوئی شخص کوئی ایسی باندی خریدے جس کے اس شخص کے بچہ پیدا ہو چکا ہے اور اس باندی کے ساتھ ایک لڑکی کسی دوسرے شخص سے بھی تھی تو وہ باندی اس شخص کی ام ولد ہو جائے گی اور اس شخص کو اب اس باندی کے بیچنے کا اختیار نہیں رہے گا البتہ اس لڑکی کو جس کو ساتھ لائی تھی بیچ سکتا ہے، پھر اگر اس باندی کا کسی شخص سے نکاح کر دیا اور اس شخص سے بھی کوئی لڑکی پیدا ہوئی تو اس لڑکی کو بھی فروخت نہیں کر سکتا پھر اگر اس شخص نے ان سبھوں کو آزاد کر دیا پھر ان سبکے دار الحرب میں قید ہونے کے بعد یا مرتد ہونے کے بعد خرید لیا تو وہ سب پھر اسی حال پر لوٹ آئیں گی جس حال پر پہلے تھیں، اور امام ابو یوسف رح کے نزدیک ماں کا اور دوسری لڑکی کا فروخت کرنا حرام رہے گا اور پہلی لڑکی کا فروخت کرنا حرام نہ ہوگا اور امام محمد رحمۃ اللہ کے نزدیک محض ماں کا فروخت کرنا حرام ہوگا اور ان دونوں لڑکیوں کا فروخت کرنا حرام نہ ہوگا (ظہیریہ)

اور اگر کوئی باندی دو شخصوں کے درمیان مشترک ہو اور ان ہی دونوں کی ملک میں حاملہ ہو جائے اور بچہ دے اور ان دونوں میں سے ایک اس بچہ کے نسب کا دعویٰ کرے تو نسب ثابت ہو جائے گا اور پوری باندی تنہا اس ایک شخص کی ام ولد ہو جائے گی اور نصف جاریہ کا ضمان اس پر عائد ہو جائے گا خواہ وہ شخص غریب ہو یا مالدار ہو اس سے کچھ فرق نہ پڑے گا بلکہ اپنے شریک کو نصف عقر (نصف بدل نقصان) دے گا اور لڑکے کی قیمت کا کوئی ضمان عائد نہ ہوگا،

اور اگر اس صورت میں دونوں شریک لڑکے پر نسب کا دعویٰ کریں تو وہ لڑکا دونوں کا مشترک قرار دیا جائے گا، اور وہ باندی دونوں کی ام ولد قرار پائے گی اور دونوں کی خدمت ایک ایک دن باری باری کرے گی اور ان میں سے کسی پر باندی کی قیمت کا ضمان تو نہ ہوگا لیکن نصف عقر کا ضمان ہر ایک پر ہوگا اور وہ ایک دوسرے پر بدل ہو کر مجرا ہو جائے گا

(بدائع) اور لڑکا دونوں سے پورے لڑکے کی میراث پائے گا اور وہ دونوں مشترک طور پر فقط ایک باپ کی میراث پائیں گے (ہدایہ) اور اگر دونوں میں سے فقط ایک شخص اس باندی کو آزاد کرے یا مرجائے تو پوری باندی بالاتفاق آزاد ہو جائے گی اور کوئی سعایت یا کوئی ضمان اس باندی پر امام ابوحنیفہؒ کے قول میں لازم نہ آئے گا (فتاویٰ قاضی خاں)

اور اگر کوئی باندی دو آدمیوں کے درمیان اس طرح مشترک ہو کہ ایک محض ایک عشر ($\frac{1}{10}$) کا مالک ہو اور دوسرا ($\frac{9}{10}$) کا مالک ہو اور اس کے بچہ پیدا ہو اور دونوں میں سے ہر ایک اس بچہ پر ساتھ ساتھ دعویٰ کریں یعنی ہر ایک یہ کہے کہ یہ بچہ میرا ہے، تو وہ بچہ ہر ایک کا پورا پورا بچہ شمار ہوگا پس اگر وہ بچہ مرجائے تو وہ دونوں نصف نصف کے وارث ہوں گے اور اگر وہ بچہ کوئی جنایت کرے تو دونوں نصف نصف تاوان جنایت دیں گے، اور اگر باندی کی کوئی جنایت (ایسا فعل جس میں دیت یا مالی تاوان لازم آوے) جیسے کسی کی آنکھ پھوڑ دی یا کسی کا مال چرالیا وغیرہ کرے، تو دسواں ($\frac{1}{10}$) حصہ کے مالک پر تاوان جنایت کا دسواں حصہ اور دوسرے مالک پر $\frac{9}{10}$ حصہ تاوان جنایت کا لازم ہوگا اسی حساب سے باندی کا ولاء (ترکہ) بھی دونوں کے لئے ہوگا (ظہیریہ)

اور اگر کوئی باندی تین یا چار یا پانچ آدمیوں میں مشترک ہو اور سب نے بچے کے نسب کا دعویٰ کریں تو سب سے اس بچہ کا نسب ثابت ہوگا اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ کے نزدیک وہ باندی سب کی ام ولد قرار دیدی جائے گی اگرچہ ان کے حصہ مختلف اور کم و بیش ہوں، مثلاً ایک شخص باندی کے محض ایک چھٹی کا مالک ہو اور دوسرا چوتھائی کا اور تیسرا تہائی کا اور باقی کا چوتھا مالک ہو سب سے نسب ثابت ہوگا اور باندی میں سے ہر ایک کا حصہ ام ولد ہو جائے گا اور کوئی دوسرے کے حصہ میں زیادتی و تعدی نہیں کرے گا یہاں تک کہ خدمت گزاری و مزدوری وغیرہ سب ان کے حصے کے مطابق تقسیم ہوگا (بدائع)

اگر کوئی باندی دو آدمیوں کے درمیان مشترک ہو، اور دو بچے ایک ہی بطن سے پیدا ہوں اور ان میں سے ایک بڑے بچے کے بارے میں دعویٰ کرے کہ یہ میرا ہے اور دوسرا شخص دوسرے بچے کے بارے میں دعویٰ کرے تو وہ دونوں بچے بڑے بچے کے دعویٰ کرنے والے کے شمار ہوں گے اور اگر دونوں بچے دو بطن سے ہوں تو فقط بڑا بچہ اپنے مدعی نسب کا شمار ہوگا اور باندی اسی کی ام ولد شمار ہوگی اور وہ باندی کی نصف قیمت کا ضمان اور اس کا نصف عقر (بدل نقصان) اپنے شریک کو دے گا اور بچے کی قیمت کا کوئی ضمان نہ دے گا اس لئے کہ بچہ کا استقرار علوق (حمل) ہی آزاد ہو کر ہوا ہے اور چھوٹے بچہ کا نسب اس کے مدعی کے لئے استحساناً ثابت ہوگا اور پورے بچہ کی قیمت کا ضمان شریک اول کو دے گا (عتابیہ) اور اگر کوئی باندی دو شخصوں کے درمیان میں مشترک ہو اور ان میں سے ایک شریک یہ کہے کہ جو بچہ تیرے شکم میں ہے اگر وہ لڑکا ہوا تو میرا ہے اور اگر لڑکی ہوئی تو میری کا نہیں ہے، اور دوسرا شریک یہ کہے کہ اگر لڑکی ہوئی تو میری ہے، اور اگر لڑکا ہوا تو میرا نہیں ہے تو یہ جملے دو طرح پر ہوں گے ایک یہ کہ یہ دونوں جملے ایک ساتھ دونوں نے کہے تو جو بچہ اس بطن میں پیدا ہوگا وہ دونوں کا برابر ہوگا عام اس سے کہ لڑکا پیدا ہو یا لڑکی اور اگر ایک ساتھ دونوں نے نہیں کہا اور بچہ دونوں کے کلام سے چھ ماہ سے کم میں پیدا ہو تو وہ بچہ اس کا شمار ہوگا جس نے پہلے یہ جملہ کہا ہو عام اس سے کہ لڑکا ہو یا لڑکی اور اگر پہلے یہ جملہ کہنے والے سے چھ ماہ کے بعد اور دوسرے کے کلام سے چھ ماہ سے کم میں پیدا ہوا تو وہ بچہ محض دوسرے کا شمار ہوگا اور اگر دونوں کے یہ جملے بولنے کے چھ ماہ کے بعد پیدا ہوا تو ان میں سے کسی کا نسب ثابت نہ

ہو گا۔ ہاں اگر ان میں سے کوئی پھر جدید دعویٰ کرے گا تو اس کا شمار کر لیں گے (محیط)

اور اگر دو شریکوں میں مشترک باندی نے جس وقت سے وہ دونوں مالک ہوئے ہیں چھ ماہ پورے ہونے کے بعد بچہ دیا ہے اور ان میں سے ایک شریک نے باندی کا دعویٰ کیا کہ میری ہے اور دوسرے نے بچہ کا دعویٰ کیا کہ میرا ہے اور دونوں ایسی عمر کے ہیں کہ ان کے یہ بچہ پیدا ہو سکتا ہے جس کا دعویٰ کیا ہے اور دونوں نے ساتھ ہی دعویٰ کیا ہے تو لڑکے کا دعویٰ جس نے کیا ہے، اس کا دعویٰ مقدم ہو گا اس لئے کہ بچہ پر نسب کا دعویٰ کرنا اس کی ماں کے ام ولد بنانے کے دعویٰ کو بھی مستلزم ہے اور کامل دعویٰ ہے اور ام ولد اپنی مملوکہ ہوتی ہے تو گویا دونوں کے مملوک ہونے کا دعویٰ کیا) اور ماں پر ملکیت کا دعویٰ کرنا محض ماں کے مالک ہونے کا دعویٰ کرنا ہے بچہ کے مملوک ہونے کے دعویٰ کو مشتمل نہیں اور قاصر دعویٰ ہے (اور کامل دعویٰ قاصر دونوں پر مقدم ہوتا ہے) اور بچہ کے مدعی پر ماں کا نصف عقر اور نصف قیمت لازم ہو گی اور بچہ کا مدعی شریک کے ضمان کے حصے سے بری نہ ہو گا اپنے اس گمان کی وجہ سے کہ وہ بچی اس کی بیٹی ہے اور اگر جس وقت دونوں مالک ہوئے ہیں اس وقت سے چھ ماہ کے اندر اندر بچہ پیدا ہو گیا تو کسی ایک جانب میں مرجح نہ ہونے کی وجہ سے ہر شریک کا دعویٰ صحیح ہو جائے گا اور بچہ کے نسب کا دعویٰ دونوں سے ثابت ہو جائے گا لڑکی کا دعویٰ اس کے مدعی کے حق میں اور لڑکے کا دعویٰ اس کے مدعی کے حق میں اور کوئی ان میں سے اپنے شریک سے کسی قسم کی غرامت (تاوان) کا حق دار نہ ہو گا اور باندی پر مدعی کے ذمہ بھی ام ولد ہونے میں امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ کے نزدیک کوئی غرامت نہ ہو گی اس لئے کہ وہ باندی پر دعویٰ کرنے کی وجہ سے ایسا ہو گیا جیسا اپنے شریک کی ام ولد کو آزاد کیا اور ام ولد امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ کے نزدیک متقوم ہوتی ہے، پس قیمت آجائے گی اور عقر نہ آئے گا اسی طرح لڑکے کے مدعی پر بھی عقر نہ ہو گا اور اگر جس وقت سے مالک ہوئے ہیں اس وقت سے چھ ماہ کے بعد باندی نے بچہ (لڑکی) دیا اور اس کی لڑکی نے بھی بچہ (لڑکی) دیا اور شریک نے ایک لڑکی پر دعویٰ کیا تو دونوں دعویٰ صحیح ہوں گے اور پہلی لڑکی کے دعویٰ کرنے والے پر مشترک جاریہ کی نصف قیمت لازم آجائے گی اور وہ مشترک جاریہ پہلی لڑکی کی ماں، اور دوسرے لڑکے کی جدہ (نانی) ہے، لیکن اگر جدہ نے دوسرے کے دعویٰ سے قبل اس کا دعویٰ قبول کر لیا اور اس سے قیمت بھی لے لی، تو اب قیمت دوبارہ لازم نہیں آئے گی اور پہلی لڑکی کا مدعی اس وقت اپنے شریک سے جدہ کی قیمت سے کسی شئے کا ضامن نہ ہو گا اور اس پر پہلی لڑکی کی جس کا دعویٰ کیا ہے، اس کی قیمت بھی امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ کے نزدیک واجب ہو گی البتہ پہلی لڑکی کا عقر دوسری لڑکی کے مدعی پر پورا پورا واجب ہو گا،

اور اگر اس صورت میں مالک ہونے سے چھ ماہ سے کم میں بچہ پیدا ہو جائے اور وہ بچہ لڑکی ہو اور پھر اسی لڑکی کے دوسری لڑکی پیدا ہو تو معتبر دعویٰ دوسری لڑکی کا دعویٰ ہو گا اور پہلی کا دعویٰ صحیح نہ ہو گا اس لئے کہ یہ دعویٰ استیلاد کے دعویٰ کو مشتمل ہے، اور پہلی کا دعویٰ محض آزاد کرنے کا دعویٰ ہے، کیونکہ اس کا علوق (استقرار حمل) دونوں کی ملکیت کے زمانہ میں نہیں ہوا پس دوسری کا دعویٰ اس استناد کی وجہ سے مقدم (اسبق) ہو گا، اور دوسری لڑکی کا مدعی پہلی کے مدعی کو پہلی کے نصف قیمت کا تاوان اور نصف عقر دے گا اور پہلی کے مدعی جد (نانی) کے بارے میں کوئی تاوان (غرامت) نہ ہو گی (شرح التلخیص للجامع الکبیر فی باب دعویٰ احد الشریکین)

اگر کوئی باندی دو آدمیوں میں مشترک ہو اور وہ کسی تیسرے شخص سے بچہ دے اور وہ تیسرا یہ کہے کہ تم دونوں نے مجھ سے اس کا نکاح کر دیا تھا اور دونوں شریکوں میں سے ایک شریک اس کی تصدیق کرے اور دوسرا شریک یہ کہے کہ ہم نے تمہارے ہاتھ

اس کو فروخت کیا تھا تو نصف باندی ام ولد ہو گی موقوف ہو کر یعنی وہ کسی شریک کی خدمت نہیں کرے گی اور نصف باندی نکاح کا اقرار و تصدیق کرنے والے کے لئے غلام ہی رہ جائے گی اور ام ولد بنانے والے کے لئے بھی اس کی وطی کرنا حلال نہ رہے گی اس لئے کہ مقر بالنکاح اور مستولد دونوں نے نصف کے اندر تصادق کر لیا ہے اور یہ تصادق حلت کا فائدہ کسی طرح نہیں دے سکتا اور نصف بچہ جو مقر بالبیع کا ہے وہ آزاد ہو جائے گا اور اپنے نصف آخر میں سعی کرے گا اور مقر بالنکاح کے لئے بھی مستولد یا مقر بالبیع پر کوئی ضمان نہیں آئے گا البتہ مباشرت کرنے والے پر دونوں کے لئے عقر ہو گا پس نصف عقر مقر البیع وصول کرے گا اور نصف مقر بالنکاح وصول کرے گا اور مقر بالبیع سے کہا جائے گا کہ جس نوعیت سے تم نے دعویٰ کیا ہے اسی نوعیت سے وصول کرو، پھر اگر مستولد مر جائے تو باندی اپنی نصف قیمت میں مقر بالنکاح کے لئے سعایت کرے گی،

اور اگر اس کے دونوں مالکوں نے یہ کہدیا کہ ہم نے تیرے ہاتھ اس کو فروخت کیا تھا تو ام ولد بنانے والا اس باندی کی قیمت کا کوئی ضمان نہ دے گا بلکہ عقر (بدل نقصان) دونوں کو دے گا اور اگر باندی ایسی ہو کہ اس کے آقا کا کوئی علم نہ ہو یعنی یہ نہ معلوم ہو کہ یہ کس کی باندی ہے اور ام ولد بنانے والا یہ کہہ رہا ہو کہ تم دونوں نے مجھ سے اس کا نکاح کیا تھا اور وہ دونوں کہہ رہے ہوں کہ ہم نے تمہارے ہاتھ اس کو فروخت کیا تھا تو اس صورت میں یہ باندی ام ولد ہو گی اور اس کا بچہ آزاد شمار ہو گا اور مستولد (ام ولد بنانے والے) پر باندی کی قیمت دینی لازم ہو گی اور بچہ کی قیمت کا ضمان لازم نہ ہو گا عقر کے ضمان کے بارے میں کتاب (مبسوط) میں کوئی تذکرہ نہیں ہے اور مشائخ فقہ اس بارے میں مختلف ہیں بعض کے نزدیک لازم ہو گا اور بعض کے نزدیک لازم نہ ہو گا،

اور اگر مباشرت کرنے والا ہبہ کا دعویٰ کرے اور وہ دونوں بیع کا دعویٰ کریں اور باندی کے آقا کا حقیقت میں علم نہ ہو، یا ان دونوں نے یہ کہا کہ ہم نے اس کو غصب کیا تھا اور وطی کرنے والے نے کہدیا کہ تم دونوں نے بیچ کہا تو وہ باندی ام ولد قرار پا جائے گی اور اس پر ان دونوں کے لئے باندی کی قیمت لازم ہو گی اور اگر باندی نے ان سب کی تصدیق کر دی تو وہ تصدیق خواص کے حق میں لاگو ہو گی اور ان دونوں کی طرف باندی بنا کر واپس کر دی جائے گی، اور اگر وطی کرنے والا خریدنے کا دعویٰ کرے اور آقا نکاح کرنے کا دعویٰ کرے تو نسب ثابت ہو جائے گا اور لڑکا آزاد نہ شمار ہو گا اور یہ حکم اس وقت ہے جب معلوم ہو جائے کہ وہ باندی اقرار کرنے والے ہی کی ہے اور اگر یہ نہ معلوم ہو تو لڑکا آزاد کر دیا جائے گا (محیط)

اور اگر کوئی باندی دو آدمیوں کے درمیان مشترک ہو اور اس کے ایک بطن سے دو بچے پیدا ہوں ایک مردہ اور ایک زندہ اور دونوں شریکوں میں سے ایک شریک مردہ کے بارے میں اپنا بچہ ہونے کا دعویٰ کرے اور زندہ سے انکار کرے تو یہ انکار معتبر نہ ہو گا اور وہ زندہ بچہ بھی اسی کا قرار دیا جائے گا اور یہی حکم ہے جب ان دونوں میں کا ہر ایک مردہ بچہ کے بارے میں دعویٰ کرے یا ہر ایک ان میں کا دونوں بچوں پر دعویٰ کرے تو دونوں کا نسب دونوں سے ثابت ہو گا (مبسوط) اور اگر کوئی باندی باپ بیٹے اور دادا کے درمیان میں مشترک ہو اور کوئی بچہ دے اور ہر ایک اس بچہ پر دعویٰ کرے تو اس دعویٰ میں دادا کو ترجیح ہو گی (ظہیریہ) اور اگر باپ اور بیٹے کے درمیان میں مشترک ہو اور دونوں اس کے بچے پر دعویٰ کریں تو باپ کا دعویٰ استحساناً زیادہ معتبر ہو گا اور باندی کی نصف قیمت کا ضمان اور اس کا نصف عقر وہ دے گا اور نصف عقر بیٹا دے گا اور دونوں ایک دوسرے سے بطور مبادلہ مجرا کر لیں گے (سراج وہاج)، اور جب دو شریکوں میں سے ایک مسلمان ہو اور دوسرا ذمی ہو اور دونوں ساتھ ساتھ

دعویٰ کریں تو مسلمان زیادہ مستحق ہوگا اور یہ حکم اس صورت میں ہے جب دعویٰ کرنے سے قبل ذمی مسلمان نہ ہوا ہو اور جب دعویٰ سے پہلے ذمی مسلمان ہو گیا تو پھر اس کے بعد باندی نے بچہ دیا ہو تو پھر دونوں نے ساتھ ساتھ دعویٰ کیا ہو تو ان دونوں سے نسب بچہ کا ثابت ہوگا دونوں کا حال برابر ہوگا، اور اگر دعویٰ ذمی اور مرتدہ کے درمیان دائر ہو تو لڑکا مرتد کا قرار پائے گا اور ہر ایک اپنے شریک کو نصف عقر دے گا (غایۃ البیان)

اور اگر باندی اہل کتاب اور مجوسی کے درمیان مشترک ہو تو اہل کتاب زیادہ مستحق ترجیح ہوگا اور اگر غلام اور مکاتب کے درمیان مشترک ہوگی تو مکاتب زیادہ مستحق ہوگا اور اگر مسلمان غلام اور کافر آزاد کے درمیان مشترک ہوگی تو آزاد (اگرچہ کافر ہو) زیادہ مستحق ہوگا، لیکن اگر کسی ایک کا دعویٰ ثابت ہو تو ان تمام مذکورہ صورتوں میں سابق ہی کو ترجیح ہوگی خواہ وہ سابق کافر ہو یا غلام غرض جو بھی ہو (سراج وہاج)

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ سے ایسے دو آدمیوں کے بارے میں منقول ہے کہ دونوں نے آپس کی بیویوں میں سے کسی ایک کی بیوی کو خریدا، پھر اس ایک ماہ کے بعد اس کے بچہ پیدا ہوا تو نسب زوج ہی سے ثابت ہوگا اور لڑکے کی قیمت کا ضامن نہ ہوگا اور اگر دو بھائیوں نے کسی حاملہ باندی کو خریدا اور اس نے بچہ دیا اور ان دونوں بھائیوں میں سے ایک نے اس بچہ پر دعویٰ کیا تو اس پر بچہ کی نصف قیمت واجب الادا ہوگی اور بچہ چچا کے خلاف اس قرابت و رشتہ کے سبب آزاد نہ ہوگا کیوں کہ دعویٰ سببے متقادم و بیشتر کا ہے لہٰذا یہ حکم (وجوب نصف قیمت اور عدم آزادی) دعویٰ ہی کی طرف منسوب ہوگا قرابت سے اس کا تعلق نہ ہوگا (ظہیریہ)

اگر کسی باندی کو کسی شخص کے نکاح سے بچہ پیدا ہو، پھر اسی باندی کو وہ شخص اور ایک اور آدمی مل کر خریدیں تو وہ باندی اس بچہ کے باپ کی ام ولد ہو جائے گی اور اپنے شریک کو باندی کی نصف قیمت کا ضمان دے گا خواہ مال دار ہو یا وہ غریب ہو، اسی طرح اگر کوئی بھی دو آدمی کسی باندی کے مع اس کے بچے کے وارث شرعی ہو جائیں اور ان میں سے کوئی ایک اس بچہ کا ذو رحم محرم ہو، یعنی ایسا رشتہ دار ہو کہ اگر بچہ یا اس شریک میں سے کسی ایک کو مونث فرض کریں تو آپس میں ان کے نکاح حرام رہے تو وہ بچہ ان دونوں پر آزاد ہو جائے گا اور اگر دوسرا شریک اس بچہ کے لئے اجنبی ہو یعنی ذو رحم محرم نہ ہو تو باپ کا حصہ آزاد ہو جائے گا اور شریک کے لئے بچہ سعایت کرے گا، یعنی کمانے کے لائق ہونے پر اس کے حصہ کی رقم کی مقدار کما کر ادا کر دے گا اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ کے نزدیک یہی حکم اسی تفصیل سے ہے جب دونوں اس بچہ کو خریدیں یا وہ بچہ دونوں کو ہبہ کیا جائے خواہ وہ اجنبی اس بات کو جانتا ہو کہ یہ شریک اس کا باپ ہے یا نہ جانتا ہو دونوں صورتوں کا یہی حکم ہے۔

اور اگر دو آدمیوں کی مشترک باندی نے اپنے کسی شوہر سے بچہ دیا پھر اس شوہر نے دونوں شریکوں میں سے کسی ایک سے اس کا حصہ جو باندی اور بچہ میں تھا خرید لیا اور خریدنے والا مال دار بھی ہے تو مال کے اندر جو شریک تھا اس کے حصے کا ضامن ہوگا اور بچہ میں جو شریک ہے اس کے حصے کے مقدار کا اس کو اختیار ہوگا کہ چاہے تو اس کا بھی ضمان وصول کرے اور چاہے تو بچے سے سعی کرائے، اور اگر چاہے تو اس کو آزاد کر دے یہ حکم امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ کے نزدیک ہے (مبسوط)

اگر کوئی باندی دو آدمیوں میں مشترک ہو اور دونوں اپنی صحت کی حالت میں یہ کہیں کہ یہ باندی ہم میں سے ایک کی ام ولد ہے، پھر ان دونوں میں سے کوئی ایک مرجائے تو جو زندہ بچا ہو اس کو حکم دیا جائے گا کہ وہ اس جملہ (یہ باندی ہم میں سے ایک کی ام ولد ہے) کی مراد واضح کرے اور متعین کرے کہ کس کی ام ولد ہے، مرے ہوئے شخص کے ورثا کو یہ حکم تعیین مراد کا نہ ہوگا، پس اگر وہ زندہ شخص

یہ کہدے کہ یہ میری ام ولد ہے تو وہ باندی اس کی ام ولد قرار دیدی جائے گی اور اس کی نصف قیمت کا ضمان اس پر لاگو کر دیا جائے گا اور عقر میں سے کوئی شے اس پر لازم نہ ہوگی اس لئے اس نے اس باندی کا مالک ہونے کے بعد اس سے وطی کرنے کا اقرار نہیں کیا ہے، پس جب اس نے مالک ہونے کے بعد وطی کرنے کا اقرار نہیں کیا ہے تو ہو سکتا ہے کہ مالک ہونے سے قبل بذریعہ نکاح بچے کی ماں اس باندی کو بنایا ہو اور اگر وہ زندہ شریک یہ کہے کہ یہ باندی اس مرے ہوئے شخص کی ام ولد ہے تو وہ باندی فوراً آزاد کر دی جائے گی اس مرے ہوئے شخص کے وارثین اس کی تصدیق کریں یا نہ کریں اور نیز زندہ کے لئے یا مرنے والے کے وارثین کے لئے باندی پر کوئی سعایت لازم نہ ہوگی،

اور اگر یہی جملہ (کہ ہم دونوں میں سے ایک کی باندی ام ولد ہے) ان دونوں نے اپنے مرض الموت میں کہا ہو اور پھر ایک رگیا ہو اور اس کے وارثین زندہ شریک سے یہ کہیں کہ مرنے والے نے تم کو مراد لیا تھا کہ تمہاری ام ولد ہے تو ان وارثین کا یہ قول قابلِ قبول اور مسموع نہ ہوگا پس اگر وہ ورثہ یہ کہیں کہ مرنے والے نے اپنے ہی کو مراد لیا تھا یعنی یہ کہ وہ باندی میری ام ولد ہے لیکن ہم ورثاء اس کی تصدیق نہیں کرتے اور اس کے قول کو تسلیم نہیں کرتے تو اس صورت میں زندہ شریک کے لئے باندی کی قیمت ترکہ میں شمار ہوگی اور یہ باندی مرنے والے کے ایک تہائی ترکہ میں سے آزاد ہو جائے گی (کافی)

اور اگر کوئی باندی دو شریکوں کے درمیان میں مشترک ہو اور بچہ پیدا ہو اور ہر شریک یہ اقرار کرے کہ ہم ہی دونوں میں سے کسی ایک کا بچہ ہے پھر ان دونوں میں سے ایک مرجائے تو بچہ حر قرار دیا جائے گا اور تعیین کا بیان زندہ شریک کے ذمہ ہوگا پس اگر وہ یہ کہدے کہ یہ لڑکا میرا ہی ہے تو اس کا نسب اس شخص سے ثابت ہو جائے گا اور باندی اس کی ام ولد ہو جائے گی اور وہ شریک کے لئے نصف قیمت اور نصف عقر کا ضامن ہوگا اور یہ حکم یکساں ہوگا خواہ حالتِ صحت میں اقرار کیا ہو خواہ حالتِ مرض الموت میں، اور اگر حالت صحت میں شریکین نے یہ وضاحت کی کہ یہ کسی شریک کا بچہ ہے تو ان دونوں میں سے کسی سے بچے کا نسب ثابت نہ ہوگا اور بچہ بغیر کسی ضمان و عقر وغیرہ کے آزاد شمار ہوگا اور باندی بھی بغیر کسی ضمان و عقر وغیرہ کے آزاد شمار کیجائے گی

اور اگر ان دونوں شریکوں کا یہ اقرار کہ یہ بچہ ہم ہی دونوں میں سے ایک کا ہے مردہ شریک کے مرض کے زمانہ کا ہو اور اس کے وارثین یہ کہیں کہ یہ باندی زندہ شریک کی ام ولد ہے تو وہ بچہ اور باندی دونوں آزاد ہو جائیں گے اور کوئی سعایت اور کوئی ضمان لازم نہ آئے گا اور اگر مردہ شریک کے ورثاء یہ کہیں کہ ہمارے مورث نے اقرار کیا ہے کہ یہ بچہ اسی کا ہے، لیکن ہم لوگ اس کی تصدیق نہیں کرتے تو باندی اور بچہ دونوں آزاد شمار ہو جائیں گے اور وارثین باندی کی نصف قیمت اور نصف عقر زندہ شریک کے لئے ترکہ کے اندر لازم آجائے گا اور باندی پر کسی کے لئے کوئی سعایت لازم نہ ہوگی اور بچہ کا نسب مردہ شریک سے استحساناً ثابت ہو جائے گا (محیط سرخسی)

کتاب العتاق ختم ہوئی!

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

کتاب الایمان

ایمان جمع یمین کی ہے یمین کے معنی حلف اور قسم کے ہیں مراد قسم کے تمام انواع کا بیان کرنا ہے۔ اس عنوان میں بارہ[12] باب ہیں، پہلا باب قسموں کے شرعی مفہوم کے بیان میں اور اس کی حقیقت و شرائط اور احکام کے بیان میں، نیز ظالموں کے قسم لینے اور ان قسموں کے بیان میں جس میں قسم کھانیوالے نے قسم لینے والے کے مقصد کے خلاف نیت کر لی ہو۔

بہر حال قسموں کا شرعی مفہوم

قسم شریعت میں اس قول کو کہتے ہیں جس میں قسم کھانے والا کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے کے ارادہ کو خوب مضبوط اور پختہ کر لیتا ہے (کفایہ) اور یہ قسم دو طرح کی ہوتی ہے (۱) اللہ تعالیٰ کی ذات یا صفات کے ساتھ قسم کھانا (۲) اس کے علاوہ کے ساتھ قسم کھانا (اور اس دوسری قسم میں معتبر وہ قسم ہے جس میں) جزاء کو کسی شرط پر..... معلق کیا گیا ہو (کافی) اس لئے یمین بغیر اللہ دو قسم پر ہے، ایک قسم باپ دادا یا انبیاء علیہم السلام یا ملائکہ کی قسم کھانا یا روزہ، نماز اور بقیہ احکام شرعیہ یا کعبہ، یا حرم، یا زم زم وغیرہ کی قسم کھانا اور ان میں سے کسی کی قسم جائز نہیں ہے اور دوسری قسم شرط و جزاء کے طریقہ پر معلق کرنے کا نام ہے، اور یہ دوسری قسم (یمین بغیر اللہ کی) دو طرح پر ہوتی ہے،

(۱) یمین بالقرب، یعنی ایسی چیزوں کے ساتھ قسم کھانا جو عبادت کی ہوں جیسے اس طرح کہے کہ اگر میں فلاں کام کروں تو مجھ پر ایک روزہ ہے یا ایک نماز ہے، یا ایک حج ہے یا ایک عمرہ ہے یا ایک اونٹ کی قربانی ہے، یا ایک غلام کا آزاد کرنا ہے، یا دو آنہ صدقہ لازم کرتا ہے یا اس کے علاوہ کسی اور عبادت کے بارے میں کہے کہ مجھ پر لازم ہے،

(۲) یمین بغیر القرب، یعنی ایسی چیزوں کے ساتھ قسم کھانا جو محض عبادت کی نہ ہوں، جیسے طلاق پر یا غلام آزاد کرنے پر، یا کسی اور دنیوی کام پر حلف کرنا (کہ اگر فلاں کام کروں تو بیوی پر مثلاً طلاق وغیرہ (بدائع)

قسم کے ارکان اور اس کی ماہیت

بہر حال یمین باللہ کے ارکان جس سے اس کی حقیقت متحقق ہوتی ہے کہ قسم میں اللہ کا نام یا اس کی کسی صفت خاص کا ذکر کیا جائے مثلاً اس طرح کہا جائے کہ اللہ کی قسم یا خالق دوجہاں کی قسم کھاتا ہوں کہ فلاں کام کروں گا اور یمین بغیر اللہ کا رکن یہ ہے کہ اسمیں

شرط و جزار کا ذکر ہو (کافی) اور شرط بننے کی صلاحیت ہر وہ چیز رکھتی ہے جو بر وقت کلام معدوم ہو لیکن موجود ہونے کا احتمال رکھتی ہو اور جزار بننے کی صلاحیت ہر وہ چیز رکھتی ہے جس کا وجود اور پایا جانا شرط کے وجود کیوقت یقینی یا غالب ہو اور یہ صلاحیت اس طرح پر ہوں گی کہ شرط منسوب ہو متکلم (قسم کھانے والا) کی ملک کی طرف یا ملک کے سبب کیطرف اور جزار ان چیزوں میں سے ہو جس کے ساتھ حلف اٹھائی جاتی ہو (جیسے بیوی سے اس طرح کہے کہ اگر میں تجھ سے مباشرت کروں تو تجھ کو طلاق ہے، تو طلاق ان چیزوں میں سے ہے جس پر حلف لیا جاتا ہے اور بیوی سے مباشرت پر اپنی ملک حاصل ہے پس یہ قسم صحیح ہوگی) حتیٰ کہ اگر یہ شرط نہ تو ملک متکلم کی طرف منسوب ہو اور نہ سبب ملک کی طرف منسوب ہو تو قسم منعقد نہ ہوگی (جیسے غیر منکوحہ عورت سے کہے کہ اگر میں تجھ سے مباشرت کروں تو تجھ کو طلاق ہے یہ قسم صحیح نہ ہوگی اس لئے کہ طلاق اگرچہ ان چیزوں میں سے ہے جس پر حلف اٹھائی جاتی ہے لیکن غیر منکوحہ سے مباشرت اپنی ملک میں نہیں ہے) اور جیسے وکالت اور تجارت میں اجازت اس لئے کہ جب مثلاً اس طرح کہے گا کہ اگر میں ایسا کام کروں تو تم وکیل ہو یا ماذون فی التجارۃ ہو. تو یہ جملے قسم نہیں ہوں گے (امام خواہر زادہ نے تلخیص جامع کبیر کی شرح کے حوالہ سے اسی طرح ذکر کیا ہے)

قسم کی شرائط یمین باللہ کی شرطیں

نوٹ:۔ قسم کی پہلی قسم (یمین باللہ) میں کچھ شرطیں (حالف) قسم کھانے والے کے اعتبار سے ہوتی ہیں، اور کچھ شرطیں (محلوف علیہ)

شرائط قسم باعتبار حالف

جس چیز پر قسم کھائی جائے اس کے اعتبار سے ہوتی ہیں. حالف کے اعتبار سے یہ شرطیں ہیں کہ حالف (قسم کھانے والا) عاقل بالغ، مسلمان ہو پس مجنون کی قسم یا نابالغ بچے کی قسم اگرچہ نابالغ ذی عقل و ہوش ہو معتبر و صحیح نہیں. اسی طرح کافر کی بھی قسم معتبر نہیں حتیٰ کہ اگر کوئی کافر کسی بات پر حلف اٹھائے. پھر اسلام قبول کرے اور بعد قبول اسلام قسم توڑ دے تو اس پر ہمارے نزدیک کفارہ نہیں ہوگا (بدائع) اسی طرح مرتد ہونے سے بھی قسم سوخت و باطل ہو جاتی ہے حتیٰ کہ مرتد ہونے کے بعد پھر اسلام قبول کرلے تو پہلی قسموں کا اثر ختم ہو جاتا ہے اور حنث لازم نہیں آتا (اختیار) البتہ حریت (قسم کھانے والے کا حر اور آزاد ہونا) یہ شرط نہیں ہے لہٰذا مملوک و غلام کی قسم منعقد و صحیح ہو جائے گی. لیکن اس کے توڑنے پر کفارہ مالی فی الحال واجب نہ ہوگا کیوں کہ اس کے لئے کوئی ملکیت نہیں ہو سکتی البتہ اس پر روزوں کے ذریعہ کفارہ دینا واجب ہوگا اور اس کے آقا کو اختیار ہوگا کہ وہ اس کو روزہ رکھنے سے روک دے اور اجازت نہ دے ایسے ہی غلام کے ہر اس روزہ کا یہی حکم ہے جو غلام پر خدا کی طرف سے نہ واجب ہوا ہو بلکہ خود غلام کے اپنے اوپر واجب کرنے سے واجب ہوا ہو جیسے منت و نذر کا روزہ، اور اگر غلام کفارہ میں روزہ رکھنے سے قبل آزاد ہو جائے تو اب اس پر کفارہ مالی (یعنی غلام خرید کر آزاد کرنا یا دس مسکین کو کھانا کھلانا. یا دس مسکین کو کپڑا پہنانا) واجب ہو جائے گا

جس طرح حالف کا حر آزاد ہونا قسم منعقد ہونے کے لئے شرط نہیں ہے اسی طرح حالف کا اپنی خوشی سے قسم کھانا یا قسم کے قصد و ارادہ سے قسم کھانا صحت قسم کے لئے ضروری نہیں ہے. پس مکرہ کی قسم بھی منعقد و لازم ہو جائے گی (یعنی اگر

کسی نے ڈرا دھمکا کر جان کا خوف دلا کر زبردستی قسم بھی لے لی، یا غلطی سے قسم کے الفاظ کہہ ڈالا یا مذاق و ہزل گوئی کے طور پر قسم کھالی ہر حال میں قسم منعقد و صحیح ہو جائے گی اور اس کے توڑنے پر ہمارے نزدیک کفارہ دینا لازم ہوگا۔

شرائط قسم باعتبار محلوف علیہ

وہ شرطیں جنی محلوف علیہ یعنی ان چیزوں کے اعتبار سے ہیں جن پر قسم کھائی جاتی ہے، ان میں ایک یہ ہے کہ وہ چیز جس پر قسم کھائی جائے اس کا وجود بوقت قسم حقیقت و نفس الامر میں متصور ہو، پس کوئی قسم کسی ایسی چیز پر منعقد نہ ہوگی جس کا وجود حقیقت محال ہو اور نہ قسم باقی ہی رہتی ہے، جب کسی چیز پر کھائی جائے جس کا وجود محال ہو اور یہ شرط نفس قسم کے منعقد ہونے کی ہے اور یہ قول امام ابو حنیفہ اور امام محمد رحمہما اللہ کا ہے، البتہ حقیقۃً مستحیل الوجود نہ ہونے کے ساتھ ساتھ اس چیز کا وجود عادۃً متصور ہونا ہمارے ائمہ ثلثہ (امام اعظم امام ابو یوسف امام محمدؒ) میں سے سبھی نے فرمایا ہے کہ شرط نہیں ہے یہاں تک کہ قسم منعقد ہو جاتی ہے ایسی چیز پر قسم کھانے سے جس کا وجود عادۃً اگرچہ محال ہو لیکن حقیقۃً محال نہ ہو

اور ایک شرط یہ بھی ہے کہ قسم میں استثناء نہ ہو یعنی ان شاء اللہ یا الا ان یشاء اللہ یا ماشاء اللہ وغیرہ استثناء کے الفاظ قسم میں نہ بولے اسی طرح کوئی بھی ایسا لفظ قسم میں استعمال نہ کرے جس سے قسم کا یقینی ہونا ختم ہو جائے مثلاً اس طرح کہے کہ اگر اللہ نے چاہا تو میں یہ کام کروں گا ورنہ غلام آزاد، یا مثلاً یہ کہے کہ قسم خدا کی میں یہ کام کروں گا لیکن یہ کہ اس کام سے اچھی کوئی دوسری صورت سامنے آجائے یا یہ کہے کہ قسم خدا کی میں یہ کام ضرور کروں گا بشرطیکہ اس سے بہتر دوسری چیز نہ دیکھوں یا دوسری چیز اس سے زیادہ پسند نہ آجائے وغیرہ وغیرہ، یا اس طرح کہے کہ اگر اللہ نے میری مدد کی، یا اللہ نے میرے لئے آسان کردیا اللہ کی مدد شامل حال رہی یا اللہ نے توفیق بخشی تو یہ کام کروں گا تو ان تمام صورتوں میں قسم متحقق نہ ہوگی غرض کہ قسم کے جملہ کے ساتھ متصلاً کوئی بھی شرط یا استثناء کا لفظ بھی بول دے گا تو قسم منعقد نہ ہوگی ہاں اگر متصلاً و موصولاً نہ بولے کچھ فصل و انقطاع کلام کے بعد الگ سے اور مستقلاً شرط و استثناء کا لفظ بولے تو قسم منعقد ہو جائے گی،

یمین بغیر اللہ کی شرطیں

شرائط باعتبار حالت

قسم بغیر اللہ کی صورت میں یعنی جملہ شرطیہ کے ساتھ قسم کھانے کی صورت میں قسم کھانے والے نے جو شرط طلاق و عتاق کے جواز کی ہے وہی سب ان دونوں کے ساتھ قسم منعقد کی ہے اور جو چیزیں طلاق و عتاق کے جواز کی شرط نہیں ہے وہ ان کے ساتھ قسم کھانے میں بھی شرط نہیں ہیں اور محلوف علیہ یعنی جس چیز پر قسم کھائے اس کے اعتبار سے شرط یہ ہے کہ وہ چیز زمانہ آئندہ میں ہونیوالی ہو، پس اگر وہ چیز (امر)، بروقت قسم موجود ہو تو اس پر قسم کھانے سے قسم نہ ہوگی یعنی بجائے حلف معلق ہونے کے تنجیز ہو جائے گی جس کا وقوع اسی وقت ہو جائیگا مثلاً اپنی منکوحہ سے اس طرح کہے کہ اگر آسمان ہمارے اوپر ہو تو تجھ کو طلاق ہے تو یہ قسم اور تعلیق نہ ہوگی کہ آسمان کا اوپر ہونا ثابت ہوئے تو قسم منعقد ہو اور اس وقت تک وقوع طلاق معلق رہے بلکہ فوراً طلاق واقع ہو جائے گی، اور مثلاً ایسے شخص کے آنے کو طلاق پر معلق کرے در حلف کرے جو ابھی تک آیا نہیں ہے اور اس طرح کہ اگر

فلاں شخص آج آگیا تو تجھ کو طلاق ہے، بس اگر وہ شخص آج آگیا تو طلاق واقع ہوگی ورنہ نہیں اور طلاق فوراً واقع ہو کر تنجیز نہ ہوگی، اور جس کے طلاق یا عتاق کی قسم کھائی ہے اس میں یہ شرط ہے کہ ملک طلاق وعتاق قائم ہو یعنی وہ منکوحہ ومملوکہ ہو یا یہ قسم منسوب ہو ملک یا سبب ملک کی جانب مثلاً اس طرح کہے کہ اگر میں اس سے نکاح کروں تو اس کو طلاق، یا مثلاً اس کو میں خریدوں تو وہ آزاد، اور نفس انعقاد قسم میں وہی شرط ہے جو یمین باللہ یعنی اللہ تعالیٰ کے ساتھ قسم کھانے میں گزرچکی ہے۔

اور اگر یہ لفظ قسم میں زیادہ کردیا کہ اگر اللہ تعالیٰ میری مدد فرمائے یا اگر معونت الٰہی ہو اور اس لفظ سے استثنار کی نیت ہو تو فیما بینہ وبین اللہ یعنی فقط دیانۃً استثنار کرنے والا شمار ہوگا مگر قاضی اس کی تصدیق نہ کرے گا اور قضائۃً یہ استثنار معتبر نہ ہوگا، منجملہ شرائط کے ایک شرط یہ بھی ہے کہ شرط وجزار کے درمیان کوئی دوسرا ذکر حائل نہ کرے اگر کردے گا تو قسم یعنی تعلیق نہ ہوگی بلکہ تنجیز ہو جائے گی (بدائع)

یمین باللہ کی قسمیں

جو قسم اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہوتی ہے اس کی تین قسمیں ہیں (۱) یمین غموس (۲) یمین لغو (۳) یمین منعقدہ، یمین غموس یہ ہے کہ زمانہ موجودہ یا گذشتہ میں کسی چیز کے وجود یا نفی پر عمداً جھوٹی قسم کھائے ایسی قسم کھانے والا سخت گنہ گار ہوتا ہے کفارہ وغیرہ دینے سے اس کا گناہ ختم نہیں ہوتا بلکہ اس پر توبہ واستغفار لازم ہے کفارہ نہیں، یمین لغو یہ ہے کہ کسی چیز کے زمانہ ماضی یا حال میں وجود یا نفی پر اپنے گمان کے مطابق صحیح قسم کھارہا ہے اور واقع میں اس کے گمان کے خلاف ہے اور جانتا نہیں تھا مثلاً اس کو واقعی گمان تھا کہ اس نے یہ کام کیا ہے اور قسم کھالی کہ واللہ میں نے یہ کام کیا ہے اور واقع میں اس نے یہ کام نہیں کیا تھا، یا مثلاً اس کو گمان تھا کہ اس نے وہ کام نہیں کیا ہے اور قسم کھالی کہ واللہ میں نے وہ کام نہیں کیا ہے اور واقعہ یہ ہے کہ اس نے وہ کام کیا تھا، قصداً وعمداً جھوٹ نہیں بولا بلکہ اس کی یاد ہی میں غلطی تھی، یا دور سے ایک شخص کو دیکھ کر یہ گمان کیا کہ وہ زید ہی ہے اور قسم کھا بیٹھا کہ واللہ وہ زید ہے حالانکہ وہ عمر تھا، یا کسی چڑیے کو دیکھ کر یہ گمان کیا کہ وہ کوا ہے اور قسم کھا بیٹھا کہ واللہ وہ کوا ہے حالانکہ وہ چیل تھی، تو ایسی قسم پر امید ہے کہ قسم کھانے والا ماخوذ نہ ہو اسی طرح بغیر قصد قسم کے جو قسم انسان کھالیتا ہے وہ بھی یمین لغو ہے ہمارے نزدیک دنیا وآخرت میں اس پر کچھ حکم جاری نہیں ہوتا۔

یمین منعقدہ یہ ہے کہ زمانہ آئندہ میں کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے پر قسم کھائے، مثلاً اس طرح کہے کہ واللہ میں یہ کام کروں گا یا مثلاً اس طرح کہے کہ واللہ میں یہ کام نہ کروں گا اس کا حکم یہ ہے، کہ اگر قسم پوری نہیں کی یعنی حانث ہوگیا تو اس پر کفارہ ادا کرنا لازم ہوگیا (کافی) پھر قسم منعقدہ وجوب حفظ کے اعتبار سے چار طرح کی ہوتی ہے (۱) پوری کرنا واجب توڑنا ناجائز (۲) توڑ دینا واجب پوری کرنا ناجائز،

(۱) جس کو پورا کرنا واجب ہے اس کی صورت یہ ہے کہ قسم ایسے فعل پر منعقد کرے جو طاعت الٰہی ہو اور بندہ اس کا مامور ہو اور بندہ پر قبل ہی سے واجب ہو، یا ایسے فعل کے نہ کرنے پر منعقد کرے جس کا کرنا معصیت ہو اور بندہ اس کے نہ کرنے پر مامور ہو اس قسم کی حفاظت واجب ہے توڑنا جائز نہیں اس لئے کہ یہ چیز قسم سے قبل ہی فرض تھی قسم سے اور موکد ہوگئی

(۲) جس کا توڑ دینا واجب ہے پورا کرنا درست نہیں اس کی صورت یہ ہے کہ قسم طاعت کے ترک پر یا فعل معصیت پر

منعقد کرے مثلاً قسم کھائے کہ طاعت نہ کرے گا یا نعوذ باللہ معصیت کرے گا اس کو توڑ کر کفارہ دینا واجب ہے

(۳) جس کا پورا کرنا مستحب ہے اس قسم کی حفاظت کرنے یا نہ کرنے دونوں میں اختیار ہے، لیکن توڑ دینا حفاظت کرنے سے بہتر ہے اس کا توڑ دینا مستحب ہے،

(۴) جس کا پورا کرنا اور توڑ دینا دونوں برابر ہوں دونوں شق کا اختیار یکساں ہو، اس کا پورا کرنا مستحب ہے (محیط للسرخسی) رہ گئی طلاق و عتاق اور اس کے مانند اور چیزوں کی قسم تو ان میں سے جو قسم ایسے امر پر ہو کہ آئندہ زمانہ میں اس کا وجود ہو گا یا نہیں ہو گا تو اس قسم کا حکم قسم منعقدہ کی طرح ہے اور جو قسم ایسے امر پر ہو کہ جس کا تعلق زمانہ ماضی سے ہے تو اس میں یمین لغو اور یمین غموس تو متحقق نہ ہو گی لیکن جب اس قسم کے خلاف ہونا معلوم ہو جائے تو جزار واقع ہو جائے گی، اسی طرح اگر نذر کے ساتھ قسم کھائی تو بھی یہی حکم ہے اس لئے کہ حقیقت میں تحقیق و تنجیز ہے (ایضاح) چنانچہ مثلاً یہ کہا کہ اگر یہ شخص زید نہ ہو تو مجھ پر حج واجب ہے اور وہ زید نہ نکلا حالاں کہ اس کلام کے وقت اس کے زید ہونے میں شک نہ تھا مگر اس سے اس کے ذمہ کوئی اثر نہ پڑے گا (خلاصہ) اور جس امر پر قسم کھائی تھی اس کو عمداً کیا یا بھول کر کیا یا جبر و اکراہ سے کیا یہ سب یکساں ہو گا اور ان سب صورتوں میں وہ حانث ہو گا اور قسم ٹوٹ جائے گی،

اسی طرح اگر اس پر بے ہوشی طاری ہوئی یا مجنون ہو گیا اور پھر اس نے اس حالت میں کر لیا جب بھی حانث (سراج وہاج) بخلاف نیند کے اگر سو رہا ہے اور نیند ہی میں یہ سب کام کر لئے تو حانث نہ ہو گا اسی طرح ان امور پر نیند میں قسم کھائی تو قسم صحیح نہ ہو گی (اختیار شرح مختار)

اللہ تعالیٰ کی قسم کھانا مکروہ تو نہیں ہے لیکن زیادہ قسم کھانے سے کم قسم کھانا بہتر بہر حال ہے اور قسم بغیر اللہ بعض کے نزدیک مکروہ ہے اور عام علماء کے نزدیک مکروہ نہیں ہے اس لئے اس سے عہد و مواثیق میں قوت و وثوق پیدا نہیں ہوتا، خصوصاً ہمارے زمانہ میں (کافی)

دوسرا باب

ان صورتوں کے بیان میں جو قسم ہوتی ہیں اور جو قسم نہیں ہوتیں

قسم خاص اللہ کے نام سے منعقد ہوتی ہے یا اللہ تعالیٰ کے دیگر اسمائے حسنیٰ میں سے کسی ایک کے ساتھ منعقد ہوتی ہے جیسے رحمٰن رحیم، اور اللہ تعالیٰ کے تمام پاک نام اس معاملہ میں برابر ہیں خواہ لوگوں قسم کا رواج ہو یا نہ ہو، یہی ہمارے اصحاب حنفیہ) کا ظاہر مذہب ہے اور یہی صحیح ہے اور دوسرا قول یہ ہے کہ قسم صحیح ہوتی ہے خاص اللہ کے نام سے اور اللہ تعالیٰ کی ان صفتوں میں سے کسی صفت سے جس کے ساتھ قسم کھانے کا لوگوں میں رواج ہو اور یہ مشائخ ماوراء النہر کا مختار مسلک ہے (کافی) اور اصح یہ ہے کہ صفات باری تعالیٰ کے ذکر میں رواج و عرف کا اعتبار ہے (شرح نقایہ برجندی)

قسم کی متفرق جزئیات

اور اگر کہا قسم میرے رب کی یا قسم ہے رب العرش کی یا قسم ہے رب العالمین کی تو حالف ہو جائے گی (بدائع) اور اگر کہا قسم ہے حق کی میں ایسا نہ کروں گا تو یہ بلا خلاف قسم

ہے۔ اور اگر اس طرح کہا کہ بالحق میں ایسا نہ کروں گا تو یہ بھی قسم ہو گی اور اگر کہا حقاً لا افعل کذا، تو صحیح یہ ہے کہ اگر قسم کھانے والے نے لفظ حق سے اللہ تعالیٰ کو مراد لیا ہے تو قسم ہو جائے گی۔ اور اگر اس طرح کہا کہ بحق اللہ میں ایسا نہ کروں گا تو بھی قسم ہو جائے گی (قاضی خاں)

اور اگر اس طرح کہا کہ وحق اللہ لا افعل کذا تو امام اعظمؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک قسم نہ ہو گی (لیکن اگر ہماری زبان اردو میں اس کا ترجمہ اس طرح کرے کہ حق اللہ تعالیٰ کی قسم میں ایسا نہ کروں گا تو قسم منعقد ہو جائے گی) اور امام ابو یوسفؒ سے دو روایتوں میں سے ایک روایت طرفین کے قول کے موافق ہے اور یہی صحیح ہے۔ اور اگر اس طرح کہا وحرمۃ اللہ تو شمس الائمہ حلوائی نے یہ فرمایا ہے کہ یہ قسم بمنزلہ وحق اللہ کے ہے (خلاصہ) یعنی طرفین کے قول کے مطابق قسم نہ ہو گی اور وحرمۃ اللہ وحق اللہ دونوں ایک ہی درجہ میں ہیں (لیکن مترجم کہتا ہے کہ کچھ فرق ہے اس لیے کہ وحرمۃ اللہ میں واؤ جارہ قسم کیلئے نہیں اور وحق اللہ میں واؤ جارہ قسم کے لیے ہو کر ترجمہ صریح قسم کا ہو سکتا ہے لہٰذا قسم بھی ہو سکتی ہے اور اس کا سبب یہ ہے کہ باب قسم کے اکثر الفاظ قواعد عربیت سے متعلق ہوتے ہیں)

ان چیزوں کی مثال جو بلا اختلاف قسم ہوتی ہیں

اور اگر اس طرح کہا وعظمۃ اللہ تعالیٰ یا وملکوتہٖ تعالیٰ یا وقدرتہٖ تعالیٰ تو یہ قسم ہو گی خواہ نیت قسم کی ہو یا نہ ہو (قاضی خاں) اور اگر اس طرح کہا وجبروت اللہ تعالیٰ تو یہ قسم ہو گی (سراج وہاج) اور اگر اس طرح کہا وقوۃ اللہ یا وارادۃ اللہ یا ومشیۃ اللہ یا ومحبت اللہ یا وکلام اللہ تو بھی حالت ہو جائے گا (بدائع) اور اگر وامانۃ اللہ کہا تو عام قول کے مطابق قسم ہو جائے گی لیکن امام طحاوی رحمۃ اللہ نے کہا کہ یہ قسم نہ ہو گی اور یہ امام ابو یوسفؒ سے بھی ایک روایت ہے اور اگر وعہد اللہ یا ذات اللہ کہا تو بھی قسم ہو جائے گی اور اگر اس طرح کہا کہ گواہی دیتا ہوں کہ ایسا نہ کروں گا یا کہا کہ گواہی دیتا ہوں اللہ کیساتھ کہ ایسا نہ کروں گا یا اس طرح کہا کہ قسم کھاتا ہوں یا کہا قسم اللہ کی کھاتا ہوں یا حلف کرتا ہوں یا حلف اللہ کی کرتا ہوں یا عزم کرتا ہوں یا اللہ کے ساتھ عزم کرتا ہوں، یا مجھ پر عہد ہے یا مجھ پر اللہ کا عہد ہے کہ ایسا نہ کروں گا یا مجھ پر اللہ کا ذمہ ہے کہ ایسا نہ کروں گا تو یہ سب قسم ہے (قاضی خاں)

ان چیزوں کی مثال جن کا قسم ہونا مختلف فیہ ہے

اور اگر اس طرح کہا کہ بسم اللہ میں ایسا نہ کروں گا، تو قول مختار میں یہ ہے کہ قسم نہ ہو گی ہاں اگر اس نے اس جملہ سے قسم کی نیت کی تو قسم ہو جائے گی (فتاوی غیاثیہ) اور اگر اس طرح کہا وبسم اللہ تو قسم ہو گی (خلاصہ) اور اگر کہا۔ وایم اللہ میں ایسا نہ کروں گا تو قسم ہو گی اور اسی طرح وایمن اللہ اور وایم اللہ (ہمزہ کسرہ کے ساتھ) اور ومِن اللہ اور ومَن اللہ اور ومُن اللہ میم کو زبر، زیر، پیش تینوں حرکتوں کے ساتھ قسم نہ ہو گی (ظہیریہ) اور اگر کہا کہ ومیثاق اللہ تو قسم ہو گی (کافی) اور اسی طرح اگر کہا کہ مجھ پر یمین اللہ ہے، یا مجھ پر میثاق اللہ ہے تو بھی قسم ہو گی (ایضاح) اور اگر اس طرح کہا الطالب والغالب لا افعل کذا تو یہ بھی قسم ہے مگر یہ قسم عام نہیں ہے بلکہ اہل بغداد کے رواج میں یہ قسم ہے (محیط)

اور اگر عربی زبان میں باللہ لا افعل کہا یعنی لفظ اللہ کے ہائے ہوز کو ساکن پڑھا یا نصب (زبر) دیا یا ضمہ (پیش) تو بھی قسم ہو گی حالانکہ باللہ میں حرف جار کی وجہ سے جر زیر ہونا چاہیے تھا اور اگر اللہ افعل کذا کہا اور اللہ کی ہا کو جزم یا زبر دیا تو قسم نہ ہو گی، (حرف جار متعین نہیں ہے اس لئے حرف قسم کا متعین ہونا ضروری نہیں ہے لہٰذا کہہ سکتے ہیں کہ کوئی

حرف قسم اس صورت میں نہیں ہے۔ لیکن اگر للہ کو زیر پڑھا جاوے تو قسم ہو جائے گی کیوں کہ کسرہ (جر) کی وجہ سے لام قسم کے لیے ہو گیا۔ اور اگر بلہ لا افعل کذا کہا تو مشائخ رحمہم نے فرمایا ہے کہ چوں کہ نام خدا ذکر نہیں کیا اس لیے قسم نہ ہوگی۔ لیکن اگر کسرہ (جر) کا اعراب دے اور قسم کا قصد کرے تو قسم ہو جائے گی (قاضی خاں)، اور اگر اس طرح کہے اللہ اللہ لا افعل کذا تو قسم ہوگی (عتابیہ)، اور اگر للہ لا افعل کذا کہا تو قسم ہو جائے گی اور اجناس (نام کتاب) میں لکھا ہے کہ اگر کوئی اس طرح کہے، کہ واللہ ان دخلت الدار فکذا، یعنی واللہ اگر میں گھر میں داخل ہوا تو ایسا تو قسم ہو جائے گی (محیط)

اور اگر کہے کہ میں مجوس سے بدتر ہوں اگر ایسا کروں تو یہ قسم ہے اور اسی طرح اگر کہے کہ میں (نعوذ باللہ) شریک یہود یا شریک کفار ہوں اگر ایسا کروں تو بھی قسم ہوگی (خلاصہ)، امام محمد رحمہ سے مروی ہے کہ اگر کوئی کہے کہ میں نے ایلاء کیا یا میں نے عزم کیا کہ ایسا نہ کروں گا تو یہ بھی قسم ہے (ایضاح)، اور تجرید میں ہے کہ امام محمد رحمہ نے فرمایا ہے کہ اگر شرطیہ ایسی بات کہے جس کے ساتھ قسم نہیں کھائی جاتی، مثلاً یہ کہا کہ اگر میں کھڑا ہوا یا اگر میں بیٹھا تو تجھ کو طلاق ہے تو بھی قسم ہو جائے گی (خلاصہ)

جس نے خدا تعالیٰ کے سوا کسی دوسرے شخص یا چیز کی قسم کھائی تو وہ حالف نہ ہوگا مثلاً نبی علیہ السلام کی یا کعبہ کی قسم کھائی تو قسم کھانے والا نہ ہوگا (ہدایہ) لیکن ان سے برارت کی قسم کھائی یعنی اس طرح کہا (نعوذ باللہ) میں کعبہ سے بری ہوں اگر میں ایسا کروں تو قسم ہو جائے گی (اختیار شرح مختار)

اختلاف زمانہ سے حکم بدلنے کی بعض مثال

امام محمد رحمۃ اللہ نے اصل میں (نام کتاب) فرمایا ہے کہ اگر کوئی والقرآن واو قسم کے ساتھ کہے تو قسم نہ ہوگی اس کو امام محمد رحمہ نے مطلقاً فرمایا ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ قرآن کی قسم کھانا متعارف نہیں ہے، پس یہ ایسا ہو گیا جیسے وعلم اللہ اور بعض مشائخ نے فرمایا ہے کہ یہ امام محمد کے زمانہ کا عرف ہے ہمارے زمانہ میں یہ قسم ہوگی اور ہم اسی کو لیتے ہیں اور ایسا ہی حکم کرتے ہیں یعنی انعقاد قسم کا حکم دیتے ہیں، اور یہی اعتقاد کرتے ہیں اور اسی پر ہمارا اعتماد ہے، اور محمد بن مقاتل رازی نے فرمایا ہے کہ اگر قرآن کی قسم کھائی تو قسم ہو جائے گی اور اسی کو ہمارے اور مشائخ رحمہم نے لیا ہے (مضمرات)، اور اگر اس طرح کہا کہ میں نبی سے یا قرآن سے بری ہوں اگر میں ایسا کروں تو یہ قسم ہوگی (کافی)

شیخ عبد الکریم بن محمد سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے یہ کہا ہے کہ میں شفاعت سے بری ہوں اگر میں ایسا کروں تو فرمایا کہ یہ قسم ہو گئی اور ان کے سوا دوسروں نے فرمایا ہے کہ یہ قسم نہ ہوگی اور یہی صحیح ہے (ظہیریہ)، اور اگر کہا کہ اگر میں نے ایسا کیا تو (نعوذ باللہ) بری ہوں قرآن سے یا قبلہ سے یا نماز یا روزہ رمضان سے تو یہ سب قسم ہوں گی اور یہی قول مختار مشائخ ہے، اور ایسے ہی توریت یا انجیل یا زبور میں بھی یہی حکم ہے اور ایسا ہی ہر امر شرعی سے برارت کا حکم ہے، جس کی برارت کفر ہے (خلاصہ)، اور اگر یہ کہا کہ میں صحف سے یعنی پہلے انبیاء کے صحیفوں سے بری ہوں تو قسم نہ ہوگی اور اگر اس طرح کہا کہ میں بری ہوں ان چیزوں سے جو صحف میں ہیں تو قسم ہو جائے گی (کافی)

اور اگر فقہ کی کتاب یا حساب کا دفتر اٹھایا جس میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھا ہوا ہے اور یہ کہا کہ اگر میں فلاں کام کروں تو اس سے بری ہوں اور پھر وہ کام کر لیا تو اس پر کفارہ لازم ہوگا جس طرح بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سے بری ہونے کی قسم کھا کر حانث ہونے پر کفارہ لازم آتا ہے (قاضی خاں)، اور اگر کہا کہ میں بری ہوں مغلطہ سے یا اس چیز سے جو مغلطہ میں ہے تو قسم نہ ہوگی مگر اس صورت میں قسم ہو جائے گی جب معلوم ہو جائے کہ اس میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھی ہوئی ہے اور اس نے اس سے بھی

برارت کا قصد کیا ہے (خلاصہ) اور اگر کہے کہ میں بری ہوں مومنین سے تو مشائخ رحمہ نے فرمایا ہے کہ قسم ہو جائے گی (قاضیخاں) اور اگر اس طرح کہے کہ میں رمضان کے ان تیس دنوں سے بری ہوں اگر میں ایسا کام کروں تو اس سے اس کی نیت دریافت کی جائے گی اگر فرضیت رمضان سے برارت کی نیت کی ہے تو قسم متحقق ہو جائے گی، جیسے ایمان سے بری ہونے کی صورت میں قسم متحقق ہو جاتی ہے، اور اگر محض رمضان کے اجر و ثواب سے برارت کی نیت کی ہے تو قسم نہ ہوگی اس لئے کہ اجر و ثواب امور غیب میں سے ہے، کسی کو اس کا علم حقیقی نہیں اور اگر اس کہنے میں کوئی نیت نہیں کی تھی تو شک کی وجہ سے قضاءً قسم متحقق ہونے کا حکم نہ دیں گے، مگر دیانۃً و احتیاطاً کفارہ دیدینا چاہیئے (یعنی اگر حانث ہو جائے)

اور اگر اس طرح کہے کہ اگر میں ایسا کروں تو میں اس حج سے بری ہوں جو کر چکا ہوں تو یہ قسم نہ ہوگی بخلاف اس صورت کے جب اس طرح کہے کہ اگر میں ایسا کروں تو میں اس قرآن سے بری ہوں جس کو میں نے پڑھا ہے اس لئے کہ یہ قسم متحقق ہو جائے گی اسی طرح اگر یہ کہے کہ میں بری ہوں حج سے اور نماز سے تو بھی قسم ہو جائے گی (محیط)

اور اگر اس طرح کہے کہ میں بری ہوں اپنے روزہ و نماز سے، یا اس طرح کہے کہ میں بری ہوں اس روزہ و نماز سے جو میں نے رکھے اور پڑھی ہیں تو قسم نہ ہوگی (عتابیہ)

اور اگر اس طرح (خدانخواستہ) کہدے کہ اگر میں نے ایسا کیا تو میں یہودی یا نصرانی یا مجوسی ہوں یا اسلام سے بیزار ہوں یا غیر اللہ کا پرستش کرنے والا یا بندگان صلیب سے ہوں، یا اس کے مثل کوئی ایسی بات کہے جس کا اعتقاد کفر ہو تو استحساناً یہ قسم متحقق ہو جائے گی (بدائع) چنانچہ اگر اس نے وہ فعل کر دیا تو اس پر کفارہ لازم ہو جائے گا، اور یہ بحث کہ وہ کافر بھی ہو جائے گا یا نہیں تو اس بارے میں مشائخ میں اختلاف ہے، شمس الائمہ سرخسی رحمہ نے فرمایا ہے کہ فتویٰ کے لئے مختار قول یہ ہے کہ اس قسم کے کھانے والے کے ذہن میں یہ بات ہو کہ اگر میں ایسا کروں گا تو واقعی کافر ہو جاؤں گا اور پھر اس نے یہ شرط لگائی ہے تو واقعی وہ کافر ہو جائے گا اس لئے کہ وہ اس صورت میں کفر پر راضی ہو گیا اور اس کا کفارہ تجدید ایمان ہوگا، یعنی پھر صدق دل سے توبہ کر کے، لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہے، اور اگر اس کے ذہن میں یہ ہو کہ اس جملہ کہنے سے وہ کافر نہیں ہو جائے گا تو کافر نہ ہوگا لیکن یہ حکم (عدم کفر کا) اس صورت میں ہے جب اس نے ان الفاظ سے ایسے امر پر قسم کھائی ہے جو زمانہ آئندہ میں ہونیوالا ہے ابھی ہوا نہیں ہے اور اگر ایسے امر پر قسم کھائی ہے جو زمانہ ماضی میں ہو چکا ہے، اور غلط قسم کھائی ہے، مثلاً اس طرح کہے کہ وہ یہودی ہے یا نصرانی ہے یا مجوسی ہے اگر اس نے کل یہ کام کیا حالاں کہ وہ جانتا ہے کہ میں یہ کام کل کر چکا تو بلا شک اس پر ہمارے نزدیک کفارہ نہ ہوگا بلکہ وہ یمین غموس ہوگی اور یہ بحث کہ اس وقت وہ کافر ہو جائے گا یا نہیں، تو اس میں مشائخ رحمہ نے اختلاف کیا ہے، اور شمس الائمہ سرخسی رحمہ نے مثل سابق یہاں بھی یہی کہا ہے، کہ فتویٰ کے لئے مسلک مختار یہی ہے کہ اگر اس کے ذہن میں یہ بات ہو کہ یہ قسم ہے، اور اس میں حانث ہونے سے کافر نہ ہوگا تو کافر نہ ہوگا اور اگر اس کے ذہن میں یہ بات ہو کہ اس طرح قسم کھانے سے کافر ہو جائے گا تو کفر پر راضی ہونے کی وجہ سے کافر ہو جائے گا،

اور اگر یہ کہے کہ اللہ جانتا ہے کہ میں نے ایسا کام کیا ہے حالاں کہ خود جانتا ہے کہ میں نے ایسا کام نہیں کیا ہے یا کہے، کہ اللہ جانتا ہے کہ میں نے ایسا کام نہیں کیا ہے حالاں کہ خود جانتا ہے کہ میں نے ایسا کام کیا ہے تو اس میں بھی مشائخ کا اختلاف ہے، عام مشائخ رحمہ کے نزدیک کافر ہو جائے گا (ذخیرہ)

بلا اختلاف جن چیزوں سے قسم نہیں ہوتی

اور اگر اس طرح کہے کہ بصفۃ اللہ لا افعل کذا تو یہ قسم نہ ہوگی اور اگر کہے وعلم اللہ لا افعل کذا تو ہمارے نزدیک قسم نہ ہوگی۔ اور اگر ورحمۃ اللہ لا افعل کذا کہا تو امام اعظمؒ کے نزدیک امام محمدؒ کے نزدیک قسم نہ ہوگی اور اگر کہے وعن اللہ وسخط اللہ وغضب اللہ یا ورضاء اللہ وثواب اللہ یا وعبادۃ اللہ تو قسم نہ ہوگی (قاضی خاں)

اور اگر اس طرح کہے شہد اللہ کہ لا الٰہ الا اللہ تو یہ بھی قسم نہ ہوگی (خلاصہ) اسی طرح اگر یہ کہے ووجہ اللہ تو امام اعظم وامام محمدؒ کے قول پر قسم نہ ہوگی، شیخ ابو شجاعؒ نے امام اعظمؒ سے ایک روایت نقل کی ہے ان میں یہ بھی نقل کیا ہے کہ یہ قسم ان جاہلوں کی ہے، جو اللہ تعالیٰ کے واسطے جوارح (ہاتھ پیر) وغیرہ اعضاء بیان کرتے ہیں اور یہ اس امر کی دلیل ہے کہ امامؒ نے اس کو قسم نہیں قرار دیا ہے (مبسوط)

اور اگر کسی شخص نے (اپنے بارے میں) کہا اس پر اللہ کی لعنت ہے اگر ایسا کرے یا اس پر اللہ کا عذاب ہے یا اللہ کی اہانت ہے اگر ایسا کرے تو قسم نہ ہوگی (قاضی خاں) اور اگر اس طرح کہے اگر میں ایسا کروں تو مجھ پر اللہ کا غضب ہے یا اللہ کا سخت ہے، تو حالف نہ ہوگا (ہدایہ) اور اگر اس طرح کہے وسلطان اللہ لا افعل کذا تو صحیح جواب یہ ہے کہ اگر سلطان سے قدرت مراد لی ہے تو یہ قسم ہے، جیسے وقدرۃ اللہ میں قسم ہو جاتی ہے (مبسوط) اور اگر ودین اللہ کہے تو قسم نہ ہوگی اسی طرح وطاعۃ اللہ وشریعۃ اللہ بھی قسم نہیں ہے، اسی طرح اگر اللہ کے عرش اور اس کے حدود کی قسم کھائے، تو حالف نہ ہوگا، اسی طرح اگر بیت اللہ یا حجر اسود یا مشعر حرام یا صفا یا مروہ یا منبر شریف یا قبر شریف یا روضۂ مبارک کی قسم کھائے یا نماز، یا روزے، یا حج کی قسم کھائے تو ان سب صورتوں میں حالف (قسم کھانے والا) نہ ہوگا اسی طرح اگر حمد اللہ وعبادۃ اللہ کہے، تو قسم نہ ہوگی، اسی طرح آسمانوں یا زمین، یا قمر یا شمس یا ستاروں کی قسم کھائے، تو قسم نہ ہوگی (سراج وہاج) اور اگر بحق الرسول یا بحق القرآن یا بحق الایمان یا بحق المساجد یا بحق الصوم یا بحق الصلوٰۃ قسم کھائی تو بھی قسم نہ ہوگی (قاضی خاں)

اسی طرح اگر بحق محمد علیہ السلام کہے تو بھی قسم نہ ہوگی لیکن آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا حق بہت ہی بڑا ہے اس لیے اس طرح کہنا بڑی ہی گستاخی وبے ادبی ہوگی (خلاصہ) اسی طرح اگر اس طرح کہے کہ اگر میں ایسا کروں تو اللہ مجھے عذاب دوزخ میں گرفتار کرے یا جنت سے محروم کردے تو قسم نہ ہوگی (مبسوط) اسی طرح اگر یہ کہے کہ لا الٰہ الا اللہ میں ایسا ضرور کروں گا (مثلاً) تو یہ بھی قسم نہ ہوگی، لیکن اگر اس نے اس جملہ سے قسم کی نیت کی ہو تو قسم ہو جائے گی اسی طرح سبحان اللہ واللہ اکبر ضرور میں ایسا کروں گا کا بھی یہی حکم ہے، اگر اس سے قسم کی نیت کی تو قسم ہوگی ورنہ قسم نہیں ہوگی) (سراج وہاج)

اور اگر یہ کہے کہ اگر میں ایسا کروں تو اللہ کی نافرمانی کروں یا یہ کہے کہ اگر میں ایسا کروں تو اللہ نے مجھ پر جو فرض کیا ہے اس میں اس کی نافرمانی کروں تو یہ قسم نہ ہوگی (ایضاح) اور اگر اس طرح کہے کہ اگر میں ایسا کروں تو میں زانی ہوں یا چور ہوں یا شراب خوار یا سود خوار ہوں، تو یہ سب قسم نہیں ہے (کافی)

اور ابن سلام رحمۃ اللہ سے روایت ہے کہ اگر کسی نے کہا کہ اگر میں ایسا کروں تو میں نے اپنے اوپر ایسی زنار باندھی جیسی زنار نصاریٰ باندھتے ہیں تو یہ قسم ہو جائے گی (ظہیریہ) اور اگر کہے کہ میرا غلام آزاد ہے اگر میں اپنی بیوی کی طلاق کی قسم کھاؤں پھر اپنی بیوی سے کہے کہ اگر تو چاہے تو تجھ کو طلاق ہے تو اس کا غلام آزاد نہ ہوگا اس لئے کہ اس کا اپنے سے یہ جملہ (اگر تو چاہے)

دینا تفویض طلاق ہے، طلاق کی قسم کھانا نہیں ہے، اسی طرح اگر بیوی یہ کہے کہ اگر تجھ کو حیض آجاوے تو تجھ کو طلاق ہے تو بھی غلام آزاد نہ ہوگا (مبسوط)، اور اگر اس طرح کہے کہ اگر میں ایسا کروں تو کوئی پروردگار آسمان میں نہیں ہے تو یہ قسم ہو جائے گی اور کافر نہ ہوگا (غنا یہ)، مترجم کہتا ہے کہ اظہر قول پر کافر بھی ہو جائے گا۔

اور اگر کوئی شخص یہ کہدے کہ اگر میں ایسا کروں تو جو کچھ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے (نعوذ باللہ) وہ جھوٹ ہے تو یہ قسم ہو جائے گی، اسی طرح اگر یہ کہے کہ اگر میں ایسا کروں تو اللہ تعالیٰ (نعوذ باللہ) جھوٹے ہیں تو یہ بھی قسم ہو جائے گی اور اگر یہ کہے کہ اگر میں ایسا کروں تو مجھ پر نصرانی ہونے کی گواہی دو تو یہ بھی قسم ہو جائے گی اسی طرح اگر یہ کہے کہ اگر میں ایسا کروں تو جو میں نے روزہ نماز کیا ہے وہ سب حق نہ تھا تو یہ بھی قسم ہے (قاضی خاں)

اور اگر اس طرح کہے کہ اے پروردگار میں تیرا بندہ ہوں میں تجھے گواہ بناتا ہوں اور تیرے ملائکہ کو گواہ بناتا ہوں کہ ایسا نہ کروں گا، پھر اس نے وہی کام کیا تو اس پر کفارہ نہیں ہے، لیکن اللہ تعالیٰ سے توبہ و استغفار کرنا ضروری ہوگا۔ (خلاصہ) اگر کسی شخص نے دوسرے شخص سے کہا کہ واللہ میں تیری ضیافت و مہمانی میں نہ آؤں گا اس پر تیسرے شخص نے اس حالف سے کہا اور میری دعوت و ضیافت میں بھی نہ آوے گا اور اس نے کہدیا ہاں تو اس ہاں کہنے سے اس کے حق میں بھی حالف ہو جائے گا، چنانچہ اول یا دوم کسی بھی ضیافت میں جائے گا تو قسم توڑنے والا (حانث) ہو جائے گا۔

اور بقالی (نام کتاب) میں ہے کہ اگر طعام یا اس کے مثل مثلاً پوشاک کو اپنے اوپر حرام کر لیا تو یہ قسم ان ہی چیزوں کی اس مقدار پر عائد ہو گی جس کو اپنی عادت کے موافق کھانے یا پہننے میں استعمال کرتا ہے ہاں اگر اس کی نیت میں اس مضمون کے علاوہ کوئی اور مضمون ہو تو دوسری بات ہے (دیانتاً اس کی یہ نیت معتبر ہوگی)، اور بقالی نے یہ بھی فرمایا کہ اسی طرح اور اشیاء کے تصرفات میں بھی عادات کا اعتبار ہوگا اور یہ بھی فرمایا ہے کہ مطعومات و ماکولات (طعام) میں تمام ماکولات و مطعومات کے استیعاب (شمار کر لینے) کا اعتبار نہیں ہے، بلکہ عادت کے مقدار کا اعتبار ہوگا۔

اور اگر یہ کہے کہ تجھے حلال نہیں ہے کہ میں ایسا کروں تو اگر اس نے اپنے اوپر اس کے حرام کرنے کی نیت کر لی ہے تو یہ قسم ہو جائے گی اور اگر یہ کہا کہ یہ کپڑا مجھ پر حرام ہے اگر میں اس کو پہنوں اور پھر اس کو پہن لیا اور اتارا نہیں تو قسم میں حانث ہو جائے گا۔

اگر کوئی عورت اپنے شوہر سے کہے کہ اگر میں ایسا کام کروں تو تم مجھ پر حرام ہو یا یہ کہے کہ میں نے تم کو اپنے اوپر حرام کیا تو یہ قسم ہو جائے گی اور اگر عورت مذکورہ جماع میں اس کی موافقت و اطاعت کرے گی تو کفارہ لازم آجائے گا نیز اگر شوہر نے اس سے جماع کر لیا تو بھی عورت پر کفارہ لازم آجائے گا۔

اور اگر کسی شخص نے کہا کہ اگر وہ ایسا کام کرتا ہے تو مردار کھاتا ہے تو ایسا کہنے سے قسم نہ ہوگی اسی طرح اگر یہ کہے کہ وہ مردار کو حلال جانتا ہے یا سور کو، یا شراب کو حلال سمجھتا ہے اگر ایسا کام کرے تو بھی قسم نہ ہوگی حالاں کہ بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ جملے قسم ہو جائیں کیوں کہ حرام کو حلال کرتا ہے اور یہ کفر ہے اور اس سے قسم منعقد ہو جاتی ہے، لیکن حقیقت میں یہ قسم نہیں ہے اس لئے کہ اس حرام کا حلال بنانا قسم ہوتا ہے جو حرام بحرمت ابدی ہو اور کسی حال میں بھی اس کی حرمت ساقط نہ ہوتی ہو، جیسے کفر اور جو شے اس طرح حرام ہو کہ کسی وقت بھی اس کی حرمت ساقط ہو جاتی ہو اس کا استحلال (حلال جاننا) معلق کرنے سے قسم نہیں ہوتی، جیسے مردار و شراب وغیرہ کہ حالت مخمصہ میں ان کی حرمت ساقط ہو جاتی ہے (محیط)

اور اگر کوئی شخص اس طرح کہے کہ حلال مجھ پر حرام ہے تو یہ جملہ محض کھانے پینے کی چیزوں میں دائر رہے گا یعنی محض کھانے پینے کی چیزوں میں جو حلال ہے اسی کا حرام بنانا شمار ہوگا ہاں اگر یہ جملہ بولنے والے کی نیت ہی عام ہو عام مراد لیں گے لیکن عورت کو پھر بھی یہ تعمیم شامل نہ ہوگی جب تک کہ صراحۃً عورت کی نیت نہ کی ہو اور اگر عورت کی بھی نیت بقصد کرلی تو ایلاء ہو جائے گا اور اس قسم سے کھانے پینے کی چیزیں بھی خارج نہ ہوں گی اور تقاضائے قیاس اس جملہ کے بولنے سے فارغ ہوتے ہی قسم ٹوٹ جائے گی اور حانث ہو جائے گا اور یہ سب حکم ظاہر الروایۃ کے موافق ہے اور فتویٰ بھی اسی قول پر ہے کہ ایسی قسم کھانے سے طلاق بلا نیت فوراً واقع ہو جائے گی کیوں کہ اس جملہ میں بالقصد عورت کی نیت کرنے سے اس جملہ کا غالب استعمال ارادہ طلاق میں ہو گیا۔

فارسی زبان میں قسم کے الفاظ

اسی طرح اگر اس نے فارسی زبان میں کہا کہ حلال بروئے حرام، یا حلال خدا یا حلال اللہ یا حیات المسلمین بروئے حرام تو بھی یہی حکم ہے (مترجم کہتا ہے کہ اس سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ کسی زبان میں بھی اس جملہ کا مفہوم ادا کرے گا تو یہی حکم ہوگا) اور اگر اس نے اس جملہ میں ذکر حلال اس پر حرام ہے، یہ کہا کہ میں نے طلاق کی نیت نہیں کی تھی تو قضاءً اس کی تصدیق نہ ہوگی، اور اگر فارسی زبان میں یہ کہے کہ ہر چہ بدست گیرم بر من حرام یعنی جو چیزیں میں اپنے داہنے ہاتھ سے لوں وہ مجھ پر حرام ہیں، تو بعض فقہاء نے کہا کہ بلا نیت کہنے میں بھی طلاق قرار دی جائے گی اور مشائخ رح سمرقند نے بھی اختیار کیا ہے اور ہمارے مشائخ رح نے یہ فرمایا ہے، کہ مجھے اب تک لوگوں میں اس جملہ سے طلاق مراد لینے کا رواج عام ظاہر نہیں ہوا ہے البتہ صحیح یہ ہے کہ جواب میں تفصیل کیجائے، کہ اگر حالف نے طلاق کی نیت کی ہو تو طلاق ہو گی اور طلاق کی نیت نہ کی ہو تو طلاق نہ ہو گی، مگر احتیاط یہ ہے کہ جب قرائن کسی جانب پر دلالت نہ کریں تو توقف کیا جائے اور متقدمین کا خلاف نہ کیا جائے۔

اور اگر اس طرح کہے کہ ہر چہ بدست چپ گیرم تو بعض نے فرمایا ہے کہ بغیر نیت طلاق کے طلاق نہ ہو گی اور بعض نے فرمایا ہے کہ بلا نیت کے بھی طلاق ہو گی نیت شرط نہیں ہے اور اگر کہے کہ حلال خدا مجھ پر حرام ہے اور حال یہ ہے کہ اس کے دو بیویاں ہیں تو اظہر قول کے موافق ان دونوں میں سے ایک پر طلاق واقع ہو جائے گی اور تعیین کرنے کا اختیار حالف کو ہو گا جس کو چاہے متعین کرلے (کافی)

شیخ ابو نجم رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے یہ کہا ہے کہ شراب مجھ پر حرام ہے پھر اس کو پی لیا تو فرمایا کہ اس میں امام اعظم رح و امام ابو یوسف رح کے درمیان اختلاف ہے چنانچہ امام رح نے فرمایا ہے کہ حانث ہو جائے گا اور امام ابو یوسف رح نے فرمایا ہے کہ حانث نہ ہو گا اور فتویٰ کے واسطے مختار یہ ہے کہ اگر اس نے واقعی اس کی حرمت کا ارادہ کیا تھا تو حانث ہو گا اور اس پر کفارہ بھی لازم آئے گا اور اگر اس کی کچھ نیت نہ ہو، یا اس نے محض شراب کے حرام ہونے کی خبر بیان کرنے کی نیت کی ہو یعنی قسم کا جملہ نہ بولا ہو اور اس طرح نہ کہا ہو کہ اگر میں ایسا کام کروں (مثلاً) تو یہ شراب مجھ پر حرام ہے تو کفارہ لازم نہ ہو گا اور اسی کو صدر شہید رح نے اختیار کیا ہے (ظہیریہ)

یمین باللہ کی بعض خاص صورتیں

اللہ تعالیٰ کے ساتھ قسم کھانی یمین بغیر اللہ کی طرح تعلیق کو بھی محتمل ہوتی ہے جیسے کہے کہ جب کل کا دن آوے گا تو واللہ میں فلاں گھر میں داخل نہیں ہو گا تو یہ قسم ایک سال کے لئے مؤقت و محدود رہے گی ایک سال اس گھر میں داخل نہ ہونے سے پوری ہو جائے گی (اگر ایک سال تک

اُس گھر میں داخل نہ ہوا تو حانث نہ ہوگا، اگر کوئی شخص کسی سے کہے کہ واللہ میں تجھ سے ایک دن اور ایک دن کلام نہ کروں گا تو یہ قسم بالکل اس قسم کے مثل ہوگی کہ واللہ میں تم سے دو دن کلام نہ کروں گا اور دو دن بغیر کلام کے گذر جانے پر دونوں صورتوں میں قسم منتہی اور پوری ہو جائے گی ٹوٹے گی نہیں یعنی حانث نہ ہوگا (قاضی خاں) اور ان دونوں دنوں میں درمیانی رات بھی داخل رہے گی یعنی رات میں بھی کلام نہ کر سکے گا (محیط)

اور اگر اس طرح کہے کہ واللہ میں تجھ سے کلام نہ کروں گا ایک دن اور دو دن تو یہ اس قسم کے مانند ہے کہ کہے کہ میں تجھ سے تین دن کلام نہ کروں گا اور درمیانی دو راتیں بھی اس قسم میں داخل رہیں گی اور اگر اس طرح کہے کہ واللہ میں فلاں سے کلام نہ کروں گا نہ آج نہ کل نہ پرسوں تو اس صورت میں رات رات میں کلام کرنا جائز رہے گا اور یہ مستقل تین قسمیں شمار ہوں گی، بخلاف اس صورت کے کہ کہے کہ واللہ میں فلاں سے آج اور کل اور پرسوں کلام نہ کروں گا تو یہ ایک ہی قسم شمار ہوگی، اور کہیں گے کہ گویا اس نے اس طرح کہا ہے کہ میں فلاں سے تین دن تک کلام نہ کروں گا اور بیچ کی راتیں داخل رہیں (مبسوط)

ایسی قسموں کی مثال جو بظاہر ایک معلوم ہو لیکن حقیقت میں متعدد ہو

اگر کوئی شخص کہے کہ واللہ والرحمٰن میں ایسا نہ کروں گا تو یہ دو قسمیں شمار ہوں گی چنانچہ اگر وہ فعل کر کے حانث ہوگا تو دو کفارے دینا لازم ہوں گے یہ حکم ظاہر الروایۃ کا ہے اس طرح کے قسم میں قاعدہ کلی اور اصل یہ ہے کہ اگر قسم کھانے والے نے اللہ کے دو نام ذکر کئے اور دونوں پر قسم کی بنیاد رکھی تو دیکھا جائے گا کہ اگر دوسرا نام پہلے نام کی صفت ہو اور دونوں کے درمیان حرف عطف حرف قسم) ذکر نہ کیا ہو، تو بالاتفاق جملہ روایات ایک ہی قسم شمار ہوگی جیسے واللہ الرحمٰن میں ایسا نہ کروں گا اور اگر دوسرا نام پہلے نام کی صفت بننے کی صلاحیت تو رکھتا ہے، لیکن بیچ میں حرف عطف (حرف قسم) بھی بیان کر دیا ہے تو ظاہر الروایۃ کے مطابق دو قسمیں ہو جائیں گی، جیسے واللہ والرحمٰن میں ایسا کام نہ کروں گا (محیط) اور اکثر مشائخ رح اسی پر فتویٰ دیتے ہیں (قاضی خاں) اور اگر دوسرا نام پہلے نام کی صفت بننے کی صلاحیت نہ رکھتا ہو اور دونوں کے درمیان میں حرف عطف بیان کر دیا ہے، جیسے واللہ واللہ میں ایسا کام نہ کروں گا ظاہر الروایۃ کے مطابق دو قسمیں شمار ہوں گی، اور یہی صحیح ہے اور اگر دونوں ناموں کے درمیان میں حرف عطف بیان نہ کیا ہو تو باتفاق جملہ روایات یہ ایک ہی قسم شمار ہوگی ایسا ہی شیخ الاسلام رح نے ذکر کیا ہے (محیط) ہاں اگر اس نے اس سے دو مستقل قسموں کی نیت کی ہو تو دو قسمیں شمار ہوں گی جیسے واللہ اللہ میں ایسا کام نہ کروں گا میں دو قسم کی نیت کر لی تو اس کا مفہوم یہ ہوگا کہ دوسرا نام اللہ حرف قسم (واؤ) کے حذف کے ساتھ ابتدائی قسم ہوگا اور ایسی قسم صحیح ہے (بدائع) پس اگر کوئی شخص کہے کہ واللہ والرحمٰن ایسا نہ کروں گا اور پھر کر لے تو اس پر بالاتفاق سب کے نزدیک دو کفارے لازم آئیں گے (فتاویٰ قاضی خاں)

اگر کسی نے ایک امر پر قسم کھائی کہ اس کو کبھی نہ کروں گا پھر اس نے اسی امر پر اسی مجلس میں یا دوبارہ قسم کھائی کہ اس کو کبھی نہ کروں گا، پھر دونوں قسموں کے بعد اس کو کر لیا تو دو کفارے واجب ہوں گے اور یہ حکم اس وقت ہے جب اس نے دوسری قسم کی نیت کی ہو یا تغلیظ کی نیت کی ہو یا کچھ نیت نہ کی ہو، لیکن اگر اس نے اس دوسرے کلام سے پہلی ہی قسم کی نیت کی ہو، اور محض خبر دینی مقصود ہو تو ایک ہی کفارہ واجب ہوگا اور امام ابو یوسف رح نے امام ابو حنیفہ رح سے روایت کی ہے کہ یہ حکم اس وقت ہے کہ اس نے حج یا عمرہ یا نماز یا روزہ یا صدقہ کی قسم کھائی ہو اور اگر اس نے اللہ تعالیٰ کی قسم کھائی ہو تو اس پر اس کی کچھ نیت صحیح نہ ہوگی اور ہر حال میں دو کفارے واجب ہوں گے اور امام ابو یوسف رح نے فرمایا ہے کہ یہ ان

ان روایات میں احسن ہے جو ہم نے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ سے سنا ہے اور اگر اس نے ایک قسم حج کی اور ایک قسم اللہ تعالیٰ کے نام کی کھائی ہو تو حانث ہونے پر ایک حج اور ایک کفارہ لازم آئے گا (مبسوط)

نوازل (نام کتاب) میں ہے کہ ایک شخص نے دوسرے سے کہا کہ واللہ میں تجھ سے ایک روز کلام نہ کروں گا واللہ میں تجھ سے ایک مہینہ کلام نہ کروں گا واللہ میں تجھ سے ایک سال کلام نہ کروں گا پھر گھنٹہ بعد کلام کر لیا تو اس پر تین قسموں کی جزا لازم ہوگی اور اگر ایک دن کے بعد کلام کیا تو دو قسموں کا کفارہ لازم ہوگا اور اگر ایک مہینہ کے بعد کلام کیا تو فقط ایک قسم کا کفارہ لازم ہوگا اور اگر ایک سال کے بعد کلام کیا تو کوئی کفارہ لازم نہ ہوگا (خلاصہ)

اور اگر کہا کہ میں اللہ تعالیٰ سے بیزار ہوں اگر میں نے کل ایسا کیا ہو حالاں کہ اس نے ایسا کیا تھا اور جانتا تھا تو اس میں مشائخ رحمہ نے اختلاف کیا ہے اور فتوی کے لئے قول مختار یہ ہے کہ اگر اس کے زعم میں یہ کفر ہے تو کافر ہو جائے گا اور اگر یہ کہا کہ اگر میں نے کل ایسا ایسا کیا ہو تو میں قرآن سے بری ہوں حالاں کہ ایسا کر چکا تھا اور جانتا تھا تو اس میں بھی جواب مختار وہی ہے جو اللہ تعالیٰ سے بیزاری کی صورت میں گذر چکا (محیط)

اور اگر اس طرح کہا کہ اگر میں ایسا ایسا کروں تو اللہ اور اس کے رسول سے بری ہوں اور پھر حانث ہوا تو اس پر ایک ہی قسم اور ایک ہی کفارہ لازم ہوگا اور اگر اس طرح کہا کہ اگر میں ایسا کروں تو اللہ سے بری ہوں اور اللہ کے رسول سے بری ہوں تو یہ دو مستقل قسمیں ہوں گی اور حانث ہونے پر دو کفارے لازم ہوں گے۔

اور اگر اس طرح کہا ہو کہ اگر میں ایسا کروں تو اللہ تعالیٰ سے بری ہوں اور رسول اللہ سے بری ہوں اور اللہ و رسول دونوں سے بری ہوں، پھر حانث ہو گیا، تو اس پر چار قسموں کے کفارے لازم آئیں گے،

اور امام محمد رحمۃ اللہ سے روایت ہے کہ اگر کہا کہ میں یہودی ہوں اگر ایسا کروں اور میں نصرانی ہوں اگر ایسا کروں تو یہ دو قسمیں شمار ہوں گی اور اگر کہا میں یہودی میں نصرانی اگر ایسا کروں تو یہ ایک قسم ہے (قاضی خاں) اور اگر اس طرح کہا کہ اگر میں ایسا کروں تو میں چاروں کتابوں سے بیزار ہوں تو یہ ایک ہی قسم شمار ہوگی اور اگر اس طرح کہا کہ اگر میں ایسا کروں تو توریت و انجیل اور زبور و قرآن سے بری ہوں تو بھی حانث ہونے پر ایک ہی کفارہ لازم آئے گا کیوں کہ یہ ایک ہی قسم ہے،

اور اگر اس طرح کہا کہ اگر میں ایسا کروں تو میں قرآن سے بیزار ہوں اور میں انجیل سے بیزار ہوں اور میں توریت سے بیزار ہوں اور میں زبور سے بیزار ہوں تو یہ چار قسمیں شمار ہوں گی اور حانث ہوگا تو چار کفارے لازم آویں گے (محیط) اور اگر اس طرح کہا کہ میں بری ہوں ان چیزوں سے جو صحیفوں میں اتری ہے تو ایک ہی قسم شمار ہوگی اور اسی طرح اگر یہ کہا کہ میں بری ہوں ہر اس آیت سے جو مصحف میں ہے تو بھی ایک ہی قسم شمار ہوگی (قاضی خاں)

شمس الاسلام رہ سے دریافت کیا گیا کہ اگر کسی شخص نے کہا کہ واللہ اگر این کار کنم یعنی واللہ اگر میں یہ کام کروں تو میں ایسا، شیخ الاسلام رہ نے فرمایا کہ میرے استاد نے یہ اختیار کیا کہ یہ قسم نہ ہوگی پھر رجوع فرما لیا اور کہا کہ قسم ہو جائے گی (خلاصہ) ایک شخص نے اس طرح کہا کہ سوگندم خورم کہ این کار نکنم یعنی میں قسم کھاتا ہوں کہ میں یہ کام نہ کروں گا تو بعض فقہاء رہ نے کہا کہ یہ قسم نہ ہوگی اور بعض نے کہا کہ یہ قسم ہوگی اور اگر اس طرح کہا کہ سوگندمی خورم کہ این کار نکنم یعنی لفظ می کے اضافہ کے ساتھ تو بلا اختلاف قسم ہوگی اس واسطے کہ کلام اس طرح تحقیق کے واسطے کیا جاتا ہے نہ کہ محض بطور وعدہ

جیسے کہا جاتا ہے، گواہی می دہم یعنی میں گواہی دیتا ہوں اور اگر بغیر لفظ می کے محض گواہی دہم کہے تو وعدہ کو محتمل ہوتا ہے، پس اگر کہے کہ سوگند خورم بطلاق کہ ایں کار نکنم تو قسم نہ ہوگی محض وعدہ اور تخویف ہوگی، اور اگر اس طرح کہے کہ سوگند خوری تو قسم ہوگی بمنزلہ سوگند می خورم کے (قاضی خان)

اور اگر کہا کہ مرا سوگند بطلاق است کہ شراب نخورم یعنی مجھ کو طلاق کی قسم ہے کہ شراب نہ پیوں گا، پھر شراب پی لی تو طلاق واقع ہو جائے گی حتیٰ کہ اگر یہ کہے کہ میں نے قسم نہیں کھائی تھی بلکہ محض اس لئے کہدیا کہ لوگ مجھ کو نہ چھیڑیں، تو قضاءً تصدیق نہ کیجائے گی (کافی) اور اگر اس طرح کہے کہ سوگند خوردہ ام یعنی میں نے قسم کھائی ہے تو اگر وہ شخص سچا ہے تو قسم ہوگی اور اگر جھوٹا مشہور ہے تو اس پر کوئی قسم نہیں ہوگی (محیط)

اور اگر اس طرح کہا کہ برمن سوگند است کہ ایں کار نکنم، پس اسی قدر کہا ہے تو یہ خبر دینا ہے لہٰذا اس کو اس قسم کھانے کا اقرار قرار دیا جائے گا اور اگر اس سے زیادہ کہا ہے اور اس طرح کہا ہے کہ برمن سوگند است کہ ایں کار نکنم بہ طلاق تو یہ قسم ہو جائے گی اور اس پر طلاق لازم آجائے گی حتیٰ کہ اگر دعویٰ کرے کہ میں نے یہ کلام جھوٹ کہا تھا کہ ہم مجلس لوگ پریشان نہ کریں یا اس کے علاوہ اور کوئی غرض بیان کرے جب بھی قضاءً تصدیق نہ کیجائے گی، اور اگر کہا کہ باللہ العظیم کہ بزرگ تر کہ ایں کار نکنم تو قسم ہو جائے گی محض ایک قسم ہوگی، جیسے باللہ العظیم الاعظم کہنے سے قسم ہو جاتی ہے کیوں کہ ایسی زیادتیاں تاکید کے لئے ہوتی ہیں زائد شمار نہیں ہوتی ہیں کہ دو قسمیں الگ الگ شمار ہوں گی (قاضی خان)

اور کتب فتاویٰ میں لکھا ہے کہ اگر کسی نے کہا کہ سوگند می خورم بطلاق تو اس کہنے سے بیوی مطلقہ نہیں ہوگی اس لئے کہ لوگوں میں اس طرح طلاق کی قسم کا رواج نہیں ہے اور تجرید (نام کتاب) میں لکھا ہے کہ اگر کسی نے کہا کہ مرا سوگند خانہ است یعنی مجھے گھر کی قسم ہے تو اس کی بیوی مطلقہ ہو جائے گی اور یہ شرط بھی نہیں ہے کہ اس نے خانہ سے بیوی کی نیت کی ہو اور یہی قول اصح ہے (ہمارے عرف میں دو بار) میں اس قسم کے جملے صحیح قول میں قسم نہ ہوگی کیوں کہ ہمارے یہاں کا عرف اس طرح قسم کھانے کا نہیں ہے (مترجم)

اور کتب فتاویٰ میں لکھا ہے کہ اگر اس طرح کہا کہ باللہ کہ بزرگ تر، یعنی اس سے بڑا کوئی نام نہیں ہے اس جملہ سے قسم نہیں ہوگی اور اگر اس طرح کہے کہ جو بزرگ ترین ہے میں ایسا نہیں کروں گا تو یہ قسم ہو جائے گی اور لفظ بزرگ تر کا فصل موثر نہ ہوگا، مجموع النوازل میں لکھا ہے کہ شیخ الاسلام سے دریافت کیا گیا کہ کسی نے اس صورت میں دعویٰ کیا کہ میں نے کرنے یا نہ کرنے کی قسم نہیں کھائی ہے، بلکہ میری مراد یہ تھی کہ باللہ سب قسموں سے بڑی قسم ہے یا میرے نزدیک اس سے بڑی قسم نہیں ہے تو اس کی تصدیق نہ کی جائے گی اس لئے کہ اس نے وہ فعل کرنے یا نہ کرنے کو اس لفظ سے ملا دیا ہے اور اس کا دعویٰ کہ میرا یہ مقصود ہے یہ خلاف ظاہر ہے (خلاصہ)

اور اگر کہا کہ مصحف خدا بدست من سوختہ اگر ایں کار کنم، یعنی مصحف خدا میرے ہاتھ میں سوختہ ہے اگر میں ایسا کام کروں، تو قسم نہ ہوگی اور اگر کہا امیدے بخدا دارم ناامیدم اگر ایں کار کنم تو یہ قسم ہوگی (ہمارے عرف میں اس طرح کے جملہ سے قسم نہ ہوگی، بلکہ اس طرح ہونا چاہیئے ہر امید بخدا دارم ناامیدم اگر ایں کار کنم (مترجم)، اور اگر کہے کہ مسلمان نہ کردہ ام خدائے را اگر ایں کار کنم یعنی میں نے خدا کے واسطے اپنے کام میں مسلمانی نہیں کی اگر میں یہ کام کروں پھر اس کے بعد کر لیا تو فقیہ ابو اللیث رح نے فرمایا کہ اگر اس نے یہ مراد لی ہے کہ اس نے جو عبادات کی ہیں وہ حق نہیں تھیں تو یہ قسم

ہو جائے گی ورنہ قسم نہیں ہوگی اور اگر اس طرح کہا کہ ہر چہ مسلمان کردہ ام بہ کافراں دادم اگر ایں کار کنم، پھر وہ کام کر لیا تو اس پر کفارہ لازم نہ ہوگا، اور اگر کہا کہ واللہ بفلاں سخن نہ گویم نہ یک روز نہ دو روز تو یہ ایک ہی قسم شمار ہوگی، جو دو روزے رکھنے پر منتہی یعنی پوری ہو جائے گی (قاضی خاں)، اور اگر کہا کہ حرام است با تو سخن گفتن یعنی تجھ سے بات کرنی حرام ہے تو قسم ہو جائے گی (ظہیریہ)، ہمارے عرف میں اس وقت قسم ہوگی جب اس نے انعقاد قسم کی نیت کی ہو اور اگر نیت نہ کی ہو تو قسم نہ ہوگی (مترجم)

اور قاضی علی بن الحسین سعدی رحمۃ اللہ سے دریافت کیا گیا کہ پذرفتم کہ چنیں نہ کنم اور اگر کچھ نیت نہیں کی ہے جب بھی قسم ہو جاوے گی (خلاصہ)، اور اگر کسی نے اس طرح کہا کہ پذرفتم خدائے را کہ فلاں کار نکنم تو یہ قسم ہوگی جیسے کہا کہ میں نے نذر کر لی ہے کہ میں ایسا نہ کروں گا اور اگر کہا کہ خدائے را و پیغمبر را پذرفتم کہ فلاں کار نہ کنم تو یہ قسم نہ ہوگی اس لئے کہ پیغمبر را پذیرفتم قسم نہیں ہے، پس جب ذکر اللہ اور شرط کے درمیان ایسی چیز متخلل ہو گئی جو قسم نہیں ہے تو فاصل بن گئی اور قسم نہ ہوگی (قاضی خاں)

شیخ نجم الدین رحمۃ اللہ سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے کہا ہے کہ اگر فلاں کام کروں تو آتش پرست سے بدتر ہوں، تو فرمایا کہ یہ قسم ہے، یہاں تک کہ حانث ہونے پر کفارہ دینا واجب ہوگا اور اگر کہا کہ قرآن کی تین سو ساٹھ آیات سے بیزار ہوں اگر یہ کام کروں تو اگر وہ کام کرے تو ایک ہی قسم ہوگی، اور اگر اس طرح کہا کہ اگر من ایں کار کنم قرامع خوانیت و جہود خوانیت و سنگسار کنیت پھر اس کے بعد وہ کام کر لیا تو اس کے ذمہ کچھ لازم نہ آئے گا۔

اور اگر اس طرح کہا کہ ہر چہ مغاں مغی کردہ اند و جہوداں جہودی کردہ اند در گردن من ایں کار نہ کردہ ام، یعنی جو کچھ آتش پرستوں نے آتش پرستی کی ہے اور جو کچھ یہودیوں نے یہودگی کی ہے وہ سب میری گردن پر ہے کہ میں نے یہ کام نہیں کیا ہے اور حال یہ ہے کہ اس نے وہ کام کیا ہے تو اس پر کچھ لازم نہ آئے گا اور اگر یہ کہا کہ اگر میں یہ کام کروں تو کافر مجھ سے اشرف ہے یا کافر مجھ پر شرف رکھتا ہے تو قسم نہ ہوگی (ظہیریہ) اور اگر اس طرح کہا کہ اگر میں ایسا کام کروں تو ہزار آتش پرست و بت پرست سے بدتر ہوں تو یہ قسم ہو جائے گی (محیط)

اگر کوئی عورت اپنے شوہر سے کہے کہ تو شطرنج کھیلنا چھوڑ دے اور شوہر نے کہا کہ اچھا پھر عورت نے کہا کہ اگر تو شطرنج کھیلا کرے تو میں تجھ پر مطلقہ ہوں، پھر اس کے بعد شوہر نے کہا کہ اگر میں شطرنج کھیلا کروں، پھر عورت نے کہا پھر کیا تو شوہر نے کہا وہی جو تو کہتی ہے (یعنی میں (عورت) تجھ پر مطلقہ ہوں)، پھر اس کے بعد شوہر نے شطرنج کھیلی تو طلاق واقع نہ ہوگی (خلاصہ) شیخ نجم الدین نسفی سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے کہا ہے کہ ہر چہ بدست راست گرفتم بر من حرام کہ فلاں کار نہ کنم یعنی جو میں نے داہنے ہاتھ میں لیا ہے مجھ پر حرام ہے کہ فلاں کام نہ کروں پھر وہ کام کر لیا تو فرمایا کہ حانث نہ ہوگا اس لئے کہ اگر عرف ہے بھی تو اس جملہ میں ہے کہ ہر چہ بدست راست اس جملہ میں نہیں ہے کہ ہر چہ بدست راست گرفتم (ظہیریہ)

(قال المترجم۔ اوپر یہ بیان کر دیا گیا ہے کہ ہمارے یہاں یہ سب بالکل عرف نہیں ہے لہٰذا ہمارے عرف کے اندر یہ سب قسمیں منعقد نہ ہوں گی،

اور اگر اس طرح کہا کہ پذرفتم با خدا کہ از خریدہ تو کہ بیاری نخورم یعنی میں نے خدا سے نذر کر لی ہے کہ تیری خریدی ہوئی چیز سے کہ تو لادے نہ کھاؤں گا تو بعض نے فرمایا کہ اگر قسم کی نیت کرے گا تو قسم ہو جائے گی اور اصح یہ ہے کہ بغیر نیت قسم کبھی

قسم ہو جائے گی (ذخیرہ)

فصل :- ظالموں کے قسم لینے کے بیان میں اور قسم لینے والے کی نیت

یعنی کس پر قسم کھانے والے کا نیت کر لینے کے بیان میں

ظالم مستحلف کے قسم کے احکام

فتاوی اہل سمرقند میں مذکور ہے کہ اگر سلطان نے ایک شخص کو پکڑا اور اس سے کہا کہ کہو قسم خدا کی اس شخص نے جواب دیا قسم خدا کی پھر سلطان نے کہا کہ کہو جمعہ کے دن آؤں گا اس نے کہا کہ جمعہ کے دن آؤں گا پھر اس کے بعد وہ جمعہ کے دن نہ آوے تو اس پر کوئی کفارہ لازم نہ آوے گا کیوں کہ اس نے جب قسم خدا کا لفظ بول کر سکوت کیا اور فوراً جواباً کہا بلکہ سلطان کے کہنے کے بعد کہا کہ جمعہ کے دن آؤں گا تو قسم اور جواب قسم کے درمیان فصل ہو گیا اور قسم منعقدہ ہوئی، اور ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ سے منقول ہے، انہوں نے فرمایا ہے کہ مظلوم کی قسم مظلوم کی نیت پر ہوتی ہے اور ظالم کی قسم قسم دلانے والے کی نیت پر ہوتی ہے اور اسی کو ہمارے اصحاب نے اختیار فرمایا ہے،

مثال اول یعنی حالت مظلوم کی صورت

ایک شخص ایک معین چیز کے بیچنے پر جو اس کے ہاتھ میں ہے مجبور کیا گیا، کہ اس نے قسم کھائی کہ یہ چیز میں نے فلاں شخص کو دیدی ہے اور مراد یہ لی کہ میں نے اس سے متابعت کر لی ہے، تاکہ مجبور کرنے والے کے خیال میں آجائے کہ جو چیز اس کے ہاتھ میں ہے وہ دوسرے کی ملک میں جا چکی ہے، تاکہ اس کے بیچنے پر مجبور نہ کرے تو یہ قسم اس کی نیت پر دائر ہوگی اور یہ جو اس نے قسم کھائی ہے یمین غموس نہ ہوگی، نہ حقیقۃً نہ معنیً،

مثال دوم یعنی حالت ظالم کی صورت

قسم کھلانے والا مظلوم ہو اور قسم کھانے والا ظالم ہو اس کی مثال یہ ہے کہ مثلاً زید کے مقبوضہ معین مال پر عمرو نے دعویٰ کیا کہ یہ چیز میں نے تم سے خریدی ہے اور زید نے اس کے فروخت کرنے سے انکار کیا (حالانکہ واقعۃً زید اس کو فروخت کر چکا تھا مگر ابھی قبضہ نہیں دے رہا تھا)، اور عمرو نے اس سے قسم لی کہ تو قسم کھا کہ واللہ مجھ پر یہ چیز عمرو کے سپرد کرنا واجب نہیں ہے اور زید نے اسی طرح قسم کھالی اور سپرد کرنے میں یہ نیت کر لی کہ بطور ہبہ یا صدقہ سپرد کرنا واجب نہیں ہے اور یہ نیت نہیں کی کہ بطور بیع کے سپرد کرنا واجب نہیں ہے، (حالانکہ مستحلف یعنی عمرو کی نیت سپرد کرنے میں یہی تھی)، تو اگرچہ زید ابھی اس نیت پر بچا ہو، اور حقیقت میں یمین غموس نہ ہو اس لئے کہ اس نے اپنے لفظ کے معنی محتمل ہی کو مراد لیا ہے، لیکن یہ قسم معنی غموس ہوگی اس لئے کہ زید نے اس قسم کے ذریعہ سے ایک مرد مسلمان کا حق سوخت کیا ہے لہٰذا اس کی نیت معتبر نہ ہوگی، اور شیخ امام زاہد معروف بخواہر زادہ نے فرمایا ہے کہ یہ جو ہم نے ذکر کیا ہے، یہ اللہ تعالیٰ کی قسم کھانے کی صورت میں ہے، لہٰذا اگر قسم لینے والے نے طلاق یا عتاق کی قسم کھائی اور قسم کھانے والے نے خلاف ظاہر کی نیت کی مثلاً قید سے طلاق یعنی رہائی کی یا فلاں کام سے عتاق کی یعنی چھٹکارے یا آزادی کی نیت کی، یا طلاق یا عتاق میں جھوٹ خبر دینے کی نیت کی تو فیما بینہ وبین اللہ

تعالیٰ، اگرچہ سچا ہو حتیٰ کہ فیما بینہ وبین اللہ تعالیٰ طلاق یا عتاق واقع نہ ہوگا خواہ قسم کھانے والا ظالم ہو یا مظلوم لیکن فرق یہ ہوگا کہ مظلوم ہونے کی صورت میں اس پر یمین غموس کا گناہ بھی نہ ہوگا اور ظالم ہونے کی صورت میں اس پر ایسی قسم سے وہ گناہ ہوگا جو یمینِ غموس میں ہوتا ہے اگرچہ حقیقت میں وہ اپنی نیت میں سچا ہی کیوں نہ ہو،

صاحب قدوری نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے کہ یہ جو ابراہیم نخعی سے منقول ہے کہ اگر حالف ظالم ہو تو قسم کا مدار مستحلف (قسم لینے والے) کی نیت پر ہوتا ہے تو یہ قول زمانہ ماضی میں واقع شدہ امر پر قسم لینے میں درست ہے اس لئے کہ وہ اپنی اس قسم سے اپنے ظلم کو اور راسخ کرنے والا ہے، پس ظالم بالیقین ہوگا اور جب ظالم ہوگا تو اپنی قسم میں وہ گنہ گار بھی ضرور ہوگا اگرچہ وہ جس چیز کی نیت اپنی قسم میں کر رہا ہے لفظ اس کا محتمل ہے اس لئے کہ وہ اپنی اس قسم کو اپنے غیر پر ظلم کرنے کا ذریعہ بنا رہا ہے اور یہ معنیٰ زمانہ مستقبل میں ہونے والے کسی امر پر قسم کھانے میں حاصل نہیں ہو سکتے اس لئے امر مستقبل پر قسم کھانے میں ہر حال میں حالف ہی کی نیت پر مدار قسم ہوگا (محیط)

کتب فتاویٰ میں لکھا ہے کہ ایک شخص دوسرے شخص کی طرف سے گذرے اور وہ اس کی تعظیم میں اٹھنا چاہے اور وہ کہے واللہ بخیری یعنی یہ قسم آپ نہ اٹھیئے گا مگر وہ شخص اٹھ کھڑا ہوا تو گذرنے والے پر کچھ کفارہ وغیرہ لازم نہ ہوگا، نوادر ابن سماعہ میں امام ابو یوسف رحمۃ اللہ سے مروی ہے کہ اگر ایک شخص نے دوسرے سے کہا کہ تم کل فلاں شخص کے وہاں گئے تھے، اس نے جواب میں کہا کہ ہاں، پھر پوچھنے والے نے کہا کہ واللہ تم گئے تھے؟ اور جواب میں اس نے پھر کہا کہ ہاں تو یہ قسم ہو جائے گی، اور لفظ ہاں کہنے والا قسم کھانے والا ہو جائے گا اسی طرح اگر نہ جانے کا تذکرہ کیا ہو اور اس کے ہاں کہنے پر پھر اس نے پوچھا ہو کہ واللہ تم نہیں گئے تھے؟ اور اس نے جواب میں کہا کہ ہاں تو یہ بھی قسم ہوگی اور دونوں صورتوں کا حکم ایک ہوگا کہ خلاف واقعہ ہونے پر کفارہ لازم آئے گا،

اور فقیہ ابو جعفر رحمۃ اللہ نے امام ابو یوسف رحمۃ اللہ سے نقل کیا ہے، کہ اگر زید عمرو سے کہے کہ اگر تو خالد سے کلام کرے گا تو تیرا غلام آزاد ہے، عمرو نے جواب میں کہا کہ الا تیری اجازت سے تو عمرو اس کی قسم قبول کرنے والا ہو جائے گا اور اس کا یہ اقرار (الا تیری اجازت سے) قسم قرار دیدیا جائے گا، چنانچہ اگر بغیر اجازت کے خالد سے کلام کرے گا تو حانث ہو جائے گا (خلاصہ)

اگر کوئی شخص دوسرے شخص سے کہے کہ واللہ تم ایسا و ایسا ضرور کرو گے اور مخاطب سے قسم لینے کی یا اپنے اوپر قسم قرار دینے کی نیت نہیں کی ہے تو دونوں میں سے کسی پر کچھ لازم نہ آئے گا، بشرطیکہ مخاطب نے ایسا ویسا کچھ نہ کہا ہو اور کہنے والے نے اپنی قسم کی نیت کی ہو، تو قسم ہو جائے گی اور وہ حالف ہو جائے گا، اسی طرح اگر کہے کہ واللہ تم ایسا ویسا ضرور کرو یا واللہ تم ایسا ویسا ضرور کرو گے اور مخاطب سے قسم لینے کی نیت کی تو محض استحلاف ہے یعنی محض قسم لینا ہے دونوں میں سے کسی کی قسم نہیں ہوگی (ورنہ خلاف کرنے پر کچھ لازم ہوگا) اور اگر اس کہنے سے کچھ نیت نہ ہو تو کہنے والا خود حالف ہو جائے گا (حتیٰ کہ اگر اس دوسرے نے ایسا ویسا کچھ نہ کیا تو وہ کہنے والا خود حانث ہو جائے گا (مترجم) (قاضی خاں)

ایک شخص نے دوسرے سے کہا، مثلاً زید نے عمرو سے کہا کہ واللہ تم ایسا ضرور کرو گے یا کہا اللہ تم ایسا ضرور کرو گے، پھر عمرو نے جواب میں کہا کہ ہاں پس اگر زید نے قسم کی نیت کی اور عمرو نے بھی قسم کی نیت کی تو دونوں میں سے ہر ایک حالف ہو جائے گا (یعنی قسم کھانے والا ہر ایک شمار ہوگا اور خلاف پر کفارہ ہوگا (مترجم) اور اگر زید نے قسم لینے کی اور عمرو نے قسم کھانے کی نیت کی تو عمرو حالف ہوگا اور اگر دونوں میں سے کسی نے کچھ نیت نہ کی ہو تو جس صورت میں اللہ تم ضرور ایسا کرو گے کہا ہے فقط عمرو

حالف رہےگا، اور جس صورت میں واللہ لفظ واؤ کے ساتھ کہا ہے خود زید حالف ہوگا، اور اگر زید نے قسم لینے کی نیت کی اور عمرو نے قسم نہ ہونے کی نیت کی بلکہ بایں معنی ہاں کہا کہ ایسا ایسا کرنے کا محض وعدہ کر رہا ہوں تو دونوں اپنی اپنی نیت پر رہیں گے اور قسم کسی پر نہ ہوگی (خلاصہ وجیز الکردری و محیط للسرخسی)

اور اگر زید نے عمرو سے کہا کہ میں نے قسم رکھی ہے کہ تم ایسا ایسا ضرور کرو گے یا کہا کہ میں نے اللہ کی قسم رکھی ہے کہ تم ایسا ایسا ضرور کرو گے یا کہا کہ میں نے اللہ کو شاہد بنایا ہے میں نے اللہ کی قسم رکھی ہے کہ تم ایسا ایسا ضرور کرو گے اور ان سب صورتوں میں لفظ تم یہ کہا یا نہیں کہا بہرحال قسم کھانے والا محض زید شمار ہوگا عمرو پر قسم نہ ہوگی اور اگر دونوں نے قسم کی نیت کرلی ہو دونوں (حالف و مستحلف) حالف ہوں گے ہاں اگر زید (مستحلف) نے اپنے قول سے فقط استفہام اور سوال کی نیت کی ہو کہ آیا تم قسم کھاتے ہو یا نہیں تو زید پر قسم عائد نہ ہوگی،

اور اگر زید نے عمرو سے کہا کہ تم پر اللہ کا عہد ہے کہ اگر تم ایسا ایسا کرو گے جواب میں عمرو نے کہا کہ ہاں، تو زید پر کچھ نہ ہوگا، یعنی کوئی قسم عائد نہ ہوگی اگرچہ زید نے قسم کی نیت بھی کی ہو اور اگرچہ زید کا یہ قول عمرو سے قسم لینے پر ہو، کسی شخص نے اپنی بیوی سے کہا کہ تم نے ایسا و ایسا کیا ہے، اور بیوی نے جواب میں کہا کہ میں نے ایسا نہیں کیا ہے اس پر اس شخص نے کہا کہ میں نے نہیں کیا ہے، پھر اس شخص نے کہا کہ اگر تو نے کیا ہو تو تجھ کو طلاق ہے، پھر عورت نے کہا کہ اگر میں نے کیا ہو تو مجھ پر طلاق ہے تو مشائخ رحمہ نے فرمایا ہے کہ مرد نے اگر اس قول سے کہ اگر تو نے ایسا ایسا کیا ہے تو تجھ کو طلاق ہے یعنی عورت کے قسم کی نیت کی ہو، یعنی یہ مراد ہو کہ بھلا کیا اگر تو نے ایسا ایسا کیا تو عورت پر طلاق واقع نہ ہوگی،

فاسقوں کی ایک جماعت اکٹھا ہو اور بعض بعض کے ساتھ ضفع[1] کرتا ہو، پھر ان میں سے ایک نے کہا کہ اب پھر جو شخص کسی سے طمانچہ بازی کرے گا تو اس کی بیوی کو تین طلاق اور ایک نے ان میں سے فارسی زبان میں مثلاً کہا کہ ہلا، یعنی بھلا ایسا پھر اس کے بعد، ان میں سے ایک نے دوسرے کے ساتھ طمانچہ بازی کیا اور اس نے بھی اس کے ساتھ طمانچہ بازی کی تو مشائخ رحمہ نے فرمایا ہے کہ جس نے ہلا کہا تھا اس کی بیوی بھی مطلقہ نہ ہوگی، کیونکہ یہ کلام فاسد ہے قسم نہیں ہے،

اگر کوئی شخص کہے کہ مجھ پر پاپیادہ حج واجب ہے، اور میرا ہر مملوک (غلام) آزاد ہے اور میری ہر عورت کو طلاق ہے، اگر میں اس گھر میں داخل ہوا اور دوسرے شخص نے کہا کہ اگر میں اس گھر میں داخل ہوا تو مجھ پر بھی ان ہی چیزوں کے مثل ہے، جس کو تو نے اپنے اوپر لاگو کیا ہے، پھر وہ دوسرا شخص اس گھر میں داخل ہو گیا تو اس پر پیدل حج واجب ہو جائے گا اور اس کے علاوہ طلاق و عتاق وغیرہ کچھ واقع نہ ہوگا (قاضی خاں)

اگر کسی شخص کو بادشاہ کے سپاہیوں نے قسم دلائی کہ کل جب تک فلاں شخص نہ آجاوے وہ کوئی کام نہ کرے پھر اس کے بعد دوسرے دن قسم کھانے والے نے اپنے موزے پہنے اور پھر کسی میت کے پاس گیا اور فلاں شخص کے آنے سے قبل اس میت کا سر اپنی جگہ سے ہٹا دیا، تو شیخ محمد بن سلمہ رحمہ نے کہا کہ مجھے امید ہے کہ وہ حانث نہ ہوگا اور اس کی یہ قسم اس کام کے علاوہ دوسرے کاموں پر متحقق ہوگی، اگر ایک شخص اپنے امیر کے ساتھ سفر کو نکلا اور امیر نے اس سے قسم لے لی کہ بغیر میری اجازت کے واپس نہ ہو اس کے بعد اس کی تھیلی یا کپڑا گر گیا جس کے لینے کے لئے وہ شخص واپس ہوا تو حانث نہ ہوگا اس لئے کہ ایسی واپسی پر اس کی یہ قسم واقع نہ ہوئی تھی، اگر کوئی چغل خور شخص ہے جو حکام وقت سے لوگوں کی چغلی کھا کر لوگوں کو ضرر پہونچایا کرتا ہے اور ناحق سزائیں اور جرمانے دلوایا کرتا ہے اس نے قسم کھائی کہ اگر میں اس

[1] اوباشوں اور فاسقوں اور آوارہ کا ایک کھیل ہے جس میں ایک دوسرے کو بطور لہو لعب کے طمانچے لگا لگا کر کھیلتے ہیں انگلیاں اور ہاتھ کھول کر ہتھیلیوں سے ایک دوسرے کو دھکے دیتے ہیں

دس درہم (مثلاً روپے) سے زیادہ کے بارے میں کچھ چغلی کھائی تو میری بیوی کو طلاق، پھر اس کے بعد اس نے دس درہم سے زیادہ کے بارے میں چغلی کھائی، تو شیخ الاسلام نجم الدین نے فرمایا کہ اس کی بیوی پر طلاق واقع نہ ہوگی (ظہیریہ)،

اگر کسی حاکم وقت نے کسی شخص سے پوچھا، کہ تیرے پاس فلاں شخص کا مال ہے اور اس نے انکار کیا، پھر حاکم وقت نے اس سے اس کی بیوی کی طلاق کی قسم دلائی (یعنی یہ کہا کہ اگر تیرے پاس فلاں امیر کا مال ہو تو تیری بیوی پر طلاق ہے) اور اس شخص نے قسم کھائی حالاں کہ اس قسم کھانے والے کے پاس بہت سا مال تھا جس کو اس امیر کی بیوی نے اس امیر کے پاس بھیجا تھا اور جو شخص اس مال کو لایا تھا اس نے یہی کہا تھا کہ یہ فلاں امیر کی بیوی کا مال ہے اور قرائن ایسے موجود تھے کہ اس کی بیوی کے پاس اس قدر مال ہو سکتا تھا، پھر اس امیر کی بیوی نے اقرار کیا کہ یہ مال اس کے شوہر کا ہے (یعنی خود اس عورت کا نہیں ہے) تو اس اقرار سے اور اس قسم دلانے سے قسم کھانے والے کی بیوی کو طلاق نہ ہوگی جب تک کہ قسم کھانے والا خود تصدیق نہ کرلے کہ واقعی یہ مال اس امیر ہی کا ہے اس کی بیوی کا نہیں ہے یا شوہر کے دعویٰ صحیح کے بعد عادل گواہوں کی گواہی کی وجہ سے قاضی خود اس امیر کے مال ہونے کا فیصلہ نہ کردے، یعنی جب وہ شخص خود تصدیق کرلے یا قاضی فیصلہ دیدے کہ یہ مال فلاں امیر ہی کا ہے اس وقت وہ شخص حانث ہوگا اور اس کی بیوی پر طلاق واقع ہوگی،

اگر کوئی شخص بیس بکریاں (مثلاً) ایک شہر سے دوسرے شہر پر فروخت کرنے کے لئے لے گیا اور سب بکریاں اس دوسرے شہر میں داخل کر دیں، لیکن دوکان پر فقط دس بکریاں ظاہر کیں اور اس خطہ کے چودھری نے اس سے قسم لی کہ فقط دس ہی بکریاں لایا ہے اور اس شہر کے باہر کچھ نہیں چھوڑ آیا ہے اور اس شخص نے قسم بھی کھالی اور یہ نیت کرلی کہ بازار میں فقط دس ہی بکریاں لایا ہوں اور بازار سے باہر کچھ نہیں چھوڑ آیا ہوں تو مشائخ رحمہ نے فرمایا ہے کہ یہ شخص حانث نہ ہوگا اس لئے کہ اس نے نیت کرنے میں ایسی بات مراد لی ہے، جو اس کے لفظ سے نکلتی ہے اور اس کے لفظ اس کے محتمل ہیں مگر قضاءً اس کی تصدیق نہ ہوگی، یعنی اگر قاضی کی عدالت میں یہ معاملہ پیش ہوا اور قاضی کے سامنے سب حقیقت کھل جائے، تو قاضی اس کی نیت کی تصدیق نہ کرے گا، اگر کوئی شخص مرگیا اور اس نے ایک وارث اور اپنا کچھ قرضہ کسی کے ذمہ چھوڑا اور وارث نے قرض دار سے قرضہ کے معاملہ میں مقدمہ کیا اور قرض دار نے قسم کھالی کہ مدعی کا مجھ پر کوئی قرضہ نہیں ہے تو مشائخ رحمہ نے فرمایا ہے کہ قرض دار کو اگر مورث کی موت کی خبر نہ تھی تو امید ہے کہ وہ حانث نہ ہوگا اور اگر مورث کی موت کی خبر تھی تو صحیح یہ ہے، کہ وہ حانث ہو جائے گا،

اگر کسی شخص نے کسی سے پوچھا کہ تو نے میرے کتنے پھل کھائے ہیں اس نے جواب میں کہا کہ پانچ پھل کھائے ہیں اور اس پر قسم کھا گیا حالاں کہ اس نے زیادہ پھل مثلاً دس پھل کھائے تھے تو جھوٹا اور حانث نہ ہوگا (کیونکہ پانچ بھی دس کے اندر داخل ہیں) اور اگر بیوی کو طلاق یا غلام کو آزاد کرنے کی قسم کھائی ہوگی، تو طلاق یا عتاق (غلام کی آزادی) کوئی چیز واقع نہ ہوگی، اسی طرح اگر کسی سے پوچھا گیا کہ تم نے یہ غلام کتنے میں خریدا ہے اور اس نے کہا کہ سو روپے میں حالاں کہ اس نے دو سو روپے میں خریدا ہے تو جھوٹا نہ ہوگا اور اگر اس نے طلاق یا عتاق وغیرہ کی قسم کھائی ہو تو اس پر کچھ جزا وغیرہ لازم نہ ہوگی اور یہ مسئلہ اسی مسئلہ کی نظیر ہے جس کو جامع صغیر نے بیان فرمایا ہے کہ اگر کسی نے قسم کھائی کہ میں اس کپڑے کو نہ خریدوں گا اور پھر اس کو خرید لیا تو قسم میں حانث ہو جائے گا، اگر کوئی شخص بھاگ کر کسی دوسرے شخص کے مکان میں جا چھپا اور اس دوسرے شخص نے قسم کھائی کہ میں نہیں جانتا کہ وہ کہاں ہے اور نیت میں مراد یہ لیا

کہ میں نہیں جانتا کہ میرے مکان کے کس حصے و گوشہ میں ہے، تو حانث نہ ہوگا اگر کسی شخص نے حاکم وقت سے قسم دلانے سے قسم کھائی کہ یہ بات مثلاً مجھے معلوم نہیں ہے، قسم کھانے کے بعد پھر اس کو یاد آگیا کہ وہ بات اس کو معلوم تھی، لیکن قسم کھانے کے وقت واقعی بھول گئی تھی، تو مشائخ رح نے فرمایا کہ امید ہے کہ وہ حانث نہ ہوگا، اس لئے کہ قسم کھانے کے وقت حقیقۃً وہ نہیں جانتا تھا۔

اگر کسی شخص نے اپنی بیوی کے طلاق کی قسم کھائی کہ میرے گھر میں شوربا نہیں ہے حالاں کہ اس کے گھر میں شوربا تھا تو مشائخ نے فرمایا ہے کہ شوربا اگر اس قدر کم تھا کہ اگر اس کو معلوم ہوتا، تو وہ یہ نہ کہتا کہ میرے گھر میں شوربا ہے تو اس قسم کھانے میں حانث نہ ہوگا اور اگر شوربا زیادہ تھا مگر خراب ہوگیا تھا قابل استعمال نہ رہ گیا تھا جب بھی حانث نہ ہوگا کیوں کہ اس طرح کی قسم دلانے میں ایسا شوربا مراد نہیں ہو سکتا، اور اگر محض اس درجہ میں خراب ہوا تھا کہ بعض لوگ استعمال نہیں کر سکتے اور بعض لوگ استعمال کر سکتے ہیں، تو وہ اپنی قسم میں حانث ہو جائے گا۔

اگر کسی شخص نے اپنی بیوی کی زمین میں روئی کی کاشت کی اور پھر قسم کھائی کہ اگر اس زمین کی پیداوار میرے گھر میں داخل ہو تو حلال مجھ پر حرام ہے، پھر روئی پیدا ہوئی اور اس شخص کی عورت یہ روئی اپنے سر پر رکھ کر دھنے کو دینے کے لئے لے چلی اور راستے میں اپنے سر پر رکھے ہوئے اپنے شوہر کے گھر میں داخل ہوگئی اور پھر نکل کر دھنیے کے وہاں لے گئی تو شخص مذکور اپنی قسم میں حانث ہو جائے گا (قاضی خاں)

اگر کسی شخص کو حاکم وقت طلب کرے تاکہ اس کو تہمت میں گرفتار کرے، پھر اس کے بعد ایک اور شخص کو پکڑ کر اس سے کہا، کہ تو اس کے قرض داروں یا اس کے اعزا و اقربا کا پتہ بتا دے تاکہ میں ان سے مال وصول کر لوں اور اس شخص نے جاننے سے انکار کیا اور حاکم وقت نے اس سے قسم لی کہ تو اس کے قرض داروں و اعزا و اقربا کو نہیں جانتا اور حال یہ ہے کہ وہ جانتا ہے، لیکن اگر بتا دے تو مسلمانوں کو بہت زیادہ نقصان پہونچ جانے کا ظن غالب ہے تو باوجود اس ضرر کے احتمال کے قسم کھا لینے کی گنجائش نہیں ہے، البتہ اس کا ایک حیلہ یہ ہے کہ جس شخص کے بارے میں حاکم وقت طلب کر کے قسم لینا چاہتا ہے، نام تو اس شخص کا لے لیکن مراد میں اسی کے ہم نام دوسرے شخص کو لے اور اسی دوسرے شخص کی نیت سے قسم کھالے تو یہ قسم ظاہر الروایۃ میں اگرچہ صحیح نہیں ہے، لیکن خصاف رح کے نزدیک ایسی قسم صحیح ہے اور حالف اگر مظلوم ہوگا تو فتویٰ بھی خصاف کے قول پر دیا جائے گا، خلاصۃ الفتاویٰ میں مذکور ہے کہ مثلاً زید نے عمرو پر مال کا دعویٰ کیا اور عمرو نے انکار کیا اور قاضی نے عمرو سے قسم لی، کہ زید کا تجھ پر ایسا مال نہیں ہے اور عمرو نے اپنی آستین کے اندر سے انگلی سے ایک دوسرے شخص کی طرف اشارہ کر کے قسم کھائی کہ اس کا مجھ پر کوئی مال نہیں ہے، تو فقط دیانۃً اس کی تصدیق ہوگی قضاءً تصدیق نہ ہوگی اور اگر واقعی اس شخص کا ایسا مال اس کے پاس ہوگا تو معنیً یہ قسم بھی یمین غموس ہوگی اور سخت گنہ گار ہوگا۔

فصل
کفارہ قسم کے بیان میں

کفارہ قسم میں تین چیزوں میں سے ایک چیز کا ادا کرنا واجب ہوتا ہے (اس ترتیب کے ساتھ) کہ اگر طاقت رکھتا ہو، تو ایک غلام جو کفارہ ظہار میں آزاد کیا جا سکتا ہے، کفارہ قسم میں بھی آزاد کرے یا دس مسکینوں کو ویسا ہی کھانا کھلا دے جیسا کفارہ ظہار میں

کھلایا جاتا ہے یا دس مسکینوں کو کپڑا پہنا دے اور کپڑا ایک دے یا زیادہ مگر کم از کم ایسا کپڑا دے جس میں نماز ادا کی جا سکے اور اس میں نماز ادا ہو جائے (فتاویٰ حاوی قدسی)

اور امام ابو حنیفہ رح اور امام محمد رح سے روایت ہے کہ ادنیٰ لباس کی مقدار یہ ہے کہ اس کے اکثر بدن کو چھپا دے حتیٰ کہ صرف ایک پاجامہ دیدینا کافی نہ ہوگا اور یہی قول صحیح ہے (ہدایہ) اور جب ان تینوں چیزوں میں سے کسی چیز کے دینے کی قدرت نہ ہو، تو مسلسل اور پے در پے تین روزے رکھے اور یہ کفارہ تنگدست کا کفارہ ہے اور بہتر کفارہ کفارۂ یسار (یعنی مال داری کا کفارہ) ہے اور اس کفارۂ یسار کے لئے فقط اتنی مال داری اور خوشحالی معتبر ہے کہ کفایت شعاری کے ساتھ رہنے کے بعد اس قدر بچتا ہو جس سے کفارۂ قسم ادا کر سکے (یعنی اس کفارہ یسار کے لئے نصاب زکوٰۃ کے مقدار کا مالک ہونا شرط نہیں ہے، مترجم) اور یہ قسم کفارۂ اعسار (تنگدستی) اس وقت ہے، جب قسم کھانے والے کے ملک میں وہ چیزیں نہ ہوں جن پر قرآن پاک میں حکم منصوص ہے یعنی غلام یا دس مسکین کو دینے کا غلہ، یا دس مسکینوں کو دینے کا کپڑا، پس اگر اس کی ملک میں ان منصوص علیہ چیزوں میں سے کوئی چیز ہو، مثلاً اس کی ملک میں غلام ہو یا طعام دس مسکین کی مقدار، یا کپڑا دس مسکینوں کو دینے کی مقدار ہو تو اس کو روزہ رکھنا جائز نہ ہوگا خواہ اس کے اوپر قرضہ ہو یا نہ ہو (سراج وہاج)، پھر محتاج ہونے اور خوشحال ہونے کا اعتبار ہمارے علماء کے نزدیک اس وقت کا ہے جس وقت کفارہ ادا کرنے کا ارادہ کر رہا ہے، پس اگر حانث ہونے کے وقت وہ خوشحال تھا پھر جب کفارہ دینے کا قصد کیا تو اس وقت تنگ دست ہو گیا تھا، ہمارے نزدیک اس کے حق میں روزہ رکھنا کافی ہوگا اور اگر اس کے برعکس ہو یعنی حانث ہونے کے وقت تنگدست تھا، پھر جب کفارہ ادا کرنے کا قصد کیا اور خوش حال ہو چکا تھا تو روزہ رکھنا کافی نہ ہوگا (فتح القدیر)

ادائیگی کفارہ کی مزید توضیح

اور یہ جو فرمایا ہے کہ خوش حال سے مراد یہاں یہ ہے کہ کفایت سے رہنے کے بعد کچھ زائد بچتا ہو، تو کفایت کی مقدار اور حد یہ ہے کہ رہنے کے مکان سے اور ستر پوشی کی مقدار اوسط درجہ کی پوشاک سے اور اوسط درجہ کے روزانہ کھانے کی چیزوں اور ضروریات سے کچھ فاضل بچتا ہو (قاضی خان)، اگر قسم کھانے والے کا مال غائب ہو یا لوگوں پر قرض ہو اور سر دست اس قدر نہ ملتا ہو کہ اس سے غلام آزاد کرے یا مسکینوں کو کپڑا پہنائے یا کھانا کھلائے تو روزے رکھ لینے کافی ہوں گے، امام محمد رحمۃ اللہ نے اسی طرح فرمایا ہے (نیز دیگر مشائخ نے بھی فرمایا ہے کہ دوسروں کے ذمہ اپنا قرض باقی ہونے کی صورت میں بھی کفارے میں روزے رکھ لینا جائز ہے امام محمد نے جواز کا حکم دیا ہے اور اس کی تاویل یہ ہے، کہ قرضہ تنگ دست لوگوں پر ہو جو ادا کرنے کی قدرت فی الفور نہ رکھتے ہوں اور اگر قرضہ مال داروں کے ذمہ ہو جو اس کے ادا کرنے پر قادر ہوں تو ان سے تقاضا کر کے وصول کرے اور کفایت یسار ادا کرے اور ایسی صورت میں کفارۂ اعسار یعنی روزے رکھنا کافی نہ ہوگا (ابن سماعہ عن محمد)

عورت کے کفارۂ قسم میں بھی مشائخ رح نے ایسا ہی فرمایا ہے کہ اگر عورت پر کفارۂ قسم لازم آجائے اور اس کے پاس کچھ مال نہ ہو، لیکن بذمہ شوہر مہر باقی ہو تو اس سے تقاضا کرے اگر دیدے تو روزے سے کفارہ ادا نہ کرے اور اگر روزوں سے ادا کرے گی تو ادا نہ ہوگا۔

اگر کسی شخص کے پاس مال ہو، لیکن دوسروں کا اس پر قرضہ بھی ہے تو قرضہ ادا کرنے کے بعد روزے سے کفارہ ادا کرنا جائز ہے (مبسوط) اور یہ ظاہر روایت ہے اور قرضہ ادا کرنے سے قبل روزہ سے کفارہ ادا کر دینا جائز ہے یا نہیں اس میں

مشائخ رحمہم نے اختلاف کیا ہے (محیط) اور اصح یہ ہے کہ اس صورت میں بھی روزہ سے ادا کر دینا جائز ہے (مبسوط)

ایک مسکین کے کپڑے کی مقدار چند مسکینوں کو دینے کا حکم

ایک مسکین کو جتنی مقدار کپڑے کی دینا ضروری ہے اگر اس کی نصف مقدار کپڑا پہنانے کی شکل سے کفارہ ادا ہونے کی نیت کر کے ایک ایک مسکین کو دیا یا ایک کفارہ کپڑے کی مقدار دس مسکینوں کو دیدیا تو کفارہ ادا نہ ہوگا ہاں اگر اس کپڑے کی قیمت اتنی زیادہ ہو کہ اس قیمت میں اتنی مقدار کھانے کی مل سکتی ہے، جتنی مقدار دس مسکینوں کو کافی ہو سکتی ہے اور کھانا کھلانے کی نیت سے بطور کفارہ طعام دیدیا تو ادا ہو جائے گا یا نہیں تو شیخ الاسلام خواہر زادہ نے فرمایا ہے کہ ظاہر روایت کے مطابق ہمارے اصحاب کے نزدیک ادا ہو جائے گا خواہ کپڑے کے بدلے کفارہ طعام سے ادا کرنے کی نیت کی ہو یا نہیں تو بعض مشائخ نے فرمایا ہے کہ،

کون کون کپڑے کفارہ میں کافی ہو سکتے ہیں اور کتنی مقدار ضروری ہے

ٹوپی اور موزہ کفارہ لباس میں دینا کافی نہیں ہے، لیکن اگر اس کی قیمت کفارہ طعام کی قیمت کے برابر ہے تو قیمت لگا کر کفارہ طعام میں دیدینا کافی ہو جائے گا اور کپڑے کی مقدار کفایت میں بھی قبضہ کرنے والے کی حالت کا اعتبار ہوتا ہے پس اگر وہ کپڑا قابض کے حال کے مناسب ہوگا یعنی اس کی ستر پوشی بطریق مناسب کر سکے گا تو ادا جائز ہو جائے گی ورنہ نہیں جائز ہوگی اور بعض مشائخ رحمہم نے فرمایا ہے کہ اوسط درجے کے لوگوں کے کپڑے کی مقدار میں ہو تو جائز ہے اور کم ہو تو جائز نہیں ہے اور شمس الائمہ سرخسی نے فرمایا ہے کہ یہ قول اشبہ بالصواب ہے یعنی صحت و ثواب کے زیادہ مشابہ ہے (خلاصہ) اور اگر مسکین کو عمامہ دیا اور اس قدر لمبا ہے کہ اس میں ایک قمیص اور ایک ازار دونوں ہو جائیں گی تو اس سے کفارہ لباس ادا ہو جائے گا اور اگر اتنا لمبا نہ ہو تو کفارہ لباس کی نیت سے کافی نہ ہوگا اور کفارہ ادا نہ ہوگا، اور طعام کی قیمت لگا کر کفارہ طعام کی نیت سے ادا کر دے اور قیمت اتنی ہو کہ جو کفارہ طعام میں کافی ہوتی ہے تو وہ کفارہ ادا ہو جائے گا (مبسوط) اگر دس مسکینوں کے درمیان ایک بیش قیمت کپڑا کم از کم ایسی قیمت کا دیا کہ ان سب کے اوسط درجہ کے لباس کی قیمت کے مثل یا اس سے بھی زیادہ قیمت کا ہے اور ہر ایک مسکین کو اس کے حصہ کے مطابق پہونچتا ہے جب بھی یہ ایک کپڑا ان سب کے کفارہ لباس میں کافی نہ ہوگا اس لئے کہ کپڑا کفارہ میں منصوص علیہ ہے، پس وہ اپنے ہی نفس اور نوع سے بدل نہ ہو سکے گا ہاں نوع لباس کے غیر کا، مثلاً نوع طعام و آزادی غلام کا بدل قیمت لگا کر ہو سکے گا لہٰذا اگر اس قیمتی کپڑے کی قیمت میں سے ہر ایک کے حصہ میں طعام کفارہ کی قیمت کے مثل یا اس سے زیادہ حصہ پہونچتا ہے تو کفارہ طعام کی نیت سے ادا کرنا صحیح ہو جائے گا اور اسی طرح اس کے برعکس بھی ہے کہ اگر ہر مسکین کو فقط ایک چوتھائی کا صاع گیہوں دیا جو پورے ایک صاع جھوہارے کی قیمت کے برابر ہے تو کفارہ طعام کی طور پر ادائیگی صحیح نہ ہوگی اور کفارہ ادا نہ ہوگا، ہاں اگر اس چہارم صاع کی قیمت ان کے لباس کی قیمت کے مثل یا زائد ہے تو کفارہ قسم ادا ہو جائے گا (بدائع)

جس شخص پر کفارہ قسم واجب ہے اگر اس نے ایک بیش قیمت پرانا کپڑا مسکین کو دیا تو مشائخ رحمہم نے فرمایا ہے کہ قیمت لگا کر قیمت کے عوض میں دینا جائز نہیں ہے بلکہ دیکھا جائے گا کہ نیا کپڑا جتنی مدت تک چلتا ہے اس کی نصف مدت سے زیادہ چلے گا تو جائز ہوگا ورنہ نہیں جائز نہ ہوگا، مثلاً نئے کپڑے سے چھ ماہ تک انتفاع ہو سکتا ہے اور اس سے چار ماہ تک انتفاع ہو سکتا ہے تو جائز ہے، (فتاویٰ قاضی خاں) اگر ایک ہی مسکین کو دس کپڑے ایک ہی دفعہ دیدیئے تو کفارہ ادا نہ ہوگا اور یہ دس مسکینوں کم

دیئے گئے حکم میں نہ ہوگا، جیسے ایک ہی مسکین کو ایک ہی دفعہ دس فطرہ کے برابر طعام دیدینا کافی نہیں ہوتا اور اگر دس روز تک روزانہ ایک ہی مسکین کو ایک ایک کپڑا دیا تو کافی ہو جائے گا اور کفارہ ادا ہو جائے گا جس طرح ایک ہی مسکین کو دس دن تک روزانہ ایک فطرہ کی مقدار دیتا رہا یا کھانا کھلاتا رہا اور ادا ہو جاتا ہے اور اگر دس مسکینوں کو ایک غلام مشترک طور پر دیدیا، یا کوئی چیز چوپایہ (جانور) جس کی قیمت دس مسکینوں کے کپڑے کی قیمت کے برابر ہو، یا دس مسکینوں کو کھانا کھلانے یا غلہ دینے کی قیمت کے برابر ہو تو بھی کفارہ ادا ہو جائے گا جس طرح نقد قیمت دینے سے ادا ہو جاتا ہے ہاں اگر جانور کی قیمت دس مسکینوں کے کپڑے یا غلہ یا کھانے کی قیمت کو نہ پہونچے تو کفارہ ادا نہ ہوگا۔

کفارہ ادا کرنے کے باوجود کفارہ ادا نہ ہونے کی صورتیں

اور اگر جانور یا غلام یا جانور یا کپڑا دینے کے بعد کسی شخص نے دعویٰ کردیا کہ یہ تو میرا ہے اور گواہوں سے اپنا مدعا ثابت کردیا اور حاکم وقت کے حکم سے وہ چیز اس مدعی کو مل گئی تو یہ کفارہ کا ادا نہ ہوگا بلکہ دوبارہ ازسرنو ادا کرنا ضروری ہوگا۔ اور اگر زید کی طرف سے عمر نے مثلاً زید کے حکم سے دس غریبوں کو کپڑا دیدیا تو زید کا کفارہ ادا ہوگیا خواہ عمر نے زید سے اس کی قیمت پایا ہو یا نہ پایا ہو۔ اور اگر بغیر حکم زید کے یا بغیر رضامندی کے دیدیا تو زید کی طرف سے ادا نہ ہوگا اسی طرح اگر کسی نے اپنے کفارہ میں میت کے لئے کفن دیدیا یا مسجد کی تعمیر میں دیدیا، یا میت کے قرض کی ادائیگی میں دیدیا یا غلام آزاد کرانے کیلئے غلام ہی کو دے دیا تو کفارہ ادا نہ ہوگا اور اگر کسی مسافر کو جس کا سامان سفر ختم ہوگیا تھا دیدیا تو کفارہ ادا ہو جائے گا اور اگر کسی شخص نے جس پر دو قسم کا کفارہ واجب تھا اس نے دس مسکینوں کو دونوں قسم کے کفارے میں دو دو کپڑے دیدیئے تو امام اعظم رح اور امام ابو یوسف رح کے قول کے مطابق ایک ہی قسم کی جانب سے ادا شمار ہوگا۔ اور اگر کسی شخص نے ایک مسکین کو کفارہ قسم میں لباس دیا، پھر وہ مسکین مرگیا اور اس کا ترکہ اسی دینے والے کو پہونچا اور ترکہ میں وہی اپنا دیا ہوا کپڑا ملا یا اس مسکین کی زندگی ہی میں اس سے خرید لیا یا اس مسکین نے خود ہی اسی دینے والے کو ہبہ کردیا، تو ان چیزوں سے اس کے کفارہ کی ادائیگی میں کوئی خرابی نہیں آئی اور کفارہ مذکور فاسد نہ ہوگا (مبسوط)

اگر کوئی شخص کفارہ قسم میں کھانا دینا تجویز کرے تو یہ دو طرح پر ہے ایک صورت کھانے کی تملیک کرنا ہے اور دوسری صورت کھانے کی اباحت کرنا ہے، پس تملیک اس طرح ہوگی کہ دس مسکینوں میں سے ہر ایک کو نصف نصف (یعنی پونے دو کلو) گیہوں یا اس کا آٹا یا اس کا ستو دیدے، یا ایک ایک صاع (یعنی ساڑھے تین کلو) جو یا جو کا آٹا ستو دیدے جس طرح صدقہ فطر میں دیتے ہیں، پس اگر اس صورت تملیک میں اس نے دس مسکینوں میں سے ہر ایک کو محض چوتھائی چوتھائی صاع گیہوں (یعنی پونے دو پونے دو کلو کا آٹا) دیا اور پھر بقیہ مقدار دوبارہ دینے میں ان مذکورہ مسکینوں کے بجائے دوسرے دس مسکینوں کو دیدیا تو کفارہ ادا نہ ہوگا بلکہ پھر سے ازسرنو پورا کفارہ دینا ہوگا ہاں اگر دوبارہ دینے میں بھی بقیہ مقدار ان ہی مسکینوں کو دیا جن کو پہلے دیا تھا تو ادا ہو جائے گا۔

اسی طرح اگر کسی نے وصیت کی کہ میرے کفارہ قسم میں میری طرف سے دس مسکینوں کو کھانا کھلایا جاوے اور وصی نے یعنی جس کو وصیت کی تھی اس نے صبح کو دس مسکینوں کو کھانا کھلایا پھر یہ مسکین دوبارہ شام کا کھانا کھانے سے قبل مرگئے تو دوبارہ ازسرنو دس مسکینوں کو کھانا کھلانا ضروری ہوگا ورنہ کفارہ ادا نہ ہوگا مگر اس صورت میں وصی ضامن نہ ہوگا، اگر کسی شخص نے اپنے کفارہ قسم میں ایک ہی مسکین کو پانچ صاع (۱۷½ کیلو) کے برابر گیہوں ایک ہی دن میں دیدیا تو کفارہ ادا نہ ہوگا ہاں اگر دس دن میں اسی ایک کو روزانہ نصف صاع گیہوں دیا تو ادا ہو جائے گا اور ایام کی تعداد مساکین کی تعداد کے قائم مقام

ہو جائے گی، اور اگر ایک مسکین کو نصف صاع گیہوں دیا اور دوسرے مسکین کو ایک صاع جو دیا مثلاً تو ظاہر روایت میں جائز ہوگا، اور اگر کسی شخص نے پانچ مسکینوں کو کھانا یا غلہ دیا اور پانچ مسکینوں کو کپڑا دیا تو اگر اس نے کھانا بطور تملیک دیا ہے (یعنی بٹھا کر محض پیٹ بھر کر کھلایا نہیں بلکہ اس کو کھانے بھر کی مقدار دیکر اس کو مالک بنا دیا کہ جو چاہو کرو کھاؤ یا لیجاؤ یا بیچ دو، جو چاہو کرو) یہ تملیک ہے تو کفارہ ادا ہو جائے گا اور کھانے اور کپڑے میں جو بیش قیمت ہوگا وہ دوسرے کم قیمت کا بدلہ قرار پاجائے گا چاہے کوئی سا بھی کم ہو یا زیادہ ہو اور اگر اس نے کھانا بطور اباحت دیا ہے (یعنی بٹھا کر محض کھلا دیا کہ جتنا چاہے کھالے مگر لیجا نہیں سکتا تو یہ اباحت ہے) تو اس صورت میں اگر کھانا کم قیمت ہے باعتبار کپڑے کے تو کفارہ ادا ہو جائے گا اور اگر اس کا بالعکس ہے تو ادا نہ ہوگا اس لئے کہ اس صورت میں محض کپڑے میں تملیک ہے اور وہ کم قیمت ہے وہ کھانے کا جس میں محض اباحت ہے اور بیش قیمت ہے اس کا قائم مقام نہیں ہو سکتا اور اس کا بدل قرار نہیں دیا جا سکتا اور جب کپڑے کی قیمت زیادہ ہو تو وہ قائم مقام اور بدل قرار پا سکتا ہے،

اور اگر کسی شخص نے کفارۂ قسم میں کھانا بطور اباحت کے کھلایا تو ہمارے نزدیک جائز ہے اور بطور اباحت کا مطلب ہے کہ صبح و شام دونوں وقت یا دو دن صبح صبح یا شام شام یا افطار و سحر دونوں میں بھر بھر پیٹ کھلائے، یعنی کہدے کہ بھر پیٹ کھالو، اور بہتر یہ ہے کہ روٹی کے ساتھ سالن یا کوئی ایسی چیز جو روٹی کے ساتھ کھائی جاتی ہو وہ بھی دے اور اس اباحت میں پیٹ بھر جانا معتبر ہے، کھانے کی مقدار کا اعتبار نہیں ہے، چنانچہ اگر دس مسکینوں کے سامنے تین ہی روٹیاں رکھیں اور سب اسی میں سیر و آسودہ ہو گئے تو یہ بھی درست ہے کفارہ ادا ہو جائے گا امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ سے اسی طرح مروی ہے، اور اگر ان دس میں سے کسی کا پیٹ پہلے سے بھرا ہوا ہو تو اس صورت میں اختلاف ہے، بعض فقہاء نے فرمایا کہ اگر پیٹ بھرنے کے باوجود بھی اس نے اسی مقدار کے قریب کھایا، جتنا اوروں نے کھایا ہے تو کفارہ ادا ہو گیا اور بعض نے فرمایا کہ ادا نہیں ہوا اس لئے کہ دس مسکینوں کا پیٹ بھر کھلانا واجب تھا اور یہ پایا نہیں گیا،

اور اگر دس مسکینوں کو صبح و شام سیر ہو کر کھلایا مگر ان میں سے ایک دودھ چھڑایا ہوا بچہ تھا تو جائز نہ ہوا اور واجب ہے کہ اس بچے کے بجائے کسی دوسرے مسکین کو کھلا دے (فتاویٰ قاضی خاں)، اور اگر دس مسکینوں کو روکھی روٹی بغیر سالن کے دی تو اگر روٹی گیہوں کی تھی جب تو جائز و کافی ہے اور اگر کسی دوسری چیز کی روٹی تھی تو کوئی سالن ضروری ہے اور اگر روٹی اور کھجور (رطب) یا ستو اور کھجور یا محض ستو کھلایا تو بھی کفارہ ادا ہو گیا بشرطیکہ اس دینے والے کے اہل و عیال کا بھی یہی کھانا ہو،

اور اگر کسی نے ایک مسکین کو دس دن تک دونوں وقت کھلایا تو کفارہ ادا ہو گیا اگرچہ کھانے والے نے روزانہ ایک ہی روٹی کھائی ہو اور اگر کسی نے صبح کو دس مسکینوں کو کھانا کھلایا پھر شام کو دوسرے دس مسکینوں کو ان مسکینوں کے علاوہ کھلایا تو یہ جائز نہیں اسی طرح اگر اس نے دس دن تک صبح کو ایک مسکین کو اور شام کو دوسرے مسکین کو کھلایا تو بھی جائز نہیں ان دونوں صورتوں میں کفارہ ادا نہ ہوگا،

اسی طرح اگر اس نے ایک مسکین کا حصہ دو یا زیادہ مسکینوں پر تقسیم کر دیا تو بھی جائز نہیں رہا، اگر کسی مسکین کو صبح کو کھانا کھلایا اور شام کے کھانے کے لئے اس کو پوری قیمت دیدی تو یہ کافی ہے اسی طرح اگر دس مسکینوں کے ساتھ کیا کہ صبح کے وقت پیٹ بھر کھانا کھلا دیا اور شام کے لئے قیمت دیدی تو یہ بھی جائز ہے اور اگر دس مسکینوں کو ایک وقت کھانا کھلایا اور دوسرے وقت کے لئے انہیں کو چوتھائی چوتھائی صاع گیہوں دیدیئے تو بھی کفارہ ادا ہو گیا اور ہشام رحمہ اللہ نے امام محمد رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ

اگر ایک مسکین کو بیس یوم تک صبح کو کھانا کھلایا یا رمضان میں بیس رات اس کو کھانا کھلایا تو بھی کفارہ ادا ہو گیا اور اگر کسی نے کفارۂ قسم میں روزے رکھے حالاں کہ اس کے ملک میں غلام تھا یا کھانا کھلانے کا مقدور تھا جس کو وہ بھول گیا تھا پھر روزے رکھنے کے بعد اس کو یاد آیا تو بالاجماع اس کے کفارے کے واسطے یہ روزے کافی نہ ہوں گے (سراج وہاج)

اور اگر کسی نے پانچ مسکینوں کو کھانا کھلایا پھر وہ غریب فقیر ہو گیا تو اس پر واجب ہو گا کہ اگر روزے سے کفارہ ادا کرنا چاہے، تو از سر نو تین روزوں سے کفارہ ادا کرے (مبسوط)

اور اگر کسی نے دس مسکینوں میں سے ہر ایک کو چوتھائی چوتھائی صاع (یعنی پونے دو کیلو کا آدھا آدھا) گیہوں اپنے کفارۂ قسم میں دیئے تھے کہ یہ مسکین خود مال دار (غنی) ہو گئے پھر اس کے بعد فقیر بھی ہو گئے، پھر ان کو اس نے بقیہ چوتھائی چوتھائی صاع گیہوں کے دیئے تو امام ابو یوسف رحمۃ اللہ سے منقول ہے کہ یہ کفارہ جائز نہ ہوا، جیسے کسی مکاتب کو چوتھائی صاع دیا اور پھر وہ عاجز ہو کر رقیق قرار دیدیا گیا، پھر دوبارہ مکاتب بنا دیا گیا، پھر اس شخص نے اسی کو بقیہ چہارم صاع دیا تو ادائیگی کفارہ کے لئے یہ کافی نہ ہوگا (قاضی خاں)

اور اگر کسی شخص نے اپنی کئی قسموں کے کفارے میں سے دس مسکینوں کو ہزار ہزار سیر گیہوں ایک بارگی دیدیئے تو امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف رحمہما اللہ کے نزدیک یہ سب ایک ہی قسم کے کفارہ میں شمار ہوں گے اور ایک ہی قسم کا کفارہ ادا ہو گا (اور بقیہ قسموں کا کفارہ پھر سے دینا ہو گا) (خلاصہ) جس کے ذمہ کفارۂ قسم لازم ہے اگر اس نے پانچ صاع گیہوں یعنی دس مسکینوں کے دیئے کی پوری مقدار دس مسکینوں کے سامنے مشترک طور پر رکھی اور ان مسکینوں نے آپس میں چھینا جھپٹی کر کے لوٹ لیا تو فقط ایک ہی مسکین کی طرف سے کافی ہو گا (یعنی) تو مسکینوں کو پھر دینا اس کے ذمہ لازم رہا (ظہیریہ)

کفارے کے مصرف

اور جن لوگوں کو زکوٰۃ دینی جائز نہیں ان کو کفارہ بھی دینا جائز نہیں، جیسے ماں باپ اور ان کے اوپر کے سارے اصول براہ راست، اور اولاد صلبی اور ان کے نیچے کے ساری اولاد براہِ راست، ہاں ذمی فقیروں کو بخلاف زکوٰۃ کے دینا جائز ہے اور یہ قول طرفین کا یعنی امام اعظم رہ اور امام محمد رہ کا ہے اور حربی فقیروں کو یعنی دار الحرب میں رہنے والے فقیروں کو بالاجماع دینا جائز نہیں ہے (سراج وہاج) اور کفارہ سے قسم کا روزہ ایام تشریق میں رکھنا جائز نہیں ہے (مبسوط)

اگر کسی تنگدست نے کفارہ کا روزہ رکھنا شروع کیا اور ابھی فقط دو روزے رکھے تھے کہ بیمار ہو گیا اور بقیہ روزہ نہ رکھ سکا، پھر از سر نو روزے رکھے، اسی طرح اگر کسی عورت کو تین روزے پورے کرنے سے پہلے حیض آ گئے پھر از سر نو بعد حیض کے رکھے (ظہیریہ)

ادائیگی کفارہ کی بعض تفصیل

اگر کسی شخص پر متعدد اور متفرق قسموں کے کفارے واجب الادا اور لازم تھے اور اس نے ان سب کے مقدار کے مطابق غلام آزاد کر دیئے، مثلاً دس کفارے لازم تھے اور اس نے دس غلام آزاد کر دیئے، اور غلاموں کو الگ الگ ایک ایک قسم کے ساتھ معین نہیں کیا، بلکہ مجملاً سب غلاموں کو سب کفاروں کے بدلہ میں آزاد کر دیا تو بھی استحساناً سب قسموں کے کفارے ادا ہو جائیں گے، اور اسی طرح اگر ان قسموں میں سے ایک کی طرف سے غلام آزاد کیا اور دوسری میں کھانا دیا اور تیسری میں کپڑا دیا جب بھی استحساناً درست ہے اس لئے کہ ان تینوں اقسام میں سے ہر ایک سے کفارہ مطلقاً ادا ہو جاتا ہے اس لئے اگر الگ الگ تعیین نہیں کیا ہے، جب بھی ادا ہو جائے گا اور حکم سب

میں یکساں ہوگا، اور غلام جب تک آزاد نہ ہو جائے اس کی کھائی ہوئی قسم کا کفارہ روزہ متعین ہے حتیٰ کہ اگر اس کے آقا نے اس کی طرف سے کھانا کھلا دیا یا کپڑا دیدیا، یا غلام آزاد کر دیا تو یہ کافی نہ ہوگا اور کفارہ ادا نہ ہوگا (مبسوط)

اسی طرح اگر غلام نے خود مالک کی اجازت سے مالک کے مال سے کفارہ ادا کر دیا جب بھی ادا نہ ہوگا (سراجیہ) اور اس حکم میں مکاتب[1]، مدبر[2]، ام ولد[3] سب کامل غلام کے حکم میں ہیں اور جو غلام سعایت[4] کرتا ہو وہ بھی امام صاحب کے نزدیک اس حکم میں داخل ہے اس لئے کہ وہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اسی حکم میں داخل ہے اس لئے کہ وہ بھی امام صاحب کے نزدیک مکاتب ہی کے مثل ہے،

اور اگر کسی نے کفارے میں دو روزے رکھے اور پھر تیسرے دن اس کو اتنا مل گیا کہ وہ کھانے یا کپڑے سے کفارہ ادا کر سکتا ہے، تو اب روزہ سے ادا کرنا اس کو جائز نہ رہے گا، بلکہ اس پر واجب ہو جائیگا کہ کھانے سے یا کپڑا پہنانے سے کفارہ ادا کرے، اگر کسی تنگدست شخص نے کفارے کے دو روزے رکھکر تیسرے دن اتنا مال پا لیا کہ اس سے غلام آزاد کر سکتا ہے تو اب مال سے کفارہ ادا کرنا ضروری ہے اور بہتر ہے کہ اس تیسرے دن کا روزہ نہ توڑے اس کو بھی پورا کرلے، لیکن اگر توڑ دے گا تو قضا لازم نہ ہوگی (مبسوط)

اگر کوئی تنگدست عورت کفارہ قسم روزے سے ادا کرنا چاہے، تو اس کے شوہر کو اختیار ہے کہ روزہ رکھنے سے منع کرے، (جوہرہ نیرہ) اگر کسی غلام نے کفارہ قسم میں روزے رکھنے شروع کئے، پھر تین روزے پورے کرنے سے قبل آزاد کر دیا گیا اور اس نے کفارہ ادا کرنے کی مقدار مال پا لیا تو اب اس کو یہ روزے کافی نہ ہوں گے (بلکہ مال سے کفارہ ادا کرنا ضروری ہو جائے گا) اگر کسی فقیر نے دو قسموں کے کفارے میں چھ روزے رکھے، تو اگرچہ دونوں کفاروں میں الگ الگ تین دن کی تعیین نہیں کی جب بھی دونوں کے کفارے ادا ہو جائیں گے اور اگر اس فقیر کے پاس ایک کفارہ دینے کی مقدار کھانا موجود ہے اور اس نے روزے سے کفارہ ادا کیا پھر دوسرے کفارے میں کھانا دیا تو یہ جائز نہ ہوگا اور کھانے سے وہ کفارہ ادا کرنے کے بعد دوبارہ پھر روزوں سے اس پہلے کفارہ کا اعادہ کرنا ضروری ہوگا، کسی شخص کا کسی دوسرے کی جانب سے روزہ رکھنا خواہ وہ زندہ ہو یا مر چکا ہو، خواہ کفارہ میں رکھتا ہو یا غیر کفارہ میں رکھتا ہو جائز نہیں ہے (مبسوط للسرخسی)

اگر کسی شخص پر کفارہ قسم واجب ہوا اور وہ اس قدر مال نہ پاوے کہ غلام آزاد کر دے یا کپڑا پہنا دے یا کھانا کھلا دے اور وہ خود اس قدر بوڑھا ہے کہ روزہ بھی ادا کرنے کی طاقت نہیں ہے اور نہ قوت لوٹنے کی امید ہی ہے اور لوگوں نے چاہا کہ اس کی طرف سے روزہ کے عوض ایک مسکین کو کھانا دیدیں، یا وہ اسی طرح ایک مسکین کو کھانا دیدینے کی وصیت کر کے مر جائے تو یہ جائز نہیں ہوگا اور اس طرح کفارہ ادا نہ ہوگا ہاں اگر وہ خود دس مسکینوں کو کھانا کھلا دے یا دس مسکینوں کو کھانا دینے کی وصیت کر جائے تو درست ہوگا، اور اگر اس نے وصیت نہیں کی تھی اور لوگوں نے خود چاہا کہ اس کی طرف سے کفارہ

---

[1] مکاتب وہ غلام جس کو اس کے آقا نے کہدیا ہے کہ تم اتنے روپے مثلاً اپنی غلامی کے عوض میں مجھے اتنے دنوں میں دیدو تو تم آزاد ہو [2] مدبر وہ غلام ہے جس کو اس کے آقا نے کہدیا ہو کہ تم میرے مرنے کے بعد آزاد ہو [3] ام ولد وہ لونڈی جس کو اس کے آقا کے نطفہ سے بچہ پیدا ہو چکا ہو [4] سعایت مثلاً کسی غلام کا جب کوئی جزو آزاد ہو جائے اور بقیہ اجزاء غلامی کے لئے وہ کوشش و سعی کر کے کما کر کے کسب کر کے بدلہ ادا کر دے تو اسی کو سعایت کہتے ہیں ۱۲ منہ،

دیدیں، تو دس مسکینوں کو کھانا یا کپڑا دینا کافی نہ ہوگا، اور یہ جائز نہ ہوگا کہ کوئی دوسرا اس کی طرف سے غلام آزاد کرکے ادا کردے (سراج وہاج)، اگر کسی شخص نے اپنا غلام کو کفارہ قسم میں آزاد کیا نیت فقط دل میں کرلی اور زبان سے کفارہ میں آزاد کرنا نہیں، بلکہ زبان سے فقط آزاد کرنا کہا جب بھی کفارہ ادا ہو گیا (مبسوط)

اگر کسی شخص نے قسم کھائی کہ ایسا نہیں کروں گا، پھر بھول گیا کہ میں نے کسی چیز کی قسم کھائی تھی خواہ طلاق کی یا روزہ یا کسی اور چیز کی تو مشائخ نے فرمایا ہے کہ جب تک اس کو یاد نہ آوے اس پر کوئی مواخذہ نہیں ہے (قاضی خاں) اور یاد آنے پر یہ تفصیل ہے کہ اگر یاد آیا کہ اس نے اللہ کی یا طلاق کی قسم کھائی تھی تو یاد آنے پر اس کا حکم متوجہ ہوگا اور اگر روزہ کی یا نماز کی قسم کھائی تھی، تو جب تک نذر ماننا یاد نہ پڑے کوئی مواخذہ یا وزر نہ ہوگا (مترجم)

شیخ محمد بن شجاع سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے طلاق کی قسم کھائی تھی اتنا تو اس کو یاد ہے، لیکن یہ یاد نہیں کہ قسم کے وقت بالغ تھا یا نہیں تو جواب دیا کہ جب تک یہ بھی یاد نہ آجائے کہ جس وقت قسم کھائی تھی اس وقت بالغ بھی تھا کوئی کفارہ وغیرہ اس پر واجب نہ ہوگا،

زید نے عمر کی بیوی کو زنا کی تہمت لگائی اس پر عمر نے کہا کہ وہ تین طلاق سے مطلقہ ہے اگر آج کے دن اس کا زنا کرنا ظاہر و ثابت نہ ہوا اور سارا دن گزر گیا اور اس کا زنا کرانا ظاہر نہ ہوا تو طلاق واقع ہو جائے گی اور ظاہر ہونے کی فقط چار مرد زنا کی گواہی دیں یا وہ عورت خود اقرار کرے،

اگر کوئی شخص اپنی بیوی کا کپڑا لے کر رنگریز کے پاس رنگوانے کے لیے لے گیا اور بیوی نے یہ کہا کہ تم اس کو بیچنے کے لئے لے گئے تھے، اس پر شوہر کو غصہ آگیا اور کہا کہ اگر میں نے اس کو رنگ دیا تو تجھ کو طلاق ہے، پھر رنگریز نے اس کے بعد اس کو رنگ دیا تو یہ قسم کھانے والا حانث نہ ہوگا یعنی اس کی بیوی پر طلاق واقع نہ ہوگی (ظہیریہ) اگر کسی شخص پر کفارہ قسم لازم تھا اور وہ اسی حالت میں مر گیا یا قتل کر دیا گیا تو کفارہ مذکور ساقط نہ ہوگا اور کفارہ ظہار کا بھی یہی حکم ہے، فقیہ ابو بکر بلخیؒ سے اسی طرح منقول ہے، اور فقیہ ابو اللیث سمرقندی رح نے فرمایا کہ کفارہ ظہار ساقط ہو جائے گا بخلاف کفارہ قسم کے کہ یہ ساقط نہ ہوگا (محیط)، اگر کسی شخص نے حانث ہونے سے ہی قبل کفارہ ادا کر دیا تو یہ کافی نہ ہوگا، لیکن اس دیئے ہوئے کفارے کو مسکین سے واپس نہیں لے سکتا، کیوں کہ یہ صدقہ ہو چکا ہے (ہدایہ)

مسائل نذر کے کچھ ملحقات و متصلات

اگر کسی شخص نے نذر مطلق[1] باندھی تو اس پر اس کا پورا کرنا واجب ہو گیا (ہدایہ) اگر کسی شخص نے کہا کہ اگر میں ایسا کروں تو مجھ پر حج یا عمرہ، یا نماز، یا روزہ یا صدقہ وغیرہ کوئی چیز مثل عبادت کے واجب ہے پھر اس نے وہ کام کر لیا تو وہ چیز جو اس نے اپنے اوپر واجب کر لی تھی واجب ہو گئی، اور اس صورت میں ہمارے نزدیک ظاہر الروایۃ کے موافق اس پر کفارہ قسم واجب ہوگا

[1] نذر مطلق۔ وہ نذر جو کسی معین وقت کے ساتھ مقید نہ ہو، مثلاً اس طرح نذر کرے کہ اگر میرا فلاں کام ہو گیا تو میں ایک روزہ رکھوں گا یہ نہیں کہا کہ فلاں دن یا فلاں تاریخ یا فلاں مہینہ میں رکھوں گا، ۱۲ منہ

اور امام محمد رحمۃ اللہ سے مروی ہے کہ جس شخص نے کسی ایسی شرط پر نذر کو معلق کیا جس کا واقع ہونا مقصود بنانا ہے، جیسے اس طرح کہے کہ یا اللہ میرے اس مریض کو شفا دیدے یا میرے غائب کو واپس بھیجدے تو میں پندرہ فقیروں کا کھلاؤں گا، تو ایسی صورت میں کفارہ دیکر قسم سے باہر ہو جانا جائز نہیں ہو سکتا (مبسوط)، بلکہ جو چیز بیان کی ہے اسی کا پورا کرنا اس پر واجب ہوگا (قاضی خان)، اور اگر ایسی شرط پر نذر کو معلق کیا ہے جس کو مقصود نہیں بنایا ہو جیسے گھر میں داخل ہونا وغیرہ تو ایسی صورت میں اس کو اختیار ہے کہ اگر چاہے تو کفارۂ قسم دیکر قسم سے باہر ہو جائے اور اگر چاہے تو بعینہٖ وہی کام کرے جس کو اپنے اوپر لازم کیا ہے اور شیخ اسماعیل زاہد رح اسی قول پر فتوی دیتے تھے اور شیخ مؤلف رح فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک بھی یہی قول پسندیدہ و مختار ہے (مبسوط)، اور یہ تفصیل ہی صحیح ہے (ہدایہ)۔

اور اگر کوئی شخص کہے کہ اللہ کے واسطے مجھ پر نماز واجب ہے تو اس پر دو رکعتیں واجب ہو جائیں گی اور اسی طرح اگر یہ کہے کہ اللہ کے واسطے مجھ پر نماز واجب ہے میں نماز پڑھوں یا یہ کہے کہ آدھی رکعت پڑھوں ہر صورت میں یہی حکم ہے کہ دو رکعت واجب ہوں گی اور اگر تین رکعت کہے تو چار رکعتیں واجب ہوں گی (فتاویٰ حاوی قدسی)

اور اگر اس طرح نذر کی کہ مجھ پر نماز بغیر وضو کے واجب ہے تو کچھ واجب ہوگا اور اگر اس طرح نذر کی کہ نماز بغیر قرأت کے یا ننگے بدن پڑھے گا تو اس پر نماز (بقاعدۂ شرع) واجب ہو جائے گی اور اگر اس طرح نذر مانے کہ فریضۂ ظہر آٹھ رکعت پڑھوں گا۔ یا اس طرح نذر کرے کہ اگر خدا مجھے دو سو روپے عطا فرمائے تو دس روپے زکوٰۃ کے مجھ پر واجب ہیں، تو ان صورتوں میں ظہر کی فقط چار رکعتیں اور زکوٰۃ کے فقط پانچ روپے واجب ہوں گے (محیط سرخسی)

اور اگر کسی نے خاص جگہ روزے رکھنے یا نماز پڑھنے کی نذر مانی تو ہمارے اصحاب نے اس مسئلہ میں اختلاف کیا ہے امام اعظم رح اور امام محمد رح نے فرمایا کہ اس کو اختیار ہے کہ جہاں چاہے نماز پڑھ لے یا روزہ رکھ لے ہر صورت کافی ہے (سراج وہاج)، اور اگر کسی خاص وقت کی تخصیص کی مثلاً اس طرح کہا کہ کل کے دن نماز پڑھوں گا، پھر آج ہی پڑھ دی تو امام اعظم رح و امام ابو یوسف رح کے نزدیک نذر ادا ہو گئی، اور اگر نذر کی کہ کل کے دن روپے صدقے کروں گا اور آج ہی کے دن روپے صدقہ کر دیا تو بالاتفاق کافی ہے (حاوی قدسی)

اگر کسی شخص نے نذر میں اپنے اوپر اس مقدار سے زائد صدقہ کرنا واجب کر لیا جتنی مقدار اس کی ملک میں ہے تو قول مختار میں فقط اسی قدر صدقہ کرنا واجب ہوگا جتنا اس کی ملک میں ہوگا چنانچہ اگر کسی نے کہدیا کہ اگر میں نے ایسا کام کیا تو مجھ پر ہزار روپے کا صدقہ کرنا واجب ہے اور حال یہ ہے کہ اس کے پاس فقط سو روپے ہیں تو فقط سو ہی روپیہ صدقہ کرنا واجب ہوں گے (ذخیرہ کردری)، حتیٰ کہ اگر اس کے پاس سو روپے کا مال و اسباب ہے تو فروخت کر کے اس کو صدقہ کرنا واجب ہوگا اور اگر فقط دس روپے ہے تو فقط دس روپے صدقہ کرے اور اگر اس کے پاس کچھ نہیں ہے تو کچھ بھی صدقہ کرنا واجب ہوگا (قاضی خاں)، اور اگر اس طرح کہا کہ اللہ کے واسطے مجھ پر واجب ہے کہ یہ بکری ہدیؔ بھیجوں یعنی حج میں قربانی بنا کر بھیجوں حالاں کہ وہ بکری اس کی نہیں تھی، بلکہ دوسرے کی ملک تھی تو یہ نذر صحیح نہ ہوگی اور اس پر لازم بھی نہ ہوگا ہاں اگر اس نے اس جملہ سے قسم کی نیت کی ہو تو قسم منعقد و لازم ہو جائے گی اور اگر حانث ہونے کی صورت میں

لہ ہدی وہ جانور جس کو حرم کے اندر ایام حج میں قربانی کی نیت سے بھیجا جائے ۱۲ منہ

اس پر کفارۂ قسم لازم آجائے گا اور اگر اس طرح کہا کہ واللہ ضرور یہ بکری زمانۂ حج میں حرم میں قربانی کے لئے بھیجوں گا تو قسم ضرور منعقد ہو جائے گی (محیط) اور اسی طرح اگر عربی زبان میں کہے لاہدین ہذہ الشاۃ یعنی لام قسم اور نون تاکید کے ساتھ کہے تو بھی قسم منعقد ہو جائے گی (دجیز ملکر دری)

گناہ کی چیزوں پر نذر ماننے کا حکم یعنی نذر معصیت کا حکم

اور اگر ایسی چیز کی نذر مانی جو معصیت وگناہ ہے تو یہ نذر درست نہیں ہو گی البتہ اس کا کفارہ لازم ہو گا اور اگر اپنے لڑکے کے ذبح کرنے کی نذر مانی تو اس نذر میں اس پر استحساناً بکری کا ذبح کرنا لازم ہو گا، اور اگر لڑکے کو قتل کرنے کی نذر کی تو یہ نذر صحیح نہ ہو گی (اس لئے کہ بجز معصیت کے کوئی پہلو تقرب نیکی کا اس پر نہیں ہو سکتا بخلاف ذبح ولد کے لئے مترجم) اور اگر غلام کو ذبح کرنے کی نذر کی تو امام محمد رحمۃ اللہ کے نزدیک یہ نذر صحیح ہو جائے گی اور شیخین رح کے نزدیک صحیح نہ ہو گی اور اگر ماں باپ کے ذبح کرنے کی نذر مانی تو اس میں امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ سے دو روایتیں ہیں ان میں صحیح روایت یہ ہے کہ نذر صحیح نہ ہو گی (محیط سرخسی) اور اگر اپنے پوتے کو ذبح کرنے کی نذر مانی تو امام صاحب رح کی دو روایتوں میں سے اظہر روایت یہ ہے کہ اس پر کچھ لازم نہ ہو گا، اور اگر نذر کے ساتھ قسم بھی کھائی ایسی چیز پر جو گناہ اور معصیت کی چیز نہیں ہے تو اس صورت میں اس نے جس چیز کی نیت کی ہے اس کی ادائیگی واجب ہو گی مثلاً حج کی نیت کی یا عمرہ کی پورا کرنا لازم ہو گا اور اگر کسی چیز کی نیت نہ کی ہو تو کفارۂ قسم واجب ہو گا اسی طرح اگر نذر کے ساتھ کسی معصیت وگناہ پر قسم کھائی ہے، تو بھی فقط کفارۂ قسم واجب ہو گا، اور اگر نذر کیساتھ قسم کھائی اور نیت میں مثلاً روزہ رکھنے کی نیت ہے، لیکن کسی عدد وگنتی کی نیت نہیں ہے یعنی نیت میں یہ نہیں ہے کہ اتنے روزے رکھوں گا تو حانث ہونے میں اس پر تین دن کے روزے رکھنے واجب ہوں گے اسی طرح اگر نیت میں فقط صدقہ ہے مگر کسی مقدار کی نیت نہیں ہے، تو کم سے کم اس پر دس مسکین کا کھانا فی مسکین نصف صاع گیہوں دیا اس کی قیمت) ادا کرنا واجب ہو گا (مبسوط) اگر کسی شخص نے (مثلاً فارسی میں اتنا) کہا کہ ہزار درہم[1] از مال من بدرویشاں داداہ (اور آگے یہ کہنا چاہتا تھا کہ اگر ایں چنیں کنم) مگر کسی نے اس کا منہ بند کر دیا کہ احتیاطاً صدقہ کر دے اور اگر اس صورت میں طلاق یا عتاق (غلام کا آزاد کرنا) کی نذر کی یا قسم ہو تو یہ دونوں واقع نہ ہوں گے اور اگر کوئی شخص یہ کہے کہ اگر میں کسی کے مال کی یا جان کی کفالت کروں یعنی کسی کے مال یا جان کا کفیل بنوں تو مجھ پر اتنے پیسے صدقہ کرنا واجب ہے، پھر اس نے مال کی یا جان کی کفالت کر لی تو اس پر اتنے پیسوں کا جتنی نیت میں مقصود تھا صدقہ کرنا واجب ہو گا اور اگر اس طرح کہا تھا کہ تو مجھ پر پیسہ صدقہ کرنا واجب ہے، تو فقط ایک روپیہ صدقہ کرنا واجب ہو گا،

کسی خاص شہر کے فقراء پر صدقہ کرنے کی یا کسی خاص جہت ونوع پہ نذر کی تو اس کا حکم

اور اگر کسی نے کہا کہ اگر میں ایسا کروں تو میرا مال فقراء مکہ پر صدقہ ہے اور پھر اس نے وہ کام کر لیا (حانث ہو گیا) اور اس نے فقراء بلخ یا کسی بھی شہر کے فقیروں پر صدقہ کر دیا تو یہ صدقہ معتبر ہو گا اور وہ شخص نذر سے بری

[1] قولہ ہزار درہم الخ یعنی ابھی صرف اتنا کہنے پایا تھا کہ ہزار روپے میرے مال سے فقیروں کو اچانک کسی نے اس کا منہ بند کر دیا اور آگے کچھ نہ کہہ سکا حالانکہ پوری بات اس طرح کہنا چاہتا تھا کہ ہزار روپے میرے مال سے فقیروں کو دے دیئے جائیں گا اگر میں ایسا کام کروں مگر منہ بند ہونے کی وجہ سے

ہو جائے گا اسی طرح اگر کسی شخص نے کہا کہ اگر میں نے اس غم سے نجات پائی جس میں مبتلا ہوں تو مجھ پر واجب ہے کہ میں دس روپے نکال کر روٹیاں صدقہ کروں گا، پھر غم سے نجات پانے پر اس نے دس روپیہ کی روٹیاں صدقہ کر دیں یا ان روٹیوں کی قیمت دس روپے ہی صدقہ کر دیئے ہر طرح درست ہے قسم پوری ہو جائے گی۔

اگر کسی شخص نے کہا کہ اگر میں نے اپنی لڑکی کا نکاح کر دیا تو ہزار روپے میرے مال سے صدقہ ہیں ہر مسکین کو ایک روپیہ، پھر اس کے بعد اپنی لڑکی کا نکاح کر دیا اور ہزار روپے ایک بارگی ایک ہی مسکین کو دیدیا تو یہ بھی جائز ہے قسم ادا ہو گئی اور اگر کسی شخص نے کہا کہ اگر میں اپنے اس مرض سے اچھا ہو گیا تو ایک بکری ذبح کروں گا پھر اچھا ہو گیا تو اس پر کچھ لازم نہ ہوگا ہاں اگر اس طرح کہے کہ اگر میں اس مرض سے اچھا ہو گیا تو مجھ پر اللہ کے واسطے ایک بکری ذبح کرنا واجب ہو گی تو ذبح کرنا واجب ہے تو ذبح کرنا واجب ہوگا، اگر کسی شخص نے کہا کہ میرے پاس ہزار روپے پونجی (یعنی بہت راس المال ہے) اگر میں نے اپنے راس المال (پونجی) سے تجارت کی اور اس میں مجھے اللہ نے نفع دیا تو میں اللہ کے واسطے حج کرنے جاؤں گا پھر اس نے تجارت کی مگر اس میں کچھ زیادہ نفع نہیں ہوا (یعنی اتنا نفع نہیں ہوا کہ اس نفع سے حج کر سکے) تو مشائخ رحمہم اللہ نے فرمایا ہے کہ اس نذر سے اس پر کچھ لازم نہ ہوگا،

اگر کسی شخص نے کہا کہ اگر میں نے ایسا کر لیا تو مجھ پر اللہ کے واسطے واجب ہے کہ میں قرابت داروں کی دعوت کروں، پھر حانث ہو گیا (یعنی اس کام کا ارتکاب کر لیا) تو اس پر کچھ واجب نہ ہوگا اور اگر اس طرح کہا تھا کہ مجھ پر اللہ کے واسطے ایسا یا اتنا اتنا کھانا دینا واجب ہے تو اس پر یہ کہا ہوا پورا کرنا لازم آجائے گا، اور اگر کوئی شخص اس طرح کہے کہ میرا مال مساکین کو ہبہ ہے تو یہ قسم نہیں ہو گی ہاں اگر صدقہ کی نیت سے کہے تو یہ صحیح ہوگا (اور دینا واجب ہوگا) (قاضی خاں)

اگر کسی شخص نے کہا کہ اگر اللہ تعالیٰ مجھ کو موافق بیوی نصیب فرمائیں تو ہر جمعرات کو مجھ پر اللہ کے واسطے روزہ رکھنا واجب ہے تو مشائخ رحمہم اللہ نے فرمایا ہے کہ ایسی بیوی مراد لی جائے گی کہ جو نفقہ یہ شخص اس کو دے وہ اس پر راضی و قانع رہے (مزید کا مطالبہ نہ کرے) اور یہ شخص جو جسمانی نفع اس بیوی سے چاہے حاصل کرے اس کو دریغ اور اعتراض نہ ہو (وجیز کردری) (لہٰذا ایسی بیوی مل جانے پر ہر جمعرات کو روزہ رکھنا اس پر واجب ہو جائے گا (مترجم) اگر کسی شخص نے نذر مانی کہ وہ ایک اشرفی (مثلاً) مال داروں کو صدقہ کرے گا تو یہ نذر صحیح نہ ہوگی اور بعض فقہاء رحمہم اللہ نے فرمایا ہے کہ اگر اس نے ابن سبیل[1] اغنیاء کو مراد لیا ہے تو یہ نذر صحیح ہو جائے گی (جواہر اخلاطی)

وجوب کفارہ کی مختلف صورتیں

اگر کسی نے نذر مانی کہ اللہ کے واسطے مجھ پر مسکینوں کا کھانا کھلانا ہے تو جتنے مسکینوں کی اور جتنے کھانے کی اس کی نیت رہی ہو گی اتنا ہی اس پر واجب ہوگا، اور کچھ نیت نہ رہی ہو تو دس مسکینوں کے لئے فی مسکین نصف صاع گیہوں دینا اس کی قیمت دینا واجب ہوگا (مبسوط) اور اگر یہ کہا کہ اللہ کے واسطے مجھ پر مسکین کا کھانا ہے تو استحساناً اس پر نصف صاع گیہوں یا ایک صاع چھوہارہ یا جو دینا واجب ہوگا اور اگر کہا کہ اللہ کے واسطے مجھ پر دس مسکینوں کا کھانا ہے اور کھانے کی مقدار نہ بیان کی پھر پانچ مسکینوں کو کھلا دیا تو یہ جائز نہ ہوگا (بلکہ دس مسکینوں کو پیٹ بھر اس صورت میں کھلانا ضروری ہوگا (مترجم) اور اگر اس طرح کہا کہ اللہ کے واسطے مجھ

لہ۔ قولہ ابن سبیل اغنیاء، اس سے وہ مال دار مراد ہے جو سفر میں ہو اور اس کا توشہ و زاد راہ سب ختم ہو گیا یا چوری یا ضائع ہو گیا اور بروقت مفلس ہو گیا۔

پر اس مسکینوں کو اتنی مقدار طعام کی دینا واجب ہے اور پھر اگرچہ دوسرے مسکین کو یہ مقدار مذکور طعام کی دیدیا جب بھی یہ نذر ادا ہو جائے گی اور اگر اس طرح کہا کہ اللہ کے واسطے مجھ پر اس مسکین کو کوئی چیز کھلانا واجب ہے اور اس چیز کو متعین نہیں کیا، تو اس صورت میں اسی نامزد مسکین کو بخلاف پہلی شکل کے کچھ کھلانا واجب ہو گا اور اگر اس طرح کہے کہ اللہ کے واسطے مجھ پر دس مسکین کا طعام (کھانا) واجب ہے اور نیت میں یہ نہ ہو کہ دس مسکینوں کی تعداد پوری کرونگا بلکہ نیت میں یہ ہو کہ کسی بھی مسکین کو اتنی مقدار دوں گا جو دس مسکینوں کو کافی ہوتا ہے تو اس صورت میں فقط ایک ہی مسکین کو دیدینا کافی ہو جائے گا، اور اگر اس طرح کہا کہ اس کے واسطے مجھ پر کھانا دینا دس کو واجب ہے تو یہ قسم اس وقت تک ادا نہ ہوگی جب تک دس مسکینوں کو نہ کھلادے یہ سب جزئیات الله الملتقی میں محیط سے منقول ہیں،

اور اگر کسی شخص نے ہزار مسکین پر صدقہ کرنے کی نذر مانی پھر اس نے جو مقدار ہزار مسکین کو دینے کے لئے اپنے اوپر واجب کی تھی، وہ سب مقدار ایک ہی مسکین کو دیدیا تو عہدہ سے بری ہو جائے گا (یعنی یہ شکل بھی کافی ہو جائے گی (تاتارخانیہ میں تجدید یہ جزئیہ منقول ہے) پھر اگر کوئی معین روپیہ صدقہ میں دینے کی نذر کی پھر دوسرا روپیہ اس نذر میں صدقہ کر دیا تو بھی کافی ہووے گا (فتح القدیر) اور اگر کسی نے یہ کہا کہ مجھ پر اللہ کے واسطے واجب ہے کہ اس غلام کو آزاد کروں اور وہ غلام اس کی ملک میں ہے، تو اس پر واجب ہے کہ یہ نذر اسی طرح پوری کرے یعنی اس معین اور نامزد غلام کو آزاد کردے اگر اسی طرح آزاد نہ کیا تو گنہگار ہو گا. مگر حاکم وقت کو یہ اختیار نہ ہو گا کہ وہ زبردستی وصول کرے (خلاصہ)

منتقی میں مذکور ہے کہ اگر کسی شخص نے کہا کہ اللہ کے واسطے مجھ پر ایک نسمہ (خلقت بنی آدم جو ازل میں متمیز کر کے آدم کے سامنے بہ شکل چیونٹی اور ذرہ پیش کی گئی تھی) کا آزاد کرنا واجب ہے پھر ایک اندھا غلام آزاد کر دیا تو یہ جائز نہ ہو گا بخلاف اس کے اگر اس طرح کہا کہ واللہ میں ایک نسمہ آزاد کروں گا، پھر ایک اندھا غلام آزاد کر دیا تو یہ قسم پوری ہو جائے گی (محیط) اور اگر اس طرح کہا کہ اللہ کیواسطے مجھ پر واجب ہے کہ ایک اونٹ ذبح کروں اور اس کا گوشت صدقہ کروں پھر بجائے اونٹ کے سات بکریاں ذبح کر دیں تو یہ جائز ہے (خلاصہ) یعنی قسم ادا ہو جائے گی (مترجم)

شیخ عبدالعزیز بن احمد حلوانی سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے قسم کھائی ہے کہ اگر میں ایک رکعت نماز پڑھوں تو مجھ پر اللہ کے واسطے ایک درہم صدقہ کرنا واجب ہو گا اور اگر دو رکعت پڑھوں تو مجھ پر اللہ کے واسطے دو درہم صدقہ کرنا واجب ہو گا، اور اگر تین رکعت نماز پڑھوں تو مجھ پر اللہ کے واسطے تین درہم صدقہ کرنا واجب ہو گا اور اگر چار رکعت نماز پڑھوں تو چار درہم صدقہ کرنا مجھ پر اللہ کے واسطے واجب ہو گا پھر اس نے چار رکعتیں پڑھ لیں تو جواب دیا کہ اس شخص پر دس[1] درہم صدقہ کرنا واجب ہو گا (یتیمہ) اور عیسیٰ بن ابان نے اپنے نوادر میں اور ابن سماعہ رح نے وصایا میں حضرت امام محمد رح سے نقل کیا ہے کہ ایک شخص نے اپنے ایک معین غلام کو آزاد کرنے کی نذر کی پھر اس کو فروخت کر دیا تو اگر دوبارہ اس کو خرید لینے پر قادر ہے، تو اس پر واجب ہے کہ اسی کو خرید کر آزاد کرے اور اگر دوبارہ اس کو خریدنے پر قادر نہیں ہے اور اس معین نامزد

---

[1] قولہ دس درہم الخ، یہ شیخ کا قیاس ہے کہ اس طرح پر کہ ہر رکعت کے درہموں کا مجموعہ دس درہم ہوتا ہے مثلاً ایک + ۲ + ۳ + ۴ = ۱۰۔ لیکن یہ قیاس عرف استعمال کے خلاف ہے حالانکہ اخذ و مفاہیم در ادیں ما عرف پر ہوتا ہے اور اسی وجہ سے صحیح یہ ہے کہ صورت مذکورہ میں فقط چار درہم کا صدقہ کرنا واجب ہو گا، مترجم،

غلام کا آزاد کرنا ممکن نہیں رہا تو اب اس پر کچھ واجب نہیں رہا، اللہ تعالیٰ سے اپنی اس غلطی پر استغفار کرے حتیٰ کہ اگر اس غلام کی قیمت یا ثمن صدقہ کر دیا تو بھی یہ کافی نہ ہوگا اور امام محمد رحمۃ اللہ نے جامع صغیر میں فرمایا ہے کہ اگر کسی شخص نے عربی[1] زبان میں اس طرح کہا کہ ان کان ما فی یدی دراھم الا ثلثۃ فجمیع ما فی یدی صدقۃ فی المساکین یعنی جو کچھ میرے ہاتھ میں ہے اگر وہ تین درہموں کے سوا ہے تو جو کچھ میرے ہاتھ میں ہے وہ سب کا سب مسکینوں کو صدقہ ہے پھر دیکھا گیا کہ اس کے ہاتھ میں کل پانچ درہم ہیں یا چار درہم ہیں تو اس پر کچھ صدقہ کرنا لازم نہ آئے گا اور اگر چھ درہم ہوں یا زیادہ ہوں تو اس پر سب کا صدقہ کرنا لازم ہوگا اور اگر عربی[2] زبان میں اس طرح کہا کہ ان کان فی یدی من الدراھم الا ثلثۃ فجمیع ما فی یدی صدقۃ فی المساکین یعنی جو کچھ میرے ہاتھ میں ہے اگر وہ تین درہموں کے سوا اور دراہم میں سے ہوں تو وہ سب مسکینوں پر صدقہ ہے، پھر اس کے ہاتھ میں پانچ یا چار درہم نکلے تو اس پر کچھ صدقہ کرنا واجب ہوگا اور اگر بخلاف اس کے اس طرح کہے کہ ان کان ما فی یدی اکثر من ثلثۃ دراھم فجمیع ما فی یدی صدقۃ، یعنی جو کچھ میرے ہاتھ میں ہے وہ تین درہموں سے زیادہ ہے وہ سب مسکینوں پر صدقہ ہے تو اس صورت میں اگر اس کے ہاتھ میں پانچ یا چار جو بھی نکلیں سب کا صدقہ کرنا لازم ہوگا (محیط)

اور اگر کسی شخص نے کہا کہ ہر وہ دانہ جس کی میں نے تخم ریزی کی ہے یا دریا میں ڈال دیا ہے وہ سب صدقہ ہے، پس جو دانہ اس نے تخم ریزی کی ہے، یا دریا میں ڈال دیا ہے اگر وہ دانہ اس دن اس کی ملک میں تھا تو یہ نذر صحیح و منعقد ہوگی اور اب اس کے مثل دانہ یا اس کی قیمت صدقہ کرنا ضروری ہوگا، بخلاف اس کے اگر اس طرح کہے کہ ہر کپڑا جس کو میں نے جلا دیا صدقہ ہے تو ایسا حکم نہ ہوگا، اور نذر منعقد نہ ہوگی اس لئے کہ جلا دینے سے وہ باقی نہیں رہا،

اور اگر اس طرح کہے کہ اگر میں نے اپنا یہ غلام کسی کو اجرت پر دیا تو اس کی اجرت صدقہ ہے پھر اس کی اجرت خود کھائی تو اس کے مثل صدقہ کرے اور اس صورت کا ایک حیلہ جواز یہ ہے کہ اس غلام کو فروخت کر دے پھر مشتری کے حکم سے اس کو اجرت پر دیدے جس سے اس کی یہ قسم منحل ہو جائے گی یعنی ختم و پوری ہو جائے گی پھر اس کے بعد اس غلام کو خود خرید لے اور پھر اپنی مرضی سے اجرت پر دے اور اس کی اجرت خود کھائے تو اس پر کچھ کفارہ وغیرہ لازم نہ ہوگا

اسی طرح اگر یہ کہا کہ اگر میں نے تیرے گھر میں کپڑا پہنایا کہا کہ جب تک میں تیرے پاس ہوں اگر یہ کپڑا پہنا یا یہ زیور پہنا تو یہ ہدیہ ہے تو اس کا حیلہ یہ ہے کہ اس کو ہبہ کر دے، پھر پہنے اس سے قسم ختم و منحل ہو جائے گی پھر اپنے اس ہبہ سے رجوع کر لے (عتابیہ) امام ابو یوسف رحمۃ اللہ نے فرمایا ہے کہ اگر کسی شخص نے کہا کہ اگر میں نے اپنا یہ غلام فروخت کیا تو اس کی قیمت مسکینوں پر صدقہ ہے، پھر اس کو فروخت کر دیا اور مشتری نے غلام میں کوئی عیب پا کر بائع کو واپس کر دیا اور یہ امر ثمن و مبیع پر باہمی قبضہ سے قبل واقع ہوا تو بائع پر اس کی قیمت کا صدقہ کرنا واجب نہیں ہے اگر دونوں نے باہم قبضہ کر لیا تھا، پھر مشتری نے عیب کے سبب غلام کو واپس کیا اور ثمن نقد سکہ سونے یا چاندی کا تھا تو بائع پر اس کے مثل صدقہ کرنا واجب ہوگا اور اگر

---

[1] قولہ عربی زبان الخ اگر اس نے یہی مضمون اردو یا فارسی زبان میں کہا ہو تو پانچ درہم موجود ہونے کی صورت میں بھی کل کا صدقہ کر دینا واجب ہوگا [2] قولہ عربی میں الخ، اگر یہی مضمون اردو یا فارسی زبان میں ادا کرے تو دونوں صورتوں میں تین سے زیادہ درہم ہوتے ہیں سب کا صدقہ کرنا واجب ہوگا (مترجم)

(یعنی غلام کی بیع مقررہ قیمت) کوئی اور چیز مثل اسباب کے اور عروض کے رہی ہو تو اگر مشتری نے قاضی کے حکم کی وجہ سے واپس کیا ہے تو بائع پر کچھ صدقہ کرنا واجب نہ ہوگا اور اگر بغیر حکم قاضی کے واپس کیا ہو تو اس کی قیمت صدقہ کرنا واجب ہوگا اور اگر مشتری نے غلام پر قبضہ کر لیا تھا اور ابھی ثمن بائع کو نہیں دیا تھا یہاں تک کہ غلام مذکور عیب کے سبب سے قاضی واپس کیا گیا تو بائع پر کچھ صدقہ کرنا واجب نہ ہوگا خواہ ثمن نقد میں (چاندی اور سونے کا سکہ رہا ہو، یا از قسم عروض کسی اور جنس سے ہو، اور اگر یہ رد کرنا بغیر حکم قاضی کے واقع ہوا ہے، تو اس کے مثل صدقہ کرنا واجب ہوگا۔ اور اگر بائع نے ثمن پر قبضہ کر لیا تھا اور ثمن اسباب عروض کی جنس سے رہا ہو اور مشتری کو غلام سپرد نہیں کیا تھا یہاں تک کہ غلام اسی بائع کے پاس ہی ہلاک ہو گیا تو ثمن مشتری کو واپس کر دے۔ اور کچھ صدقہ کرنا بائع پر واجب نہ ہوگا اور اگر ثمن اس صورت میں درہم یا دینار ہو یعنی نقد سکہ ہو تو اس کے مثل صدقہ کر دے اور اگر غلام مذکور کو قبل قبضہ یا بعد قبضہ کے کسی نے اس پر اپنا استحقاق ثابت کر کے یہ غلام میرا ہے (بائع کا نہیں ہے) لے لیا تو بعینہ ثمن کو واپس کر دے خواہ کسی جنس سے ثمن رہا ہو، نقد یا عروض، اور اس صورت میں بائع پر کچھ صدقہ کرنا واجب نہ ہوگا،

اور اگر معین غلام کفارہ میں ادا کرنے کی نذر کی، پھر کفارہ کھانا دے کر ادا کر دیا تو نذر باطل ہو گئی، اسی طرح اگر نذر مانی کہ یہ بدنہ (اونٹ یا گائے) جزائے صید[1] کے عوض میں جو اس پر حالت احرام میں شکار کر لینے کی وجہ سے ادا کرنا واجب ہے گیا تھا ہدی (یعنی حرم میں قربانی کرنے کے لئے) بھیجوں گا، پھر روزے رکھ لئے یا کھانا دیدیا تو نذر باطل ہو گئی، اسی طرح اگر یہ نذر کیا، کہ یہ کپڑے کفارے میں دوں گا پھر کھانا دیدیا تو نذر باطل ہو گئی اور اگر اناج (غلہ) کفارہ میں دیدیا مگر اناج اس نامزد کردہ کفارے کی قیمت کو نہیں پہونچتا تو جتنا فرق ہو اتنا صدقہ کر دے (محیط)

اور اگر اس طرح کہے کہ اگر میں نے ان روپوں کے عوض میں تیرے ہاتھ کچھ فروخت کیا یا گیہوں کے اس بورے کے عوض کچھ فروخت کیا تو یہ دونوں صدقہ ہیں، پھر ان کے عوض میں کچھ فروخت کر دیا تو گیہوں کے اس بورے پر جب قبضہ کرے صدقہ کر دے اور روپوں کا صدقہ کرنا اس پر واجب نہ ہوگا اس لئے کہ بوجہ عدم عینیت کے ان روپوں کے ملک کا سبب محض اس بیع کا ہونا ضروری نہیں ہے ہاں اگر یہ روپے بائع کے قبضے میں پہلے سے رہے ہوں اور اس عقد بیع کی وجہ سے ان کا مالک ہو گیا ہو تو ان کا صدقہ کرنا واجب ہو جائے گا،

اور اگر اس طرح کہا کہ اگر میں نے ان روپوں کے عوض کچھ خرید لیا یا میں نے تجھے یہ روپے ہبہ کر دیئے تو یہ صدقہ ہیں اور پھر ان روپوں کو ہبہ کر دیا یا ان کے عوض کچھ خرید لیا اس حال میں کہ وہ روپے بعینہ اس کے ہاتھ میں موجود تھے تو اس صورت میں ان کا صدقہ کرنا واجب ہے گا اسی طرح اگر ان روپوں کو سپرد کر دیا جب بھی صدقہ کرنا واجب ہوگا، اس لئے کہ حانث ہونے کے وقت وہ روپے بعینہ اس کے ہاتھ اور قبضہ ملک میں تھے حتیٰ کہ اگر خریدنے کے وقت وہ روپے بائع کے ہاتھ میں نہ تھے یا بوقت ہبہ موہوب لہ کے ہاتھ میں نہ تھے تو اس پر کچھ صدقہ کرنا لازم نہ ہوگا (محیط) اور اگر کسی نے کہا کہ اگر میں نے یہ غلام گیہوں کے اس بورے کے عوض میں اور ان ہزار روپوں کے عوض میں خرید لیا

[1] جزائے صید۔ حاجی سے احرام کی حالت میں جو غلطی سے شکار وغیرہ ہو جانے کی وجہ سے جو سزا و بدلہ شرعاً واجب ہوتا ہے، اس کو جزائے صید کہتے ہیں،

تو یہ دونوں مساکین پر صدقہ ہیں، پھران دونوں کے عوض غلام خرید لیا تو اس پر ہزار روپوں کا صدقہ کرنا واجب ہوگا اور منتقی میں لکھا ہے کہ اگر کسی نے چاہا کہ ایک غلام ہزار روپے میں خریدے پھر ایک ہزار روپے غلام کے مالک کو دیدیئے پھر اس طرح قسم کھائی، کہ اگر میں نے یہ غلام ان ہزار روپوں کے عوض میں خریدا اور اسی دیئے ہوئے ہزار روپوں کی طرف اشارہ کیا، تو یہ ہزار روپے مسکینوں پر صدقہ کرنا واجب ہو گیا،

اسی طرح اگر غلام کے مالک نے کہا کہ اگر میں نے یہ غلام ان روپوں کے عوض میں فروخت کیا تو یہ روپے مسکینوں پر صدقہ ہیں اور اشارہ ان ہی روپوں کی طرف کیا پھر مالک غلام نے ان ہی روپوں کے عوض میں غلام مذکور کو فروخت کیا تو محض بائع پر واجب ہے کہ ان روپوں کو صدقہ کر دے اور مشتری پر ان کا صدقہ کرنا واجب نہیں ہوگا (محیط)

تیسرا باب

گھر میں داخل ہونے اور اس میں سکونت کرنے وغیرہ کے اور قسم کھانے کے بیان میں ہے

قاعدہ کلیہ اس باب میں یہ ہے کہ جو الفاظ بھی مستعمل ہوں ان کا مدار عرف پر ہے (کافی)

اگر کسی نے قسم کھائی کہ میں بیت میں یعنی اس کمرے میں جس میں عادۃً شب باشی کیجاتی ہے داخل نہ ہوں گا، پھر وہ شخص مسجد میں یا بیعہ نصاریٰ میں یا کنیسہ میں یا مجوسیوں کے آتش کدہ میں یا کعبہ محترمہ میں یا حمام (غسلخانہ عام) میں، یا دہلیز میں، یا پھاٹک کے سامنے باہری چھجہ (ظلہ) میں داخل ہو گیا تو حانث نہ ہوگا اور بعض فقہاء رحمہ نے فرمایا ہے کہ یہ حکم اس دہلیز میں ہے، جو دروازہ سے خارج و باہر ہو اور اگر وہ دہلیز اندرون دروازہ ہو اور وہاں شب باشی ہو سکتی ہو، تو حانث ہو جائے گا، لیکن صحیح وہی ہے جو پہلے مطلقاً مذکور ہے اس لئے کہ دہلیز عادۃً سونے کے کام میں نہیں لائی جاتی، خواہ خارج دروازہ ہو یا داخل دروازہ ہو (بدائع)

اور اگر صفہ (مخصوص چبوترہ) میں داخل ہو گیا تو حانث ہو جائے گا اور بعض فقہاء رحمہ نے کہا کہ یہ حکم اس وقت ہے، جب صفہ چہار دیواری سے گھرا ہوا ہو جیسا کہ ائمہ متقدمین کے زمانہ میں ہوتا تھا اور بعض فقہاء رحمہ نے کہا کہ یہ جواب علی الاطلاق ہے اور یہی صحیح ہے (ہدایہ)

اور اگر کسی نے قسم کھائی، کہ اس مسجد میں داخل نہ ہوں گا اور پھر وہ مسجد منہدم ہو گئی اور وہاں گھر بن گیا پھر وہ گھر توڑ کر مسجد بنائی گئی، اور اس کے بعد وہ اس میں داخل ہوا تو حانث نہ ہوگا، ہاں اگر وہ مسجد منہدم ہونے کے بعد پھر مسجد ہی بنائی گئی، گھر کسی وقت نہ بنایا گیا اور داخل ہو گیا، تو حانث ہو جائے گا (شرح جامع کبیر للحصیری)، اور اگر قسم کھائی کہ پڑوسی کے گھر میں اس دار[1] میں داخل نہ ہوں گا، پھر اس دار میں اور اضافہ کیا گیا اور وہ قسم کھانے والا اس اضافہ شدہ حصہ میں داخل ہو گیا تو حانث ہو جائے گا اور بعض نے فرمایا کہ نہیں حانث نہ ہوگا اور اگر اس طرح کہا کہ پڑوسی کے

[1] دار وہ بڑا قطعہ مکان جس میں بہت سے گھر اور مکان ہوں، ۱۲ منہ۔

گھر میں داخل نہ ہوں گا تو ایسی حالت میں بالاجماع اور بالاتفاق ہوگا، اور اگر قسم کھائی، کہ اس مسجد میں داخل نہ ہوں گا، پھر اس مسجد میں اور اضافہ کیا گیا اور وہ اضافہ شدہ حصہ میں داخل ہوا تو حانث ہو جائے گا (عتابیہ)

اور اگر کسی شخص نے قسم کھائی کہ اس مسجد میں داخل نہ ہوں گا، پھر اس میں پڑوس کے گھر کا ایک ٹکڑا بڑھا دیا گیا اور وہ شخص اس بڑھائے ہوئے ٹکڑے میں داخل ہوا تو حانث نہ ہوگا اسی طرح اگر کسی نے قسم کھائی، کہ میں اس گھر میں داخل نہ ہوں گا، پھر اس میں کچھ زمین بڑھالی گئی اور وہ شخص اس بڑھی ہوئی میں داخل ہوا تو حانث نہ ہوگا اور اگر اس طرح کہا، کہ میں فلاں کے گھر میں داخل نہ ہوں گا پھر اس میں زمین بڑھالی گئی اور وہ شخص اس بڑھی ہوئی میں داخل ہوگیا تو حانث ہو جائے گا (فتاوی قاضی خاں ظہیریہ)

اور اگر کسی شخص نے قسم کھائی، کہ مسجد میں داخل نہ ہوں گا، پھر وہ اس کی چھت پر کھڑا ہوا تو مختار قول یہ ہے کہ اس پر کھڑے ہونے سے حانث نہ ہوگا، بشرطیکہ قسم کھانے والا عجمی[1] ہو اور اسی پر فتوی ہے (جواہر الاخلاطی) اور اگر قسم کھائی کہ میں اس گھر میں داخل نہ ہوں گا، پھر اس گھر کے منہدم اور میدان ہو جانے کے بعد داخل ہوا تو حانث ہو جائے گا اور اگر قسم کھائی، کہ اس گھر میں داخل نہ ہوں گا، پھر وہ گھر خراب ہوگیا اور وہاں دوسرا گھر بنالیا گیا پھر اس کے بعد اس میں داخل ہوا تو حانث ہو جائے گا اور اگر وہ جگہ مسجد یا بستان یا حمام قرار دیدیا گیا یا محض ایک کمرہ کر دیا گیا اور پھر داخل ہوا تو حانث نہ ہوگا، پھر اسی طرح حمام وغیرہ کے منہدم ہو جانے کے بعد داخل ہوا جب بھی یہی حکم ہے کہ حانث نہ ہوگا (ہدایہ)

اور اگر قسم کھائی کہ گھر میں داخل نہ ہوں گا، پھر ایک منہدم شدہ مکان میں داخل ہوا تو حانث نہ ہوگا اور اگر چھوٹی کوٹھری تھی، پھر اس کا بڑا کمرہ بنالیا یا اس کا راستہ عام راستہ کیجانب کر دیا گیا یا کسی دوسرے قطعہ مکان کی طرف کر دیا گیا یا بستان بنانے کے بعد پھر اس کو دوسرا گھر بنالیا گیا یا وہ دریا یا نہر بن گیا پھر داخل ہوا تو حانث نہ ہوگا (محیط سرخسی) اور اگر قسم کھائی کہ اس کمرہ میں داخل نہ ہوں گا یا مطلقاً کہا کہ کمرہ میں داخل نہ ہوں گا، پھر کوئی کمرہ یا معین کمرہ کے منہدم ہو جانے کے بعد جب کہ اس میں کوئی عمارت نہ تھی داخل ہوا تو حانث نہ ہوگا اور اگر وہ کمرہ دوسرا کمرہ کر دیا گیا پھر وہ داخل ہوا تو کمرہ معین میں داخل نہ ہونے کی قسم کی صورت میں حانث نہ ہوگا اور غیر معین کمرہ کی صورت میں حانث ہو جائے گا اور اگر چھت گر گئی اور دیواریں قائم ہیں، پھر داخل ہوا تو معین کی صورت میں حانث ہوگا اور غیر معین کی صورت میں حانث نہ ہوگا (بدائع)

ایک شخص نے قسم کھائی، کہ اس گھر میں داخل نہ ہوں گا، پھر سواری پر سوار ہو کر یا پیادہ اس میں داخل ہوا یا اس نے کسی کو حکم دیا کہ وہ اپنے اوپر اٹھا کرلے چلے اور وہ اپنے اوپر لاد کر لے گیا تو حانث ہو جائے گا (ظہیریہ) اور اگر وہ جانور جس پر وہ سوار تھا بدک گیا اور اس کے روکنے سے نہ رکا حتی کہ اس گھر میں گھس گیا تو حانث نہ ہوگا (محیط) اور اگر بغیر اس کے حکم کوئی اپنے اوپر لاد کر اندر لے گیا تو حانث نہ ہوگا خواہ اس بات سے وہ دل سے راضی ہو یا نہ ہو اور خواہ اس کے روکنے پر قادر ہو یا نہ ہو ہر حال کا یہی حکم ہے یہ حکم عام مشائخ رح کے نزدیک ہے اور یہی صحیح ہے اور خواہ اس کو اس گھر

---

[1] قولہ عجمی ہو الخ مراد وہ حصہ عجم ہے جہاں کے عرف میں چھت پر کھڑے ہونے کو مسجد میں داخل ہونا نہ سمجھتے ہوں ۱۲ منہ ،

کے دروازہ سے گیا ہو یا اور کسی طرف سے لے گیا ہو (بدائع)، اور اگر قسم کھائی کہ اس گھر میں داخل نہ ہوں گا، پھر اس گھر کی دیواروں میں سے کسی دیوار پر کھڑا ہوا تو اپنی قسم میں حانث ہو جائے گا اور اسی طرح اگر اس کی چھت پر کھڑا ہوا تو بھی یہی حکم ہے اور بعض مشائخ رح نے فرمایا ہے کہ یہ حکم ائمہ کے عرف کے مطابق ہے اور اب ہمارے عرف میں چھت پر چڑھنے یا دیوار پر چڑھنے کو دخول نہیں کہتے، پس حانث نہ ہوگا، مگر صحیح وہی پہلا قول ہے کہ حانث ہو جائے گا (شرح جامع صغیر لقاضی خاں)،

اور اگر قسم کھائی کہ اس گھر میں داخل نہ ہوں گا، پھر اس کی چھت پر سے اترا یا ایسے درخت پر چڑھا کہ اس کی شاخیں اس گھر میں ہیں، پس اگر ایسی شاخ پر کھڑا ہوا کہ اگر وہاں سے گرے تو گھر کے اندر گرے گا تو حانث ہو جائے گا اسی طرح اگر اس گھر کی دیوار پر کھڑا ہوا تو بھی یہی حکم ہے،

شیخ ابوبکر محمد بن الفضل نے فرمایا کہ اگر یہ دیوار اس گھر یا پڑوسی کے مکان میں مشترک ہے تو حانث ہوگا ورنہ نہیں اور یہ حکم اسوقت ہے کہ قسم عربی زبان میں کھائی ہو، اور اگر فارسی (یا اردو وغیرہ دوسری) زبان میں کھائی ہو پھر ایسے درخت پر چڑھا جس کی شاخیں اس مکان میں ہوں یا اس دیوار پر چڑھا یا چھت پر چڑھا تو حانث نہ ہوگا الا یہ کہ وہاں کے عرف میں اس سے گھر میں داخل ہونا سمجھا جاتا ہو تو حانث ہو جائے گا اور یہی مختار ہے اس لئے کہ عجم میں عموماً اسکو دخول دار نہیں سمجھتے (فتاوی قاضی خاں)

اور اگر بالاخانہ کا راستہ اپنے نیچے کے مکان سے نہ ہو بلکہ الگ سے ہو یا دوسرے گھر سے ہو تو یہ بالاخانہ باعتبار راستہ کے دوسرا[1] گھر یا دوسرے گھر میں شمار ہوگا جس میں اس کا راستہ ہوگا (محیط) اور اگر دروازہ کے طاق میں بیٹھا، یا کھڑا ہوا اور حالت یہ ہو کہ .... اگر دروازہ بند کر لیا جاوے تو وہ طاق باہر رہ جائے تو حانث نہ ہوگا (کافی) ورنہ حانث ہو جائے گا، اور اگر اس گھر کے پاخانہ میں یا ظلہ (بارجہ) میں جو بر سر راہ ہوں چلا گیا اور حال یہ ہو کہ اس پاخانہ یا بارجہ کا راستہ گھر کے اندر سے ہے تو حانث ہو جائے گا ورنہ نہیں، اور اگر طاق پر دروازہ کے نیچے دروازہ کی چوکھٹ پر کھڑا ہو گیا تو اگر وہ چوکھٹ ایسی ہو کہ دروازہ بند کرنے سے باہر رہ جاتی ہو تو حانث نہ ہوگا ورنہ حانث ہو جائے گا، اور اگر فقط اپنا ایک پاؤں اندر داخل کیا تو حانث نہ ہوگا،

اور بعض فقہاء رح نے فرمایا ہے کہ یہ حکم اسوقت ہے جب اندر و باہر دونوں کی سطح برابر ہو یا اندر کی اونچی ہو، اور اندر کی سطح کم از کم ایک زینہ نیچی ہو تو حانث ہو جائے گا اس لئے کہ اس صورت میں اس کا جزو بدن اندر داخل شدہ ہو جائے گا اور شیخ الاسلام شمس الائمہ سرخسی رح نے فرمایا کہ صحیح یہ ہے کہ وہ حانث نہ ہوگا (قاضی خاں) اور یہ حکم اس وقت ہے جب کھڑے کھڑے پاؤں داخل کیا ہو ورنہ اگر قصداً لیٹے لیٹے داخل ہوا خواہ چت یا کروٹ، یا بالکل پٹ ہو کر داخل ہوا، یا ڈھلک کر ہی داخل ہو گیا تو اگر اس کا اکثر بدن گھر میں داخل ہو گیا تو وہ داخل ہونے والا شمار ہو گیا اور اگر قصداً دونوں پیر داخل کر دیئے، تو بھی داخل ہونے والا شمار ہو گیا اگرچہ اس کی پنڈلیاں باہر ہی ہوں امام محمد رح سے ایسا ہی منقول ہے اور اگر اپنا فقط سر داخل کیا اور دونوں پاؤں نہ داخل کیا تو حانث نہ ہوگا اسی طرح اگر فقط

[1] قولہ دوسرا گھر الخ یہ ان کے وہاں کا عرف ہے اور ہمارے یہاں کے عرف و زبان میں وہ بالاخانہ حقیقتاً جس گھر میں ہے اسی میں شمار ہوگا (مترجم)

اپنا ہاتھ بڑھا کر کوئی چیز لے لی تو بھی داخل نہ شمار ہوگا (محیط) اور اگر اپنا سر اور ایک ہاتھ داخل کیا تو حانث ہو جائے گا اور اگر اس گھر کے دروازہ کی طرف دوڑتا ہوا آرہا تھا، اور ٹھوکر کھا کر گرنے یا پھسل کر گرنے کی وجہ سے اس گھر میں بلا قصد اس کا دخول ہو گیا تو اس میں اختلاف ہے اور صحیح یہ ہے کہ حانث نہ ہوگا اسی طرح اگر ہوا کے جھکور نے اس کو پھینکا اور وہ اس میں گر پڑا، اسی طرح جبکہ ٹھوکر کھا کر اس میں گر پڑا، تو اسمیں اختلاف ہے ، اور صحیح یہ ہے کہ حانث نہ ہوگا بشرطیکہ رک سکا ہو نہ رکنے کا موقع نہ ملا ہو اور اگر کسی شخص نے زبردستی بچا کر اس کو اس گھر میں داخل کیا اور وہ اس میں سے فوراً نکل آیا لیکن پھر اپنی خوشی سے اس میں داخل ہو گیا تو اس میں بھی اختلاف ہے اور صحیح یہ ہے کہ حانث ہو جائے گا اور اگر قسم کھائی کہ میں اس گھر میں داخل نہ ہوں گا، مگر محض اس طور سے جیسے رہ گذر سے گذرا جاتا ہے، ابن سماعہ نے امام ابو یوسف رح سے روایت کی ہے کہ اگر وہ اسی رہ گذر کے طور پر داخل ہوا، ہاں بیٹھنے کا ارادہ نہیں تھا لیکن داخل ہونے کے بعد بیٹھنے کا ارادہ ہو گیا اور بیٹھ گیا تو حانث نہ ہوگا،

اور اگر اس گھر میں کسی مریض کی عیادت کے لیے داخل ہوا اور حالت ایسی ہے کہ اس عیادت میں اس کو وہاں بیٹھنا چاہیئے (اور بیٹھ گیا) تو حانث ہو جائے گا، اور اگر اس مریض کی ایسی حالت نہیں تھی اور نہ بیٹھنے کے ارادہ سے گیا تھا، بلکہ ارادہ یہ تھا، کہ بیٹھوں گا نہیں مگر داخل ہونے کے بعد بیٹھنے کی مصلحت ظاہر ہو گئی اور بیٹھ گیا تو حانث نہ ہوگا، اور اصل (مبسوط) میں مذکور ہے کہ اگر قسم کھائی، کہ اس گھر میں داخل نہ ہوں گا، لیکن بطور رہگذر کے پھر اس میں بیٹھنے کی نیت سے، یا کسی مریض کی عیادت، یا کھانا کھانے کی نیت سے داخل ہو گیا اور قسم کھانے کے وقت ان چیزوں کے بارے میں کچھ نیت نہ تھی تو حانث ہو جائے گا، لیکن اگر محض راہ روی اور رہ گذر کے طور پر داخل ہوا اور داخل ہونے کے بعد کسی عارض سے اس کی رائے میں بیٹھنا مصلحت معلوم ہوا اور بیٹھ گیا تو حانث نہ ہوگا اس لئے کہ بہ نیت راہ روی ورہگذری داخل ہونے کی وجہ سے وہ اب بھی راہ روہی ہے، ہاں اگر بغیر اس نیت راہ روی کے داخل ہوا تھا تو حانث ہو جائے گا، پھر فرمایا کہ اگر یہ قسم کھانے کے وقت اس کی نیت یہ ہی ہو کہ اس میں نزول یا سکونت نہ کروں گا تو ایسی صورت میں اس کو ان سب امور مذکور بالا کی گنجائش ہے اور کسی صورت میں حانث نہ ہوگا (بدائع)

اور اگر قسم کھائی، کہ اس گھر کے دروازہ سے داخل نہ ہوں گا، پھر غیر دروازہ سے داخل ہوا تو حانث نہ ہوگا اور اگر دوسرا دروازہ پھوڑ کر اس میں سے داخل ہوا تو حانث ہو جائے گا، اور اگر قسم کھانے میں اسی دروازہ کی تعیین کر دی تھی، تو پھر دوسرے دروازہ سے داخل ہونے میں بھی حانث نہ ہوگا اور یہ ظاہر ہے اور اگر لفظ میں اس دروازہ کی نیت نہ کی ہو، لیکن دل میں نیت یہی ہو، تو قضاءً اس کے قول کی تصدیق نہ ہوگی (محیط)

اگر قسم کھائی، کہ میں اس گھر میں یا فلاں کے گھر میں داخل نہ ہوں گا پھر اس گھر کے نیچے تہ خانہ کھودا اور اس میں داخل ہوا، یا نیچے کاریز[1] ہے اس میں داخل ہو گیا تو حانث نہ ہوگا اور اگر اس کاریز میں سے کوئی جگہ (موکا وغیرہ) گھر کے اندر کی طرف اتنی زیادہ کھلی ہوئی ہو، کہ گھر والے اس کے ذریعہ سے باہر سے انتفاع کر لیتے ہوں، جیسے پانی وغیرہ اس کے ذریعہ کنویں وغیرہ سے لے لیتے ہوں تو جب اس کاریز پر پہونچے گا تو حانث ہو جائے گا اور اگر بہت کم اور چھوٹا سوراخ ہو، جس کے باعث کچھ انتفاع نہ حاصل ہو سکتا ہو فقط مثل روشندان وغیرہ کے ہو، یا محض روشنی ہی حاصل کرنے

---

[1] قولہ کاریز، یا بڑی کیواڑہ دار بڑا طاق یا الماری کی قسم کی چیز ۱۲ منہ

کے لئے تو حانث نہ ہو ..... (خلاصہ) اگر کسی شخص نے قسم کھائی کہ اگر میں اس گھر میں دیدہ و دانستہ داخل ہو جاؤں تو میرا غلام آزاد ہے (یعنی بھول چوک سے داخل ہونا قسم سے مستثنیٰ کر لیا) پھر بھولے سے اس گھر میں داخل ہو گیا پھر یاد آنے پر بھی داخل ہی رہا تو حانث نہ ہوگا، اور اگر اس طرح کہا کہ اگر میں اس گھر میں داخل ہو جاؤں مگر بھولے سے تو میرا غلام آزاد ہے، تو یاد کیا تھا داخل ہونے پر غلام آزاد ہو جائے گا (بدائع)

اور اگر قسم کھائی کہ میں اس گھر میں داخل نہ ہوں گا حالانکہ بوقت قسم وہ خود اس گھر کے اندر موجود ہے اور کئی روز اسمیں رہ گیا تو استحساناً حانث نہ ہوگا یہاں تک کہ اس گھر سے نکلکر پھر داخل ہو جائے (کافی)

ابن سماعہ نے امام محمد رح سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے کہا میرا غلام آزاد ہے اگر میں اس گھر میں داخل ہوں لیکن یہ کہ فلاں شخص داخل ہونے کا حکم کر دے پھر فلاں شخص نے اس کو ایک بار حکم کر دیا اور وہ شخص اس بار کے حکم سے داخل ہو گیا تو حانث نہ ہوگا پھر اس کے بعد اگر بلا حکم بھی داخل ہو گیا تو حانث نہ ہوگا اس کی قسم ساقط ہو گئی،

اور اگر کہا کہ اگر میں اس گھر میں کسی بار بھی فلاں کے حکم کے بغیر بھی داخل ہوا تو میرا غلام آزاد ہے پھر فلاں شخص نے اس کو ایک بار داخل ہونے کا حکم دیدیا، پھر دوسری بار بغیر فلاں کے حکم کے داخل ہو گیا تو حانث ہو جائے گا اور اس صورت میں ہر دفعہ اجازت ضروری ہے، (بدائع) اور شرح کرخی میں مذکور ہے کہ ابن سماعہ رح نے امام ابو یوسف رح سے روایت کی ہے کہ اگر کسی نے دوسرے سے کہا کہ واللہ تیرے اس گھر میں آج کوئی داخل نہ ہوگا تو یہ قسم مالک مکان کے علاوہ دوسروں پر عائد ہو گی چنانچہ اگر مالک مکان خود داخل ہوگا تو حانث نہ ہوگا اور اگر اس کے علاوہ کوئی دوسرا داخل ہوگا تو حانث ہو جائے گا حتیٰ کہ اگر خود قسم کھانے والا بھی داخل ہوگا تو حانث ہو جائے گا (شرح جامع کبیر للحصیری)

اگر کسی نے قسم کھائی کہ میں اس گھر کو اپنے قدموں سے طے نہ کروں گا، پھر سوار ہو کر داخل ہوا تو حانث ہو جائے گا اور اگر واقعی اس نے یہ نیت کی تھی حقیقت میں قدم نہ رکھوں گا یعنی پیدل نہ جاؤں گا تو مدار اس کی نیت پر ہوگا، پھر خواہ جوتا پہن کر جائے یا بغیر جوتا پہنے دونوں میں ایک ہی حکم ہوگا (بدائع) اور اگر قسم کھائی کہ اگر میں فلاں کے گھر میں قدم رکھوں تو میرا غلام آزاد ہے، پھر اس نے اپنے ایک پاؤں کو اس میں داخل کیا تو ظاہر الروایۃ کے موافق حانث نہ ہوگا (محیط) لیکن ہمارے دیار کے عرف میں جب تک دونوں پیر رکھنے کی قسم نہ کھائے، فقط ایک پیر رکھنے سے بھی حانث ہو جائے گا (مترجم)

کسی نے قسم کھائی کہ اگر میں فلاں محلہ میں داخل نہ ہوں گا، پھر ایسے گھر میں داخل ہوا کہ اس کے دو دروازے ہیں ایک اسی محلہ میں اور دوسرا دوسرے محلہ میں تو اپنی قسم میں حانث ہو جائے گا ایک شخص نے قسم کھائی کہ مثلاً بلخ میں نہ جاؤں گا تو یہ قسم خاص شہر پر قرار دی جائے گی نہ اس کے اطراف (جوانب) کے گاؤں پر، اور اگر قسم کھائی کہ میں شہر بلخ میں داخل نہ ہوں گا، تو یہ قسم بلخ شہر اور اس کے ربض[1] دونوں پر قرار دی جائے گی اس واسطے کہ ربض شہر بھی شہر میں شمار ہوتا ہے، ہاں اگر قسم کھانے والے نے خاص شہر ہی کی نیت کی ہو تو اس نیت کا اعتبار ہوگا اور مدار نیت پر ہی رکھا جائے گا اور اگر قسم کھائی کہ فلاں گاؤں میں نہ جاؤں گا پھر اس گاؤں کی زمین سے (جو اطراف میں باہر گاؤں سے دور تک پھیلی ہوتی ہے) گیا تو حانث نہ ہوگا اور یہ قسم مذکور گاؤں کی خاص آبادی پر قرار دی جائے گی، اسی طرح اگر یہ قسم کھائی کہ میں فلاں بلدہ

[1] ربض شہر کی وہ چراگاہ جو شہر کے متصل حوالی شہر میں ہی ہو اور شہر کے توابعات ہی میں شمار ہوتی ہو ۱۲ منہ

(آبادی شہر) میں نہ جاؤں گا تو یہ قسم اس بلدہ کی خاص آبادی پر قرار دی جائے گی اس لیے کہ بلدہ اسی قدر آبادی کا نام ہوتا ہے۔ جو شہر کے اندر واقع ہو اور اگر قسم کھائی، کہ میں بغداد میں مثلاً داخل نہ ہوں گا تو اس کے دونوں جانب سے جس جانب سے شہر ہوگا حانث ہو جائے گا اور اگر قسم کھائی، کہ میں مدینۃ السلام میں داخل نہ ہوں گا تو حانث نہ ہوگا جب تک کوفی کی جانب سے داخل نہ ہو اس لیے کہ بغداد کا نام تو شہر کے دونوں جانب کو شامل ہے مگر مدینۃ السلام ایسا نہیں ہے،

اور اگر قسم کھائی، کہ میں رے[1] میں داخل نہ ہوں گا تو شمس الائمہ سرخسی رح نے شرح اجارات میں ذکر کیا ہے کہ رے بنا بر ظاہر الروایۃ کے شہر اور اس کے نواح سب کو شامل ہے اور امام محمد رحمۃ اللہ نے فرمایا کہ سمرقند اور زجند مع اپنے مرابض کے، خاص شہر کے نام ہیں اور سغد اور فرغانہ اور فارس یہ نام اپنے شہروں اور نواح کے سب دیہات کو بھی شامل ہیں، اور اگر کسی نے قسم کھائی، کہ فرات میں داخل نہ ہوں گا، پھر کشتی پر سوار ہو کر فرات سے گذر گیا یا فرات کے پل سے گذر گیا تو حانث نہ ہوگا جب تک کہ خاص پانی کے اندر داخل نہ ہو (قاضی خاں)

اور اگر قسم کھائی کہ بصرہ میں داخل نہ ہوں گا، پھر اس کے کسی گاؤں میں گیا تو حانث ہو جائے گا اور اگر قسم کھائی کہ بغداد میں نہ جائے گا، پھر کشتی پر سے سوار ہو کر بغداد میں سے گذرا تو حانث ہو جائے گا یہ امام محمد رح کا قول ہے اور امام ابو یوسف رح نے فرمایا، کہ حانث نہ ہوگا اور اسی پر فتویٰ ہے (محیط)

اور اگر قسم کھائی، کہ فلاں پرگنہ یا فلاں دیہات میں نہ جائے گا تو اس کی زمین (جو حدی و سرحد) میں جانے سے حانث ہو جائے گا اور بعض فقہاء رح نے کہا کہ اگر قسم میں لفظ کورہ استعمال کیا تھا یعنی یہ کہا تھا کہ کورہ (یعنی فقط آبادی) میں نہ جائے گا تو حانث نہ ہوگا اس لیے کورہ محض آبادی کو کہتے ہیں اور یہی اظہر ہے اور مشائخ رح نے اختلاف کیا ہے کہ بخارا فقط آبادی کا نام ہے یا نواح کو بھی شامل ہے اور فتویٰ اس پر ہے کہ وہ فقط آبادی کا نام ہے، اور شام ایک ولایت (ملک) کا نام ہے، ایسے خراسان وارمینیہ ایک علاقہ وخطہ کا نام، چنانچہ اگر ان میں سے کسی ایک میں داخل نہ ہونے کی قسم کھائے گا تو اس کے علاقہ و حدود میں کسی جگہ یا کسی گاؤں یا خطہ میں بھی داخل ہوگا تو حانث ہو جائے گا اسی طرح ترکستان بھی ایک ملک کا نام ہے (محیط)

اگر قسم کھائی، کہ میں فلاں کوچہ میں نہ جاؤں گا پھر اس کوچہ کے کسی گھر میں چھتوں کے ذریعہ سے داخل ہو گیا اور کوچہ میں قدم بھی نہ رکھا تو فقیہ ابو بکر اسکاف رح نے فرمایا کہ یہ صورت حانث نہ ہونے کے قریب تر ہے اور فقیہ ابو اللیث سمرقندی نے فرمایا کہ یہ صورت حانث ہو جانے کے قریب تر ہے اور .... ولوالجیہ میں لکھا ہے کہ فتویٰ اسی پر ہے اور ظہیریہ میں یہ لکھا ہے کہ صحیح یہ ہے کہ وہ حانث نہ ہوگا جب کہ وہ کوچہ میں نہ نکلا (تاتارخانیہ) اور اگر قسم کھائی کہ فلاں کے کوچہ میں نہ جاؤں گا، پھر وہ اس کوچہ کی مسجد میں بغیر ..... کوچہ میں لگے ہوئے داخل ہو گیا تو حانث نہ ہوگا اور یہی قول مختار ہے (خلاصہ) اور اگر قسم کھائی، کہ فلاں کے گھر میں نہ داخل ہوں گا اور کوئی تفصیل نیت میں نہیں کی پھر ایسے گھر میں داخل ہوا جس میں فلاں مذکور شخص کرایہ پر یا عاریت پر رہتا ہے تو قاطفی نے کہا کہ وہ حانث ہو جائے

[1] رے اس ایک علاقہ کا نام ہے جس کے رہنے والے امام فخر الدین رازی تھے اسی رے کی طرف رازی کی نسبت ہے ۱۲ منہ

گا، اور اگر فلاں مذکور کے مملوکہ گھر میں داخل ہوا جس میں فلاں مذکور نہیں رہتا جب بھی حانث ہو جائے گا اسی طرح اگر یہ قسم کھائی، کہ فلاں کے کمرہ میں داخل نہ ہوں گا، پھر ایسے کمرہ میں داخل ہوا جس میں فلاں مذکور کرایہ پر یا عاریۃً پر رہتا ہے، تو حانث ہو جائے گا (قاضی خاں)

اور اگر قسم کھائی، کہ فلاں کے مملوکہ گھر میں داخل نہ ہوں گا پھر ایسے گھر میں داخل ہوا جس کو فلاں نے دوسرے شخص کو کرایہ پر دیا ہے، تو امام محمد رحمۃ اللہ نے فرمایا کہ حانث ہو جائے گا اور اگر قسم کھائی، کہ فلاں کی دوکان میں نہ جاؤں گا، پس اس کی ایسی دوکان میں داخل ہوا جس کو اس نے دوسرے کو کرایہ پر دیدیا ہے پس اگر فلاں کی کوئی اور دوکان ایسی ہو جسمیں وہ خود رہتا ہو تو اس کی جس دوکان میں داخل ہوا ہے اس میں داخل ہونے سے حانث نہ ہو گا اور اگر فلاں مذکور اس دوکان میں رہنے میں مشہور نہ ہو تو حانث نہ ہو گا اس لئے کہ ہم جانتے ہیں (اور یہ ظاہر ہے)، کہ ایسی صورت میں حالف نے فلاں کی دوکان کہنے سے جائے سکونت مراد نہیں لی ہے، بلکہ ملکیت مراد لی ہے اور اگر قسم کھائی کہ میں فلاں کے گھر میں نہ جاؤں گا، پھر ایسے گھر میں گیا جو فلاں کے اور دوسرے کے درمیان مشترک ہے تو اگر فلاں مذکور اسمیں رہتا ہو تو حانث ہو جائے گا اور اگر فلاں مذکور اس میں نہ رہتا ہو، تو حانث نہ ہو گا (بدائع)

اور اگر قسم کھائی، کہ فلاں کے گھر میں داخل نہ ہو گا اور اس کی کچھ نیت نہیں ہے، پھر اس کے بعد اس کے گھر کے صحن دروازہ پر گیا تو حانث نہ ہو گا جب تک کہ کمرہ میں داخل نہ ہو اور مشائخ رحمہ نے فرمایا ہے کہ یہ عرف ائمہ رحمہم اللہ کے دیار کا ہی (یعنی یہ کہ دار کا لفظ کہے تو اور حکم ہو اور بیت کا لفظ کہے تو اور حکم ہو کیونکہ دار ان کے عرف میں پورے قطعہ مکان کا نام ہوتا تھا جس میں متعدد کمرے سائبان دالان وغیرہ سب ضروریات ہوں اور بیت صرف کمرے کا نام ہوتا تھا اور ہمارے عرف میں اب دار و کمرہ دونوں ایک ہی طرح بولتے لگے ہیں (لہٰذا دار کا لفظ کہے یا بیت کا ایک ہی حکم ہو گا پس بیت فلاں کے اندر داخل نہ ہونے کی قسم میں) جب صحن دار میں داخل ہو گا تو حانث ہو جائے گا اور اسی پر فتویٰ ہے

راقم عرض کرتا ہے کہ اگر بیت کی تفسیر ائمہ رح کی تعریف میں کوٹھڑی اور محض کمرہ ہو اور دار کی تفسیر پورا گھر ہو ہمارا عرف ائمہ کرام کے عرف کے مطابق ہو گا اور حکم بھی ان ہی کی بیان کردہ تفصیل کے مطابق ہو گا۔

اگر کوئی شخص کسی گھر یا طبقہ بالائی یا زیریں کے کسی کمرہ میں بیٹھا ہے اور اسی حال میں قسم کھا رہا ہے کہ میں اس کمرہ میں داخل نہیں ہوں گا، تو اس کی قسم خاص اسی کمرہ میں ---------- داخل ہونے پر واقع ہو گی جس میں بیٹھا ہے، اس لئے کہ اس کمرے کے ماسوا کو گھر اور طبقہ (منزل) بولیں گے اور یہ حکم اس وقت ہے جب قسم عربی زبان میں ہو (ائمہ کے عرف کے مطابق) اور اگر قسم غیر عربی زبان میں ہو تو قسم اس پورے دار و منزل پر واقع ہو گی (مترجم - ہم پہلے عرض کر چکے ہیں کہ ہمارے دیار و ملک کا عرف بھی عربی زبان کے موافق ہے اور خاص وہ کمرہ ہی مراد ہو گا اور قسم اسی پر واقع ہو گی نہ کہ پورے گھر اور طبقہ پر)

اگر اس نے کہا، کہ میں نے یہی بیت (کمرہ) جس میں بیٹھا تھا مراد لیا تھا تو فارسی وغیر عربی زبان میں بھی یہ قسم تصدیق کیجائے گی (مترجم پہلے ہی عرض کر چکا ہے کہ ہمارے دیار و عرف میں بغیر قسم و نیت کے بھی فقط کمرہ ہی مراد ہو گا) اور سابق حکم (کمرہ بولکر پورا گھر مراد ہوتا)، جو عربی زبان کے محاورے کے مطابق ہے اس وقت ہے جب کسی خاص گھر یا کمرہ، یا کوٹھڑی وغیرہ کی طرف اشارہ کر کے نہ کہا ہو، اگر اشارہ کر کے کہا تو حکم اس اشارہ کے مطابق ہو گا اور اگر کسی نے قسم کھائی

کہ ایسے گھر میں نہ جاؤں گا جس کو فلاں شخص خریدے، اس کے بعد فلاں شخص ایک گھر خرید لے اور پھر اس کے بعد اس گھر کو قسم کھانے والے کے ہاتھ فروخت کردے، پھر قسم کھانے والا خریدنے کے بعد اس گھر میں داخل ہو تو حانث نہ ہوگا، اور اگر خریدنے والا خرید کر قسم کھانے والے کو ہبہ کردے پھر قسم کھانے والا اس میں داخل ہو جائے تو حانث ہوجائے گا اس لیے کہ خرید کر دوسرے کے ہاتھ میں فروخت کردینے کی وجہ سے پہلی خرید کا حکم ختم اور مرتفع ہوجائے گا اور ہبہ کردینے کی صورت میں مرتفع نہ ہوگا (قاضی خاں)

(راقم کہتا ہے کہ اگر اس خریدنے والے نے اس کو ہبہ بالعوض کیا ہے تو یہ بیع ہی کے حکم میں ہوگا اور پہلی خرید کا حکم ختم ہوکر داخل ہونے سے حانث نہ ہوگا) اور اگر قسم کھائی، کہ فلاں کے گھر میں داخل نہ ہوگا اور اس کے پاس دو گھر ہیں ایک میں خود سکونت رکھتا ہے اور دوسرا کرایہ پر رہتا ہے تو کرایہ والے کے گھر کے اندر داخل ہونے سے حانث نہ ہوگا بشرطیکہ کوئی دلیل ایسی قائم نہ ہو جس سے اس کی یہ قسم دونوں گھروں کو عام طریقہ سے شامل رہی ہو (محیط سرخسی)

اور اگر اس طرح کہا کہ فلاں کے گھر میں داخل نہ ہوں گا پھر فلاں نے وہ گھر کسی کے ہاتھ فروخت کردیا اس کے بعد اس میں وہ داخل ہوا تو امام اعظم و ابو یوسف رح کے نزدیک حانث نہ ہوگا (خلاصہ) اگر کسی عورت کے شوہر نے قسم کھائی کہ اس کا شوہر اس عورت کے گھر میں داخل نہ ہوگا، پھر اس عورت نے اپنے گھر کو فروخت کردیا پھر اس کا شوہر اس گھر میں داخل ہوا، پس اگر شوہر نے قسم میں یہ نیت کی تھی، کہ وہ اس کے ایسے گھر میں داخل نہ ہوگا جس میں وہ عورت رہتی ہو تو فروخت کرنے سے یہ قسم ختم و باطل نہ ہوگی (بلکہ جب تک وہ عورت اس میں رہے گی داخل ہونے سے حانث ہوجائے گا) اور اگر اس کی کچھ نیت قسم میں نہ رہی ہو تو قسم اس کے مملوکہ گھر پر واقع ہوگی، اور قسم فروخت کرنے سے ختم ہوجائے گی اور حانث نہ ہوگا یہ امام اعظم اور امام ابو یوسف رح کا قول ہے،

اور اگر قسم کھائی، کہ زید کے گھر میں داخل نہ ہوگا، پھر زید نے اپنا نصف گھر فروخت کردیا، لیکن ابھی زید اسی میں رہتا ہے، تو داخل ہونے سے حانث ہوجائے گا ہاں اگر اس مکان میں رہائش ترک کردی تو پھر داخل ہونے سے امام اعظم رح و امام ابو یوسف رح کے نزدیک حانث نہ ہوگا اسی طرح اگر قسم کھائی، کہ فلاں شخص کے گھر میں داخل نہ ہوگا اور پھر فلاں شخص نے اپنا گھر فروخت کردیا اور اس مکان کو چھوڑ کر دوسرے مکان میں چلا گیا تو اب اس میں داخل ہونے سے شیخین رح کے نزدیک حانث نہ ہوگا، اسی طرح اگر قسم کھائی، کہ اپنی بیوی کے گھر میں داخل نہ ہوگا، پھر عورت نے اپنا گھر کسی کے ہاتھ فروخت کردیا، پھر قسم کھانے والے نے اس گھر کو خریدنے والے سے کرایہ پر لے لیا تو دیکھا جائے گا اگر عورت کی جانب سے کسی بات پر قسم کھائی تھی تو داخل ہونے سے حانث نہ ہوگا اور اگر اسی مکان کو برا سمجھنے کی وجہ سے قسم کھائی تھی تو حانث ہوجائیگا

اگر کسی شخص نے فارسی زبان میں قسم کھائی، کہ در دار فلاں داخل نشود الا چیزے شگفتہ بود، پھر گھر والوں کا قتل واقع ہوجانے یا موت واقع ہوجانے یا آگ گھر میں لگ جانے کی وجہ سے، یا کسی ایسی بات اچانک واقع ہوجانے کی وجہ سے داخل ہوگیا تو حانث نہ ہوگا (قاضی خاں) اور اگر قسم کھائی، کہ زید کے گھر میں داخل نہ ہوں گا، پھر زید نے عمرو سے ایک گھر منگنی (عاریت) پر اس غرض سے لیا کہ اس میں دعوت ولیمہ کھلائے، پھر اس کے بعد قسم کھانیوالا اس میں داخل ہوجائے تو حانث نہ ہوگا، لیکن اگر عمرو اس گھر کو خالی کرکے دوسرے مکان میں چلا گیا اور زید ہی کے سپرد یہ مکان کرگیا کہ وہ اپنا سامان و اسباب اس میں لے آئے تو پھر حالف اس میں داخل ہوگا تو حانث ہوجائے گا (محیط) ابن رستم کہتے ہیں کہ امام محمد رح

نے فرمایا ہے کہ اگر کسی شخص نے ایک معین شخص کے مشہور گھر میں داخل نہ ہونے کی قسم کھائی، مثلاً قسم کھائی، کہ عمرو بن حریث کے گھر میں داخل نہ ہوں گا، پھر کسی ایسے ہی مکان میں جو اپنے مالک کے نام سے مشہور ہے، جیسے دار حسن بن صباح وغیرہ پھر عمرو بن حریث نے یا حسن بن صباح نے اس گھر کو جو اس کے نام سے منسوب ہے (معروف ہے) فروخت کر دیا، پھر قسم کھانے والا اس گھر میں داخل ہوا تو حانث ہو جائے گا (اس لیے کہ ایسے مواقع میں ان لوگوں کے نام کا ذکر محض اس مکان و جگہ کی شناخت کے لیے ہوتا ہے اور مقصود وہ مکان یا جگہ ہوتی ہے، کہ اس مکان و جگہ میں داخل نہ ہوگا (مترجم)

اور اگر ان گھروں میں سے کسی ایسے گھر پر قسم کھائی، جو کسی خاص شخص کی طرف سے نسبت کرکے مشہور و معروف نہیں ہے تو وہ جگہ یا مکان اگرچہ اس شخص کے ملک و قبضہ میں تھا، لیکن جب ان کی ملک و قبضہ سے نکل گیا تو اب اس میں داخل ہونے سے حانث نہ ہوگا (بدائع)

اگر کسی شخص نے قسم کھائی، کہ میں فلاں شخص کے مکان میں داخل نہ ہوں گا، اور فلاں مذکور اپنے والد کے ساتھ کرایہ کے ایک مکان پر رہتا ہے، جس کو اس کے والد نے کرایہ پر لیا ہے اور وہی کرایہ بھی دیتا ہے، لیکن اس مکان میں داخل ہونے سے حانث ہو جائے گا اس مسئلہ پر قیاس کرتے ہوئے کہ جب قسم کھائی کہ فلاں کے گھر میں داخل نہ ہوں گا، پھر اس فلاں کے بیوی کے گھر میں جس میں یہ فلاں بھی رہتا ہو داخل ہو گیا تو اگر اس شخص فلاں کا کوئی دوسرا گھر اس بیوی کے گھر کے سوا ایسا نہ ہو جو اس فلاں کی طرف رہائش میں یا ملک کے اعتبار سے منسوب ہو تو حانث ہو جائے گا اور اگر اس فلاں کے پاس کوئی دوسرا مکان ہو جو اس کی طرف منسوب ہو اور معروف ہو تو حانث نہ ہوگا، اسی طرح اگر اس مسئلہ پر قیاس کرکے کہ کسی نے قسم کھائی ہو کہ فلاں کے گھر میں داخل نہ ہوگا پھر اس عورت کے شوہر کے گھر میں داخل ہوا جس میں یہ عورت بھی سکونت پذیر ہو تو اگر اس عورت کا کوئی اور مکان نہ ہو تو حانث ہو جائے گا اور اگر اس عورت کا کوئی دوسرا مکان ہو تو حانث نہ ہوگا (خلاصہ)

نوادر میں امام ابو یوسف رحمۃ اللہ سے روایت ہے کہ اگر کوئی شخص قسم کھائے کہ فلاں کے گھر میں داخل نہ ہوں گا پھر اس فلاں کی گھر کی ایک دوکان میں داخل ہو گیا، جس کا دروازہ اگرچہ شارع عام (سڑک پر مثلاً) پر ہو اور اس گھر کا کوئی دروازہ اس دوکان میں نہ ہو جب بھی حانث ہو جائے گا اور اگر کسی نے قسم کھائی، کہ حمام (غسل خانہ) سر دھونے کے لیے داخل نہ ہوں گا، پھر حمام میں سر دھونے کی غرض سے نہیں کہ حمامی وغیرہ (مثلاً کارپردازان حمام) کو سلام کرنے کے لیے داخل ہو گیا، پھر وہاں اس نے سر بھی دھو لیا تو حانث نہ ہوگا، اور بعض مشائخ سے روایت ہے کہ اگر کسی نے قسم کھائی، کہ حمام میں داخل نہ ہوں گا، پھر اس کے بعد بیت السلخ (حمام کے پاس وہ کمرہ جس میں کپڑے وغیرہ اتارتے ہیں) داخل ہوا تو حانث نہ ہوگا (قاضی خاں)

کسی شخص کا کوئی گھر ہے، جس کے احاطہ میں چمن ہے، اور مثلاً زید نے قسم کھائی، کہ اس کے گھر میں داخل نہ ہوں گا پھر اس چمن میں داخل ہو گیا، اور چمن کا دروازہ صرف اس گھر کے کمروں کی طرف ہے، کسی اور طرف کو نہیں ہے اور ایک ہی چہار دیواری اس گھر و چمن کو گھیرے ہوئے ہے تو امام محمد رحمۃ اللہ نے فرمایا ہے کہ اس چمن میں داخل ہونے سے زید حانث نہ ہوگا، خواہ اس چمن کا رقبہ گھر کے رقبہ سے بڑا ہو یا چھوٹا اور اگر یہ چمن اس گھر کے وسط (آنگن) میں ہو، اور اس چمن کے اردگرد اس گھر کے کمرے ہوں تو اس چمن میں داخل ہونے سے حانث ہو جائے گا اور امام ابو یوسفؒ

سے اس مسئلہ میں دو روایتیں منقول ہیں (ایک) روایت میں وہی حکم ہے جو امام محمد رحمۃ اللہ سے منقول ہے اور دوسری روایت میں ہے کہ حانث ہو جائے گا اگرچہ صحن وسط میں ہی نہ ہو (ظہیریہ)

اور اگر کسی نے کہا کہ اگر میں نے فلاں شخص کو اپنے گھر میں داخل کیا تو میری بیوی کو طلاق ہے تو یہ قسم اس بات پر واقع ہو گی، کہ فلاں شخص اس کھانے والے کی اجازت سے داخل ہو (- - - - - - - - - - - - - - - - - - - -

(اگر فلاں شخص بغیر قسم کھانے والے کی اجازت کے خود بخود داخل ہو گیا تو حانث نہ ہو گا) اور اگر قسم کھائی کہ اگر میں نے فلاں شخص کو چھوڑ دیا کہ وہ میرے کمرہ میں داخل ہو تو میری بیوی پر طلاق ہے تو یہ قسم اس قسم کھانے والے کے علم پر دائر رہے گی، کہ اگر علم رہتے ہوئے اس فلاں کو داخل ہونے سے نہیں روکا بلکہ چھوڑ دیا یہاں تک کہ داخل ہو گیا تو حانث ہو جائے گا، اور اگر کہا کہ اگر فلاں شخص میرے گھر میں داخل ہو گیا۔ تو میری بیوی پر طلاق ہے، تو یہ قسم فلاں مذکور کے داخل ہونے پر دائر رہے گی خواہ قسم کھانے والا (حالف) اس کو اجازت داخلہ دے یا نہ دے ہر حال میں داخل ہوتے ہی وہ حانث ہو جائے گا (محیط)

اور اگر اس طرح کہا کہ اگر کوئی میرے اس گھر میں داخل ہوا تو میرا غلام آزاد ہے اور یہ گھر اسی کا ہے یا دوسرے کا خود اس گھر میں داخل ہونے سے حانث نہ ہو گا اور اگر اس طرح کہا کہ اس گھر میں کوئی داخل ہو گا تو میرا غلام آزاد ہے تو خود اپنے داخل ہونے سے بھی حانث ہو جائے گا خواہ وہ گھر اسی کا ملک ہو، یا دوسرے کا ہو، اور اگر کسی نے کہا، کہ بقسم میں فلاں شخص کو اپنے گھر میں داخل ہونے سے منع کروں گا، پھر اس فلاں شخص کو ایک مرتبہ بھی داخل ہونے سے منع کر دیا، تو اپنی قسم میں سچا ہو گا، پس اگر دوسری مرتبہ اس فلاں کو اس گھر میں جاتے دیکھا اور منع نہیں کیا تو اس پر کچھ لازم نہیں ہو گا (بحر الرائق)

ایک شخص نے قسم کھائی، کہ میں اس گھر میں داخل نہ ہوں گا، پھر مالک مکان نے اس گھر کے پہلو میں ایک کمرہ خریدا جس کا دروازہ اس گھر میں توڑ لیا اور اس کمرے کا راستہ اسی گھر سے کر لیا اور وہ دروازہ جو اس پہلے کمرہ کا تھا بند کر دیا پھر قسم کھانے والا اس کمرہ میں اس گھر کے اندر داخل ہوئے بغیر داخل ہو گیا جب بھی امام محمد رحمۃ اللہ کے قول کے مطابق حانث ہو جائے گا اس لئے کہ اس وقت وہ کمرہ بھی اسی گھر میں شمار ہو گیا، زید نے خالد بن عبد اللہ سے (مثلاً) کہا کہ اگر خالد بن عبد اللہ اس گھر میں داخل ہوا تو خالد بن عبد اللہ کی بیوی کو طلاق ہے اس کے بعد خالد بن عبد اللہ نے کہا کہ تم لوگ مجھ پر اس امر کے گواہ رہو، پھر خالد بن عبد اللہ اس گھر میں داخل ہو گیا تو اس کی بیوی پر طلاق لازم ہو گئی،

اگر کسی شخص نے کہا کہ میں اس گھر میں اور اس کوٹھڑی میں داخل نہ ہوں گا، پھر اس گھر کے باہر نکلا اور پھر میں داخل ہوا اور اس کوٹھڑی میں داخل نہ ہوا تو جب تک اس کوٹھڑی میں بھی داخل نہ ہو گا حانث نہ ہو گا اور یہ قسم ان دونوں میں داخل ہونے پر مرتب ہو گی (قاضی خاں)

اگر کسی نے قسم کھائی، کہ میں زید کے گھر میں داخل نہ ہوں گا اور یہ دونوں شخص (بوقت قسم) سفر میں تھے تو یہ قسم خیمہ چھولداری قبہ پر اور ہر منزل راہ پر جس میں اترنا ہو واقع ہو گی، لیکن اگر قسم کھانے والے نے ان چیزوں میں سے کوئی خاص چیز مراد لی ہو تو از روئے دیانت تصدیق کر لی جائے گی مگر قضاءً تصدیق نہ ہو گی (محیط)، لیکن ہمارے ملک و دیار کے عرف کے موافق یہ قسم زید کے جائے سکونت (حضر) کے گھر پر واقع ہو گی ہاں اگر یہ لوگ صحرائی و خانہ بدوش ہوں تو بیشک یہی حکم ہے

جو اوپر مذکور ہوا (مترجم) اور اگر قسم کھائی، کہ فسطاط (بڑا خیمہ) میں داخل نہ ہوں گا اور حال یہ ہے کہ یہ فسطاط ایک جگہ پر گڑا ہوا تھا اور پھر وہاں سے اکھیڑ کر دوسرے مقام پر نصب کیا گیا پھر اس میں داخل ہوا جب بھی حانث ہو جائے گا اور یہی حکم لکڑی کے قبہ میں بھی ہوگا اسی طرح اگر لکڑی کی سیڑھی یا منبر ہو تو اس میں بھی یہی ہوگا اس لئے کہ ان چیزوں کے ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنے سے ان کے نام سے کوئی تغیر نہیں آتا ہے (بدائع) یہی حکم بدوؤں کے خیمہ کا ہے جو بالوں کا ہوتا ہے،

اگر کسی نے قسم کھائی، کہ خباء (بالوں کا خیمہ) میں داخل نہ ہوں گا تو اعتبار اس کی لکڑیوں اور نمدے دونوں کا ہوگا، اور بعض فقہاء رح نے کہا، کہ اعتبار فرمایا چوبوں (لکڑیوں) کا ہوگا اور بعض کے نزدیک اعتبار فقط نمدے کا ہوگا، پس جنہوں نے قول کی بناء پر اگر نمدا بدل گیا اور چوبیں وہی باقی رہیں اور پھر اس میں داخل ہو گیا تو حانث ہو جائے گا اور اگر اس کے برعکس (محض چوبیں بدل دی گئیں اور نمد وہی رہا) ہو تو حانث نہ ہوگا، اور دوسرے قول پر اگر فقط چوبیں بدل گئیں اور نمد وہی رہا، تو حانث ہو جائے گا اور بالعکس میں حانث نہ ہوگا اور اصح قول وہی پہلا ہے جس میں چوب و نمد دونوں کا اعتبار ہے) (محیط)

اور اگر قسم کھائی، کہ فلاں کے پاس کمرہ میں نہ جاؤں گا، پھر وہ ایک کمرہ میں داخل ہوا جس میں وہ فلاں مذکور بھی موجود تھا تو اگر اس کے پاس جانے کی نیت نہیں کی تھی (بلکہ اتفاق سے وہ وہاں موجود تھا)، تو حانث نہ ہوگا (جب تک کہ خاص اس کے ملنے یا اس کے پاس جانے کی نیت سے نہ جائے) دو شخصوں میں سے ہر ایک نے قسم کھائی، کہ میں اس کے پاس نہ جاؤں گا، پھر دونوں ساتھ ہی ایک منزل میں داخل ہوئے، تو ان میں سے کوئی حانث نہ ہوگا (قاضی خاں)

اور اگر قسم کھائی، کہ فلاں کے پاس نہ جاؤں گا تو شیخ الاسلام رح نے شرح میں ذکر فرمایا ہے، کہ فلاں کے پاس نہ جانے سے عرف میں مطلق بولنے کی صورت میں یہ مراد ہوتی ہے کہ اس کی زیارت و تعظیم کے لئے ایسے مکان میں جہاں وہ اپنے ملاقاتیوں اور زیارت کنندہ لوگوں سے ملاقات کیلئے بیٹھا کرتا ہے نہ جاؤں گا اور امام قدوری نے بھی اپنی کتاب میں اسی کی طرف اشارہ کیا ہے، کیوں کہ امام قدوری رحمۃ اللہ نے فرمایا ہے کہ اگر اس کے پاس کسی مسجد یا چھتے یا دہلیز میں گیا تو حانث نہ ہوگا اسی طرح اگر فسطاط یا خیمہ میں اس کے پاس گیا، تو بھی حانث نہ ہوگا، ہاں اگر وہ شخص جس کے پاس نہ جانے کی قسم کھائی ہے) اگر بدوی اور خانہ بدوش ہے تو اس کی نشست کی جگہ یہی خباء و خیمہ ہوگی، پس حانث ہو جائے گا، بشرطیکہ بہ نیت زیارت و ملاقات گیا ہو، اور حاصل یہ ہے کہ اس میں عادت اور عرف کا اعتبار ہے، اور ہمارے عرف میں اگر وہ مسجد میں اس کے پاس گیا تو حانث ہو جائے گا، ہاں اگر وہ مسجد میں داخل ہوا اور اس کے پاس جانے کی نیت نہیں تھی یا اس کو علم نہیں تھا، کہ وہ بھی اسی میں ہے، تو اس میں جانے سے حانث نہ ہوگا،

اور قدوری میں لکھا ہے کہ اگر ایک قوم کے پاس گیا، جن میں فلاں مذکور بھی ہے مگر اس نے اس کے پاس جانے کا قصد نہیں کیا، تو فیما بینہ وبین اللہ تو حانث نہ ہوگا مگر قضاءً اس کی تصدیق نہ کیجائے گی (یعنی اگر یہ قسم کسی دنیوی معاملہ پر یا طلاق وغیرہ پر جس کا تعلق حق غیر سے ہوتا ہے کھائی ہے اور وہ دوسرا قاضی کے وہاں دعویٰ کر کے حنث ثابت کر کے اپنا مدعا ثابت کرنا چاہے اور یہ قسم کھانے والا اپنی نیت اور مراد بتلائے تو قاضی تصدیق نہ کرے گا،

نیز قدوری میں یہ بھی لکھا ہے، کہ فلاں کے پاس جانے کے یہ معنی ہیں کہ جانے وقت اس کے پاس جانے کا قصد ہو خواہ وہ اپنے گھر میں یا کسی دوسرے کے گھر میں ہو، اور اگر قسم کھائی، کہ فلاں کے پاس اس گھر میں داخل نہ ہوگا پھر وہ اس گھر میں داخل ہوا...... اور فلاں اس گھر کے کسی کمرے میں ہے تو حانث نہ ہوگا اور اگر صحن دار (آنگن) میں ہوگا تو

حانث ہو جائے گا اس لئے کہ فلاں کے پاس داخل ہونے والا جب ہی شمار ہو گا جب اس کے سامنے ہو اور اس کا شاہد کرے (اور آنگن میں ہونے کی صورت میں یہ بات متحقق ہو گئی بخلاف کروں میں رہنے کے) اسی طرح اگر قسم کھائی، کہ فلاں کے پاس اس گاؤں میں داخل نہ ہوں گا تو گاؤں میں داخل ہونے سے حانث نہ ہو گا جب تک کہ گاؤں مذکور میں اس کے پاس اس کے گھر میں داخل نہ ہو جائے (محیط) اگر کسی شخص نے قسم کھائی، کہ فلاں کے پاس داخل نہ ہوں گا پھر اس کے مرنے کے بعد اس کے پاس گیا تو حانث نہ ہو گا (سراجیہ)

اگر کسی شخص نے اپنی بیوی سے کہا کہ جب کبھی بھی میں ان دونوں گھروں میں سے کسی ایک گھر میں داخل ہوں گا تو قسم خدا کی تجھ کو نہیں ماروں گا۔ اس کے بعد ان دونوں گھروں میں داخل ہوا اور اس عورت کو مارا تو فقط ایک ہی بار حانث ہو گا اور اگر اسی جملہ میں اس طرح کہے تو مجھ پر قسم ہے اگر میں تجھ کو ماروں، پھر اس کے بعد دونوں گھروں میں داخل ہوا یا ایک ہی گھر میں دوبارہ داخل ہوا، پھر اس عورت کو مارا تو ہر دفعہ کے داخل ہونے کا ایک کفارہ دینا ہو گا،

اگر کسی شخص نے اپنی بیوی سے اس طرح قسم کھائی، کہ جب جب میں اس گھر میں داخل ہوں گا تو قسم خدا کی تجھ سے مقاربت نہ کروں گا تو وہ شخص ایلار کرنے والا شمار ہو جائے گا، پس اگر اس گھر میں داخل ہونے کے بعد جماع کرے تو حانث ہو جائے گا اور قسم ٹوٹ جائے گی اور ختم ہو جائے گی حتیٰ کہ اگر دوبارہ اس گھر میں داخل ہو گا تو ایلار کرنے والا نہ ہو گا یہاں تک کہ اگر دوبارہ داخل ہونے کے بعد جماع کرے گا تو کوئی دوسرا کفارہ لازم نہ ہو گا اور اگر دوسری بار داخل ہونے کے بعد سے چار ماہ تک داخل نہ ہوا تو بھی وہ عورت مطلقہ بائنہ نہ ہو گی یعنی اس پر طلاق بائن واقع نہ ہو گی۔ ہاں اگر پہلی بار داخل ہونے کے بعد جماع نہ کرے یہاں تک کہ دوبارہ پھر داخل ہو تو وہ ایلار کرنے والا شمار ہو گا پس جس وقت پہلی بار داخل ہونے کے بعد سے چار ماہ گذر جائیں گے تو وہ طلاق بائنہ سے مطلقہ ہو جائے گی، پھر جب دوسری بار داخل ہونے کے بعد چار ماہ گذر گئے اور ابھی عدت میں باقی رہے گی تو ایک اور طلاق بائن سے مطلقہ ہو جائے گی

اور اگر کہا، کہ ہر دفعہ جب کہ میں اس گھر میں داخل ہوں اگر تجھ سے مجامعت کروں تو تجھ کو تین طلاق ہے، پھر اس گھر میں دو مرتبہ داخل ہوا تو قسم کے ہونے میں ہر دفعہ کے داخلہ میں ایلار کرنے والا شمار ہو گا حتیٰ کہ اگر مدت ایلار کے اندر مجامعت کرے گا تو تینوں طلاقیں واقع ہو جائیں گی اور اگر مجامعت نہ کی اور مدت ایلار (چار ماہ) گذر گئے تو ایک طلاق سے بائنہ ہو گی۔ اور پھر جب دوسری بار داخل ہونے کے بعد چار مہینے بلا مجامعت گذر جائیں گے تو پھر ایک طلاق سے مطلقہ ہو گی لیکن تین سے زیادہ طلاقیں واقع نہ ہوں گی

اور اگر اس طرح کہے کہ ہر دفعہ جب میں اس گھر میں داخل ہوا اور تجھ سے مجامعت کی تو مجھ پر اللہ کے واسطے ایک غلام آزاد کرنا لازم ہے، یا اس طرح کہا کہ یہ غلام آزاد ہے اگر میں نے تجھ سے مقاربت کی پھر دوبارہ داخل ہوا تو ہر بار کے داخلہ پر وہ ایلار کرنے والا شمار ہو گا، پس جس داخلہ کے بعد مجامعت کرے گا اس کے اعتبار سے حانث ہو گا (اور اگر کسی بار میں مجامعت نہیں کی تو ایلار میں پورا اتر جائے گا اور ایک طلاق بائن واقع ہو جائے گی)

اگر کسی نے اپنی بیوی سے کہا کہ اگر میں تجھ سے مقاربت کروں تو تجھ کو تین طلاق ہے اور پھر ایک دن کے بعد یہی جملہ کہا کہ اگر میں تجھ سے مقاربت کروں تو تجھ کو تین طلاق ہے تو یہ قسم کے ہونے کے حق میں دو مستقل ایلار ہیں لہٰذا اگر اس کے بعد مجامعت کیا، تو فقط ایک قسم میں حانث ہو گا اور تین طلاقیں واقع ہوں گی اور اگر اس طرح کہے کہ ہر بار کہ میں اس گھر میں داخل ہوں

اگر میں تجھ سے مجامعت کروں تو مجھ کو ایک حج لازم ہے یا کہے کہ تو مجھ پر قسم نذر ہے، پھر اس کے بعد دو مرتبہ اس گھر میں دو بار داخل ہوا اور ہر دفعہ کے داخلہ میں اس عورت سے مجامعت کی تو اس پر دو حج یا دو قسم کی جزاء واجب ہوگی اسی طرح اگر شرط مؤخر کر کے بیان کیا جب بھی یہی حکم ہوگا اور اگر اس طرح کہا کہ ہر دفعہ جب میں اس گھر میں داخل ہوؤں اگر تجھ سے مقاربت کروں، تو مجھ پر ایک حج لازم ہے، پھر گھر میں دوبارہ داخل ہوا اور ہر بار مجامعت کی تو دو حج لازم ہوں گے، لیکن اگر اس گھر میں داخل ہونے سے قبل مجامعت کر کے داخل ہوا اور پھر مجامعت کی تو فقط ایک ہی ایلاء لازم ہوگا اور اگر اس طرح کہا کہ جب کبھی میں اس گھر میں داخل ہوؤں اور تجھ سے قربت نہیں کی، یا نہ کروں تو تجھ کو طلاق ہے تو فقط ایک بار حانث ہوگا،

اور اگر کہا کہ قسم خدا کی (واللہ) میں تجھ سے مقاربت نہ کروں گا جب کبھی کہ میں اس گھر میں داخل ہوا یا تجھ سے مقاربت نہ کیا تو تجھ کو طلاق ہے جب کبھی میں اس گھر میں داخل ہوں، ایلاء کرنے والا نہ ہو جائے گا اور اگر اس صورت میں بغیر مقاربت کے داخل ہو گیا، تو ایک طلاق واقع ہو جائے گی (شرح جامع کبیر)

لفظ یا کے مرادی معنیٰ اور محاورہ کے معنیٰ کے اعتبار سے احکام قسم میں تبدیلی کی تفصیل

اگر دو منفی فعل کے درمیان حرف "یا" (حرف تردید) داخل کر کے قسم کھائی، مثلاً اس طرح کہا کہ قسم خدا کی میں اس گھر میں داخل نہ ہوں گا یا اس (دوسرے) گھر میں داخل نہ ہوں گا، پھر اس کے بعد ان دونوں گھروں میں سے کسی بھی گھر میں داخل ہو جائے گا تو حانث ہو جائے گا ہاں اگر دونوں گھروں میں سے کسی میں داخل نہ ہو یہاں تک کہ مر جائے تو حانث نہ ہوگا اور اگر دو مثبت فعل (یعنی جس فعل پر حرف نفی داخل نہ ہو) کے درمیان حرف "یا" (تردید کا حرف) داخل کر کے قسم کھائی، مثلاً اس طرح کہا کہ قسم خدا کی میں اس گھر میں داخل ہوں گا یا اس (دوسرے) گھر میں داخل ہوں گا پھر وہ اس کے بعد وہ ان دو گھروں میں سے کسی ایک گھر میں داخل ہو گیا تو وہ قسم میں سچا شمار ہو جائے گا ہاں اگر ان دونوں گھروں میں سے کسی گھر میں داخل نہ ہوا یہاں تک کہ مر گیا تو اب بیشک حانث شمار ہوگا،

اور اگر کلمہ یا (حرف تردید) ایک فعل مثبت اور ایک فعل منفی کے درمیان میں داخل کیا مثلاً اس طرح کہا کہ قسم خدا کی آج میں اس گھر میں داخل ہوں گا یا اس (دوسرے) گھر میں آج ضرور داخل ہوں گا پھر اس کے بعد اس دوسرے گھر میں اسی دن داخل ہو گیا تو فعل منفی کی قسم میں بھی سچا شمار ہو جائے گا اور وہ قسم ساقط ہو جائے گی اور اگر ان دونوں گھروں میں داخل ہونا اس کے قبضہ سے نکل جائے، تو فعل مثبت کی قسم میں حانث شمار ہوگا اور فعل منفی کی قسم ساقط شمار ہوگی اور اگر پہلے گھر میں داخل ہو گیا تو حانث شمار ہوگا اور فعل مثبت کی قسم ساقط شمار ہوگی اور ایسے مسائل میں ایک دفعہ حانث ہو جانے سے قسم منحل وختم ہو جاتی ہے چنانچہ اگر دوبارہ اسی چیز کو بجا لائے جس میں حانث ہو چکا ہے تو دوبارہ حانث شمار نہ ہوگا، اسی تفصیل حکم اس قسم میں بھی ہے جس میں شروع قسم فعل مثبت سے کیا ہو مثلاً اس طرح کہا ہو کہ واللہ میں اس گھر میں آج ضرور داخل ہوں گا یا اس (دوسرے) گھر میں کبھی داخل نہ ہوں گا البتہ فرق اتنا ہے کہ قسم اثبات میں اگر آج ہی اس گھر میں داخل ہو گیا تو سچا اور بری شمار ہوگا، اور قسم نفی میں دوسرے گھر میں داخل نہ ہونے پر حانث شمار ہوگا (شرح تلخیص جامع کبیر) اور اگر اس طرح کہا، کہ قسم خدا کی میں اس گھر میں نہ ہوں گا یا اس (دوسرے) گھر میں داخل ہوں گا پھر اس کے بعد اگر دوسرے گھر میں داخل ہونے سے قبل پہلے گھر میں داخل ہو گیا تو حانث ہو جائے گا اور اگر پہلے دوسرے ہی گھر میں داخل ہو گیا تو قسم ساقط اور ختم ہو جائے گی اور اگر اس نے (اس لفظ یا) سے تردید کے

بجائے)، تخییر کی نیت کی ہو یعنی یہ نیت کی ہو کہ ان دونوں گھروں میں سے جس گھر میں چاہوں گا داخل ہو جاؤں گا اور جنہیں نہ چاہوں گا نہ داخل ہوں گا تو اصل (مبسوط) میں مذکور ہے کہ قسم اس کی نیت پر دائر ہوگی اور قسم کا انعقاد ان دونوں گھروں میں سے فقط ایک پر ہوگا یعنی فقط اول گھر میں نہ داخل ہونے کے ساتھ ہوگی یا فقط ثانی گھر میں داخل ہونے کے ساتھ ہوگا اور یہی عامہ مشائخ رح کا قول ہے، نیز یہی قول شیخ ابو عبد اللہ زعفرانی کا ہے اور یہی اصح ہے،

اور اگر کہا کہ قسم خدا کی میں اس گھر میں داخل نہ ہوں گا یا دوسرے دو گھروں میں سے ایک گھر میں داخل ہوں گا اور اس کی نیت کسی خاص صورت کی نہیں تھی، تو اگر پہلے وہ ان دوسرے دو گھروں میں سے کسی ایک میں داخل ہو گیا تو اپنی قسم میں سچا اور پورا اتر گیا اور قسم ساقط (ختم) ہو گئی اور اگر ان دوسرے دو گھروں میں سے کسی میں داخل ہونے سے قبل پہلے گھر میں داخل ہو گیا تو اپنی قسم میں حانث ہو گیا (شرح جامع کبیر للحصیری) اور اگر کہا کہ قسم خدا کی میں آج اس گھر کا داخلہ ترک کروں گا یا کل اس دوسرے گھر میں داخل ہوں گا، پھر اس کے بعد اس نے آج کے دن اس پہلے گھر کا داخلہ ترک کر دیا تو اپنی قسم میں سچا ہو گیا اور قسم ساقط ہو گئی اور اگر اس طرح قسم کھائی کہ میں اس گھر میں داخل نہ ہوں گا اور اگر میں اس گھر میں داخل ہوا تو اس دوسرے گھر میں داخل ہوں گا تو یہ قید و استثناء باطل و لغو ہوگی (عتابیہ)

لفظ جب تک اور جس وقت کے فرق پر تفریع

اگر کسی شخص نے قسم کھائی کہ جب تک زید اس گھر میں ہے میں اس میں داخل نہ ہوں گا اس کے بعد زید مع اپنے بال بچوں کے اس گھر سے کہیں منتقل ہو گیا اور پھر دوبارہ اس مکان میں لوٹ آیا اور اس کے بعد قسم کھانے والا اس گھر میں داخل ہوا تو حانث نہ ہوگا اور قسم نہ ٹوٹے گی اسی طرح اگر یہ کہا کہ جب تک میرے بدن پر یہ کپڑا ہے یا جب تک مجھ پر یہ کپڑا ہے تو بھی یہی حکم ہوگا (یعنی یہ کپڑا اتار دے پھر دوبارہ اسی کپڑے کو پہن لے اور اس کے بعد قسم سابق کے خلاف کرے تو حانث نہ ہوگا۔ مترجم) اور اگر اس طرح کہا کہ قسم خدا کی جس وقت تم اس وقت میں مکان میں سکونت پذیر ہو گے یا جس وقت یہ کپڑا میرے بدن پر رہے گا میں اس وقت اس گھر میں داخل نہ ہوں گا پھر اس کے بعد مخاطب اس گھر میں سے نکل گیا یعنی سکونت منتقل کر دی، پھر دوبارہ اسی مکان میں لوٹ آیا اور سکونت پذیر ہو گیا یا قسم کھانے والے نے وہ کپڑے بدل لئے پھر دوبارہ اسی کو پہن لیا، پھر یہ شخص اس گھر میں داخل ہوا تو حانث ہو جائے گا (محیط للسرخسی)

اگر کسی نے قسم کھائی، کہ میں اس گھر میں سکونت نہ کروں گا تو اس کے یہ معنی ہوں گے کہ خود اس میں رہے اور اسباب ضرورت اور اثاث البیت اور سامان رہائش اس گھر میں لا کر رکھے جب ایسا کرے گا تو ہوگا ورنہ حانث نہ ہوگا (بدائع)

اگر کسی نے قسم کھائی، کہ میں اس گھر میں سکونت نہ رکھوں گا، پھر خود اس گھر سے نکل گیا، لیکن اپنے اہل و عیال اور سامان و اسباب کو اسی میں چھوڑ گیا تو دیکھا جائے گا اگر قسم کھانے والا ایسا شخص ہے، جو دوسرے کی عیال داری میں ہے، مثلاً خود بالغ لڑکا ہے جو باپ کی عیال داری میں ہے، یا بیوی ہے، جو اپنے شوہر کے ساتھ رہتی تھی تو اس حلف میں حانث نہ ہوگی اور اگر قسم کھانے والا دوسرے کی عیال داری میں نہ ہو بلکہ خود مستقل ہو، تو اس مذکورہ شکل میں قسم میں سچا شمار نہ ہوگا ہاں اگر اسی وقت سے اہل و عیال سامان وغیرہ کے منتقل کرنے میں بھی مشغول ہو گیا تو حانث شمار نہ ہوگا کیوں کہ اس حالت کا نام سکونت نہیں ہے پھر حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ کے نزدیک قسم سچے ہونے کی شرط یہ ہے کہ اپنے سب اہل و عیال اور سب مال و متاع کو اٹھا لے جائے حتیٰ کہ اگر اس گھر میں اس کی ایک کھونٹی یا جھاڑو بھی رہ گئی تو حانث ہو جائے گا اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ کے قول پر

اگر اپنے اہل و عیال کو اور اکثر اسباب کو منتقل کر دیا ہے، تو قسم میں سچا شمار ہوگا، اور فتویٰ اسی قول پر ہے اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اگر اپنے اہل و عیال اور محض اس قدر اسباب کو لے گیا ہے جس سے خانہ داری کا نظم ہو سکتا ہے، جب بھی حانث نہ ہوگا، بلکہ قسم میں سچا شمار ہوگا (قاضی خاں)، اور مشائخ نے فرمایا ہے کہ یہ قول احسن ہے اور لوگوں کے حق میں اسی میں آسانی ہے، اور اسی پر فتویٰ ہے (النہر الفائق)، اور اس میں اتفاق ہے کہ قسم میں پورا اور سچا ہونے کے لیے اہل و عیال اور خادموں کا منتقل کر دینا شرط ہے، اور اگر ان سب کو کسی دوسرے مکان میں منتقل نہیں کیا، بلکہ محض کسی گلی میں یا مسجد میں منتقل کر دیا ہو اور مکان مذکور جس پر قسم کھائی ہو کسی کے سپرد نہیں کیا ہے، تو اس میں اختلاف ہے اور صحیح یہ ہے کہ وہ اس صورت میں حانث ہو جائے گا جب تک کہ کسی دوسرے مکان میں مسکن اور جائے قیام نہ بنا لے ہاں اگر اس گھر کو اس طرح سپرد کر دیا ہے کہ مثلاً وہ گھر خود اس کا مکان مملوکہ تھا، کسی کو کرایہ پر دیدیا، یا خود اس میں کرایہ دار تھا یا کسی سے عاریت پر لے رکھا تھا اور خالی کر کے مالک مکان کے سپرد کر دیا اور اگرچہ اپنے لئے کوئی دوسرا مکان جائے قیام و مسکن نہیں بنایا ہے جب بھی حانث نہ ہوگا، اگر کسی شخص نے قسم کھائی کہ میں اس گھر میں نہ رہوں گا پھر اس نے اپنے اہل و عیال و سامان کو منتقل کرنا چاہا، لیکن اس کی بیوی نے نکلنے (اور جانے) سے انکار کر دیا تو اس شخص پر واجب ہے کہ بیوی کو بھی لے جانے کی کوشش کرے اگر اس کے باوجود بیوی غالب آگئی اور یہ عاجز ہو گیا، لیکن خود نکل کر دوسرے مکان میں منتقل ہو گیا تو اپنی قسم میں حانث نہ ہوگا (فتاویٰ قاضی خاں)، اور اگر کسی شخص نے قسم کھائی کہ میں اس گھر میں نہ رہوں گا پھر جب نکلنا چاہا تو دروازہ اس طرح بند پایا کہ اس سے کھل نہیں سکتا، مثلاً قفل لگا دیا گیا یا بیڑیاں ہتکڑیاں ڈال کر نکلنے سے روک دیا گیا ہے، تو بعض مشائخ رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ اول صورت میں حانث ہوگا اور دوسری صورت میں حانث نہ ہوگا اور صحیح یہ ہے کہ دونوں صورتوں میں حانث نہ ہوگا (غیاثیہ) اور اگر اس صورت میں دیوار گرا کر نکلنے پر قادر ہو، تو اس پر دیوار گرانا واجب ہوگا اور وہ حانث بھی شمار نہ ہوگا (قاضی خاں)

اگر کسی نے کہا کہ اگر میں آج کی رات اس شہر میں رہوں تو ایسا ہے، مثلاً بیوی کو طلاق ہے یا غلام آزاد ہے، پھر اس کو بخار آگیا اور ایسا حال ہو گیا کہ خود نہیں نکل سکتا تھا یہاں تک کہ صبح ہو گئی تو حانث ہو جائے گا اس لئے کہ یہ ممکن تھا کہ وہ کسی کو اجرت پر لے لیتا اور وہ اس شخص کو شہر سے باہر کر دیتا بخلاف اس کے وہ شخص جس کو کوئی قید کر لیتا اس لئے کہ قید کرنے والا اس کو باہر نکلنے سے روک لیتا ہاں اگر وہ اس کو نہ روکے تو وہ بھی مثل مریض کے شمار ہوگا اور یہی صحیح ہے (محیط)

کسی شخص نے اپنی بیوی سے کہا کہ اگر تو گھر میں ٹھہری رہے گی، تو تجھ کو طلاق ہے اور حال یہ ہے کہ وہ مکان چہار دیواری سے گھرا ہوا ہے، اور دروازہ مقفل ہے، تو یہ عورت معذور شمار ہوگی، اور عورت پر واجب ہوگا کہ دیوار پھاند کر جاوے یہاں تک کہ دروازہ کھولا جاوے تو اب اس کو نکلجانا ضروری ہوگا، اور فقیہ ابو اللیث رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ہم اسی قول کو اختیار کرتے ہیں (فتاویٰ غیاثیہ)

اور اگر اس مکان میں اپنا سامان چھوڑ کر دوسرے مکان کی تلاش میں گیا ہے، تو صحیح قول کے موافق حانث نہ ہوگا اس لئے دوسرے مکان کی تلاش بھی منتقل ہونے کے کاموں میں سے ایک کام ہے اور عرفاً جتنی مدت تلاش کرنے میں صرف ہوگی وہ اس میں سے مستثنیٰ ہوگی ہاں اگر تلاش کرنے کی مدت میں بہت زیادتی ہو جائے جو عرفاً تلاش کی مدت سے بھی زائد ہو جائے تو حانث ہو جائے گا (مجمع البحرین) اگر کسی شخص نے قسم کھائی، کہ اس مکان میں

رہوں گا، پھر نکلکر دوسرے مکان کی تلاش میں گیا، تاکہ بچوں کو اور مال و اسباب کو منتقل کر دے۔ لیکن چند روز تک دوسرا مکان نہیں ملا، تو اگرچہ یہ ممکن رہا ہو، کہ مال و اسباب نکال کر باہر رکھ دیتا، لیکن پھر بھی حانث نہ ہوگا اسی طرح اگر کسی بار برداری (لادنے) کا جانور تلاش کرنے میں مشغول ہوا تاکہ اس پر لاد کرلے جائے یا نصف شب کو ایسی قسم کھائی، کہ صبح تک اس کا منتقل کرنا ممکن نہیں ہے، یا اسباب بہت ہے اور خود نکل گیا اور خود ہی اسباب منتقل کرنے میں مشغول ہو گیا، حالاں کہ یہ ممکن ہے، کہ مزدور دں سے اور کرایہ پر منتقل کرا سکتا ہے مگر ایسا نہیں کرتا تو ان سب صورتوں میں حانث نہ ہوگا مگر یہ حکم اس وقت ہے جب وہ اس طرح منتقل کرتا ہو، جس طرح لوگ منتقل کیا کرتے ہیں اور اگر وہ اس طرح منتقل نہ کرتا ہو جس طرح لوگ منتقل کیا کرتے ہیں (بلکہ سستی و بہانہ کرتا ہے) تو حانث ہو جائے گا اور مشائخ رحمہم اللہ نے فرمایا ہے کہ یہ حکم اسوقت ہے کہ عربی میں قسم کھائی ہو، یا ایسی زبان میں قسم کھائی ہو کہ اس زبان کا محاورہ بھی اسی نوع کا ہو جس نوع کا عربی میں ہے (مترجم)

اور اگر فارسی میں قسم کھائی، کہ واللہ من بدیں خانہ اندر نباشم یعنی واللہ میں اس گھر کے اندر نہ رہوں گا پھر خود اس قصد سے نکل گیا کہ لوٹ کر نہ آؤں گا تو حانث نہ ہوگا اور اگر اس قصد سے نکلا کہ پھر لوٹ کر آئے گا تو حانث ہو جائے گا (قاضی خاں)

اگر کسی شخص نے اپنی بیوی سے کہا کہ اگر تو اس مکان میں مقیم رہی تو تجھ کو طلاق ہے اور یہ قسم نصف شب میں کھائی تو عورت فوراً اسی وقت مکان سے نکلنے میں معذور شمار ہوگی اور اگر یہی قسم اس شخص نے اپنے بارے میں کھائی، تو فوراً نکل جانے میں معذور شمار نہ ہوگا اس لئے کہ مرد رات میں مکان سے باہر نکلنے میں نہیں ڈرتا، حتیٰ کہ اگر اس کے حق میں بھی چوروں، ڈاکوؤں یا دشمنوں کی طرف سے خوف ثابت ہو، یا حکومت کی جانب سے اسوقت نکلنا ممنوع ہو تو وہ بھی معذور شمار ہوگا (ذخیرہ) (حاصل یہ کہ خوف ختم ہونے کے بعد فوراً اس مکان سے نکل جانا ضروری ہوگا اگر خوف ختم ہونے کے بعد ذرا دیر بھی اس مکان میں مقیم و ساکن رہ جائے تو قسم ٹوٹ جائے گی۔ مترجم) اور کسی مکان میں رہتا ہو اور قسم کھا جائے کہ میں اس مکان میں نہ رہوں گا پھر مال و اسباب منتقل کرنا دشوار معلوم ہو تو اس کا حیلہ یہ کر سکتا ہے کہ کسی معتبر و معتمد شخص کے ہاتھ اس وقت فروخت کر کے چلا جاوے اور پھر جب اس کو منتقل کرنا آسان ہو جاوے اس کو اس شخص سے خرید لے (سراجیہ)

اگر دو آدمی ایک ساتھ رہتے ہوں، پھر ان میں سے ایک نے قسم کھائی، کہ اس کے ساتھ نہ رہوں گا، پھر اپنا سامان منتقل کر دیا تو حانث نہ ہوگا ورنہ حانث ہو جائے گا اور اگر قسم کھانے والے نے اپنا مال و اسباب اس دوسرے شخص کو ہبہ کر دیا یا اس کے پاس بطور امانت یا عاریت کے رکھدیا اور دوسرے مکان کی تلاش میں نکل گیا اور چند روز تک کوئی دوسرا مکان نہ ملا لیکن وہ اس مکان میں نہ آیا، تو امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ اگر اس نے اپنا سامان اس دوسرے شخص کو ہبہ کر دیا تھا، یا بطور امانت یا عاریت کے یہاں رکھا تھا، لیکن اسی وقت بایں ارادہ باہر نکل گیا تھا کہ اب لوٹ کر نہیں آؤں گا تو اس کے ساتھ رہنے والا شمار ہوگا یعنی حانث نہ ہوگا (سراج وہاج)

اگر کسی شخص نے قسم کھائی، کہ میں اس شہر میں نہ رہوں گا، پھر خود چلا گیا اور اپنے اہل و عیال و مال و اسباب کو اسی شہر میں چھوڑ گیا تو حانث نہ ہوگا اسی طرح کسی گاؤں کے بارے میں اسی قسم کی قسم کھائی، تو اس کا حکم بھی شہر کے حکم کی طرح ہے (کہ اگر اس میں اپنے اہل و عیال وغیرہ کو چھوڑ کر خود چلا گیا تو حانث نہ ہوگا) اور یہی قول صحیح ہے البتہ گلی و کوچہ و محلہ اسی قسم میں بمنزلہ گھر کے ہے (یعنی اگر قسم کھائی، کہ میں اس گھر میں نہیں رہوں گا اور پھر خود اپنے اہل و عیال اور سامان کو اسی گھر میں چھوڑ کر خود نکل گیا، لیکن اسی گلی یا کوچہ و محلہ میں مقیم رہا تو اسی گھر میں رہنے کے حکم میں ہوگا اور حانث ہو جائے گا۔ مترجم) اور اگر فارسی میں

قسم کھائی، کہ اندریں دہ بناشم، یعنی میں اس گاؤں میں نہ رہوں گا، پھر اپنے اہل وعیال واسباب کو لے کر وہاں سے نکل گیا، پھر واپس آکر اسی میں سکونت اختیار کر لی تو (خواہ راستہ ہی سے واپس آکر یا کہیں پر سکونت اختیار کرنے کے بعد پھر واپس آکر بہرحال ہر صورت میں) حانث ہوجائے گا اور اسی طرح جو فعل بھی ممتد ہوتا اس میں ایک وقت سچا ہوجانے سے وہ قسم باطل نہیں ہوتی (بلکہ اس کا اثر باقی رہتا ہے) (خزانۃ المفتین)

مشائخ رح نے فرمایا ہے کہ یہ حکم اس وقت ہوگا جب شخص مذکور سکونت کرنے اور قیام پذیر ہونے کے ارادے سے واپس آئے، پس اگر کسی کو دیکھنے کے لئے آیا یا اپنے مال واسباب کو منتقل کرنے کی غرض سے آیا اور چند روز رہ گیا، لیکن اس کی نیت یہاں مقیم ہونے کی، یا سکونت کرنے کی نہیں ہے تو حانث نہیں ہوگا اور اگر سکونت کرنے کی نیت سے آیا ہے، تو تھوڑی دیر کا رہنا بھی مثلاً منٹ دو منٹ کا رہنا بھی حانث ہوجانے کے لئے کافی ہوگا دوام شرط نہیں ہے (محیط)

اور اگر کہا، کہ اگر میں اس سال یا ایک سال اس موضع میں رہوں تو میری بیوی پر طلاق ہے، پھر ایک سال سے ایک دن کم رہا، یا اس طرح قسم کھائی، کہ اس گھر میں مہینہ بھر نہیں رہوں گا پھر ایک گھنٹہ دو گھنٹہ رہا تو حانث نہ ہوگا جب تک کہ پورا سال، یا پورا مہینہ نہ رہے (خزانۃ المفتین)

اور اگر قسم کھائی، کہ میں فلاں کے ساتھ ہم سکونت نہ رہوں گا، پھر قسم کھانے والا سفر میں اس فلاں کے مکان پر اتر پڑا اور دو ایک دن تک مقیم رہ گیا، تو حانث نہ ہوگا، جب تک کہ اس کے ساتھ کم سے کم پندرہ دن تک نہ رہے (قاضی خاں)

اگر کسی نے قسم کھائی، کہ میں مثلاً کوفہ میں نہ رہوں گا، پھر بسلسلہ سفر کوفہ میں گذرا اور وہاں چودہ دن تک ٹھہرنے کی بھی نیت کر لی، مگر حانث نہ ہوگا اور اگر پندرہ دن رہنے کی نیت کر لی تو حانث ہوجائے گا اور اگر قسم کھائی، کہ فلاں کے ساتھ سکونت نہ کروں گا، پھر فلاں مذکور اس قسم کھانے والے کے مکان میں بطریق غصب داخل ہوگیا اور رہنے لگا اور قسم کھانیوالا اس کے ساتھ رہا تو حانث ہوجائے گا خواہ قسم کھانے والے کو اس بات کا علم ہوا ہو یا نہ ہوا ہو، اور اگر غاصب کے اس مکان میں اترتے ہی وہ قسم کھانے والا وہاں سے اپنے نکل جانے کا بندوبست کرنے لگا اور منتقل ہونا شروع کر دیا تو حانث نہ ہوگا (خزانۃ المفتین)

اور اگر قسم کھانے والا سفر میں گیا اور فلاں مذکور اس قسم کھانے والے کے اہل وعیال کے ساتھ مقیم رہا تو امام ابوحنیفہ رح کے نزدیک حانث ہوجائے گا اور امام ابویوسف رح نے فرمایا کہ حانث نہ ہوگا اور فتوی اسی پر ہے،

اور منتقی (نام کتاب) میں لکھا ہے کہ اگر محلوف علیہ یعنی جس کے ساتھ نہ رہنے کی قسم کھائی ہے، تین دن رات کی مسافت پر، یا اس سے زیادہ مسافت پر سفر میں گیا اور قسم کھانے والا اس کے اہل وعیال کے ساتھ مقیم رہا تو امام ابویوسف رح کے قول پر حانث نہ ہوگا اور اگر اس سے کم دوری پر گیا ہے تو حانث ہوجائے گا (فتاوی ظہیریہ)

اور اگر قسم کھائی، کہ میں فلاں کے ساتھ کوفہ میں (مثلاً) سکونت پذیر نہ رہوں گا تو یہ قسم کوفہ میں ایک مکان کے اندر ساتھ رہنے پر واقع ہوگی حتیٰ کہ اگر قسم کھانیوالا کوفہ میں ایک مکان میں رہے اور وہ دوسرا شخص (محلوف علیہ یعنی جس پر قسم کھائی ہے) کوفہ ہی میں دوسرے مکان میں ہے تو حانث نہ ہوگا، لیکن اگر قسم کھانے والے نے یہ نیت کی ہو کہ میں اور وہ شہر کوفہ میں ایک ساتھ نہ رہیں گے تو اس وقت قسم اس کی نیت پر ہوگی، اسی طرح اگر قسم کھائی کہ فلاں کے ساتھ اس فلاں گاؤں میں نہ رہوں گا تو یہ قسم اس کے ساتھ ایک مکان میں رہنے پر واقع ہوگی اسی طرح اگر قسم کھائی کہ فلاں کے ساتھ خراسان میں (مثلاً) نہ رہوں گا تو بھی (یہی مذکورہ بالا) حکم ہے، اور اسی طرح اگر یہ قسم کھائی، کہ میں فلاں کے ساتھ دنیا میں نہ رہوں

گا، تو بھی اس کے ساتھ ایک مکان میں رہنے پر قسم واقع ہوگی اور اگر قسم کھائی کہ فلاں کے ساتھ نہ رہوں گا پھر کشتی میں اس کے ساتھ رہتا ہو، اس طرح پر کہ ہر ایک کے ساتھ اس کے اہل و عیال اور سامان و اسباب بھی ہے اور اس کشتی کو اپنی منزل بنا لیا ہو تو حانث نہ ہوگا، لیکن یہ صورت ملاحوں کے حق میں مساکنت یعنی ساتھ رہنے کے حکم میں ہے اور یہی حکم جنگلی لوگوں کا ہے جب کہ وہ ایک ہی خیمہ میں مجتمع ہو کر رہیں، یعنی حانث ہو جائے گا اور اگر خیمے سب کے متفرق ہوں تو حانث نہ ہوگا، اگرچہ دونوں آپس میں نزدیک نزدیک ہوں (ذخیرہ)

اور اگر قسم کھائی، کہ میں فلاں کے ساتھ نہ رہوں گا، پھر اس کے ساتھ کسی مکان کے یا کمرہ کے چھجہ کے سامنے میدان میں مقیم رہا، جب بھی حانث ہو جائے گا (بدائع)، اور اگر قسم کھائی، کہ میں فلاں کے ساتھ سکونت نہ کروں گا اور کچھ نیت نہیں کی، پھر ایک ہی احاطہ میں دونوں اس طرح رہے کہ ہر ایک علیحدہ علیحدہ کمرہ میں رہا تو حانث نہ ہوگا، اور ساتھ ہی رہنا اس وقت متحقق ہوگا جب کہ دونوں ایک ہی کمرہ میں رہیں، یا دونوں ایک ہی مکان کے علیحدہ علیحدہ کمروں میں رہیں اور اگر اہل و عیال ہوں تو اہل و عیال و مال و اسباب اسی ایک کمرہ میں رہیں اور جب ایک مکان میں علیحدہ علیحدہ کوٹھڑیاں ہوں، تو ہر کوٹھڑی علیحدہ علیحدہ مسکن شمار ہوگا لہٰذا حانث نہ ہوگا اور اگر اس نے اپنی قسم میں یہ نیت کی ہو، کہ وہ اس طرح علیحدہ علیحدہ کوٹھڑیوں میں نہ رہے گا تو حانث ہو جائے گا اور امام ابو یوسف رحمہ سے مروی ہے کہ یہ حکم اس وقت ہے، جب احاطہ بہت بڑا ہو، جیسے کوفہ میں دار ولید ہے یا بخارا میں دار نوح ہے کہ یہ بمنزلہ ایک محلہ کے ہے (قال المترجم۔ اور جیسے دیوبند میں ادیوان ہے اور مدرسہ دارالعلوم ہے اور اکثر کالجوں اور یونیورسٹیوں کا یہی حکم ہے۔ اور اگر وہ گھر ایسا نہ ہو تو بغیر نیت مذکور کے بھی حانث ہو جائے گا، خواہ اس مکان میں متعدد کمرے اور کوٹھڑیاں ہوں اور اگر اس نے قسم کھائی ہے کہ فلاں کے ساتھ سکونت نہ کروں گا، پھر ایک ہی کمرہ یا کوٹھڑی میں بغیر اہل و عیال اور سامان و متاع کے بھیٹرا رہا تو ہمارے نزدیک حانث نہ ہوگا

اور اگر قسم کھائی، کہ فلاں کے ساتھ ایک مکان میں نہ رہوں گا اور مکان معین کا نام بھی لیا پھر دونوں نے اس کو آپس میں تقسیم کر لیا اور بیچ میں دیوار قائم کر لی اور ہر ایک نے اپنا دروازہ بھی الگ توڑ لیا، پھر قسم کھانے والا ایک حصہ میں رہا اور دوسرا دوسرے حصے میں رہا تو حانث ہو جائے گا، اور اگر قسم کھائی، کہ فلاں کے ساتھ مقیم نہ ہوں گا اور کسی خاص مکان کا نام نہیں لیا اور نہ نیت کی، پھر اسی طرح ایک مکان کے دو حصے کر کے درمیان میں دیوار قائم کر لی، پھر ایک حصہ میں قسم کھانیوالا مقیم رہا اور دوسرے حصہ میں دوسرا مقیم رہا تو حانث نہ ہوگا (قاضی خاں)

اور اگر ایک شخص نے قسم کھائی، کہ فلاں کے ساتھ مقیم نہ ہوں گا، اور کوئی مکان متعین طور پر بیان نہیں کیا تو امام ابو یوسف رحمہ نے فرمایا ہے، کہ اگر اس کے ساتھ بازار کی دوکان میں مقیم رہا جس میں دونوں صنعت کا کام کرتے ہیں یا اپنی اپنی تجارت کرتے ہیں تو حانث نہ ہوگا اور یہ قسم صرف ان ہی مکانوں پر واقع ہوگی جس کو انہوں نے اپنے لیے رہائش کا گھر بنایا ہے کہ اس میں مع اپنے اہل و عیال کے رہیں گے، لیکن اگر اس نے اس طرح دوکان میں رہنے کی بھی نیت کی ہو یا باہم قبل اس مکان کے دونوں کے درمیان ایسی گفتگو ہوئی ہو جو اس پر دلالت کرتی ہو، تو اس صورت میں حانث ہو جائے گا اس لیے کہ یہ قسم اس کے سیاق کلام اور مفہوم پر ہوگی، اور اگر اس نے دوکان کو اپنا گھر اور اپنی جائے سکونت بنا لیا ہو چنانچہ کہا جاتا ہے کہ فلاں شخص نے بازار میں اپنا گھر بنا لیا ہے، یا بازار میں رہتا ہے، پس اگر قسم مذکور میں کوئی چیز اس امر پر دلالت کرتی ہو کہ اس نے

۔۔۔ یہی مراد لی ہے کہ وہ بازار میں فلاں کے ساتھ رہنا ترک کرے گا تو یہ قسم اسی مفہوم پر محمول ہوگی، اور حانث ہو جائے گا اور اگر کوئی ایسا قرینہ تو نہیں ہے، لیکن اس نے کہا کہ میں نے بازار میں باہم رہنے کی نیت کی تھی تو بھی اس کا قول تسلیم و قبول ہوگا اس لئے کہ اس نے اپنے نفس پر سختی کی ہے (بدائع)

اور اگر قسم کھائی، کہ میں فلاں مکان میں اس کے ساتھ مقیم نہ ہوں گا، پھر وہ مکان منہدم ہو گیا، اور وہاں دوسرا مکان بن گیا، پھر اس میں اس کے ساتھ مقیم ہوا تو حانث ہو جائے گا اور یہ بخلاف اس صورت کے ہوگا کہ کسی معین کمرہ میں اس کے ساتھ نہ رہنے کی قسم کھائی اور وہ کمرہ منہدم کر کے میدان کر دیا گیا، پھر اسی جگہ پر دوسرا کمرہ بنایا گیا پھر اس میں اس کے ساتھ مقیم ہوا تو حانث نہ ہوگا،

اور اگر قسم کھائی کہ اس معین مکان میں اس کے ساتھ نہ رہوں گا پھر وہ مکان گرا کر باغ بنا لیا گیا تو اس میں رہنے سے حانث نہ ہوگا، اور اگر قسم کھائی کہ میں زید کے مکان میں نہ رہوں گا یا زید کے کسی مکان میں نہ رہوں گا اور کوئی متعین مکان نامزد نہیں کیا اور نہ نیت کی پھر زید کے ایسے مکان میں مقیم ہوا جو قسم کے وقت سے لے کر سکونت کے وقت تک زید کی ملک میں ہے، تو بالاتفاق حانث ہو جائے گا اور اگر ایسے مکان میں رہا جس کو اس نے اس قسم کھانے کے بعد خریدا ہے تو حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رح کے نزدیک اور امام محمد رح کے نزدیک حانث ہو جائے گا،

اور اگر قسم کھائی، کہ میں زید کے کسی مکان میں سکونت پذیر نہ ہوں گا پھر ایسے مکان میں سکونت کی جو زید کے اور دوسرے شخص کے درمیان میں مشترک ہو تو حانث نہ ہوگا خواہ دوسرے کا حصہ اس میں کم ہو یا زیادہ (محیط)

اور اگر قسم کھائی، کہ میں زید کے اس مکان میں سکونت نہ کروں گا پھر زید نے اس کو فروخت کر دیا پھر حالف اس میں رہا تو اس کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ اس نے اس خاص مکان میں رہنے کی نیت کی ہو تو حانث ہوگا اور اگر یہ نیت کی ہو کہ جب تک زید کی ملکیت میں یہ مکان رہے گا نہ رہوں گا تو حانث نہ ہوگا اور اگر اس کی کچھ نیت نہ ہو تو امام اعظم رح اور امام ابو یوسف رح نے فرمایا کہ حانث نہ ہوگا (ذخیرہ)

اور اگر کسی نے قسم کھائی، کہ ایسے مکان میں نہ رہوں گا جس کو زید خریدے، پھر زید نے اس کو دوسرے شخص کے واسطے خریدا اور اس میں یہ ساکن ہو گیا تو حانث ہو جائے گا اور اگر اس نے یہ دعوی کیا کہ میری نیت یہ تھی کہ زید اس کو اپنے لئے خریدے تو اگر قسم اللہ تعالیٰ کی ہو تو اس کی تصدیق کر لی جائے گی اور اگر طلاق یا عتاق کی ہو تو قضاءً اس کی تصدیق نہ ہوگی (محیط)

اور اگر کسی نے قسم کھائی، کہ میں کمرہ میں نہ رہوں گا اور اس کی کوئی خاص کمرہ کی نیت نہ رہی ہو اور پھر بالوں کے کمرے میں ساکن ہوا یا بڑے خیمہ میں رہا یا چھوٹے خیمہ میں رہا تو حانث نہ ہوگا ۔۔۔۔۔۔ بشرطیکہ وہ خیمہ وغیرہ میں رہنے والوں میں نہ ہو، بلکہ آبادی کے اندر رہنے والوں میں سے ہو اور اگر بدوی ہو یعنی خیمہ وغیرہ کے اندر رہنے والوں میں سے ہو تو حانث ہو جائے گا (مبسوط)، اور اگر قسم کھائی کہ لابیت مع فلاں یا لابیت فی مکان کذا یعنی فلاں کے ساتھ رات نہ گذاروں گا تو رات بھر اس کے ساتھ رہنے پر قسم متحقق ہوگی، پس اگر آدھی رات سے زیادہ اس کے ساتھ یکجا رہا تو حانث ہو جائے گا اور اگر اس سے کم رہا تو حانث نہ ہوگا خواہ وہ سویا ہو یا نہ سویا ہو (بدائع)، اور اگر قسم کھائی، کہ اس منزل میں رات نہ گذاروں گا، پھر خود اس میں سے نکل کر باہر سویا اور اپنے اہل و عیال اور سامان و اسباب کو وہیں چھوڑ دیا تو حانث نہ ہوگا اور ایسی قسم اس کی ذات پر ہوگی، اہل و عیال و اسباب پر نہ ہوگی اور اگر قسم کھائی، کہ یہ رات اس کمرہ کی چھت پر نہ گذاروں گا

اور اس چھت پر ایک چھجہ ہے کہ اس کی زمین اور چھت دونوں ایک ہے تو وہاں رات گذارنے سے حانث ہو جائے گا،

اور اگر قسم کھائی، کہ کسی چھت پر رات نہ گذاروں گا، پھر اس چھجہ پر سویا تو حانث نہ ہوگا اور اگر اس طرح کہا کہ واللہ میں فلاں کی منزل میں کل کے دن رات نہ گذاروں گا تو وہ کل کی کوئی بھی ساعت ہوتے پر محمول ہوگی (ظہیریہ)

اور اگر قسم کھائی، کہ لایاوی مع فلان او لایاوی فی مکان او دار او بیت، یعنی فلاں کے ساتھ نہ ٹھہرے گا، یا فلاں مکان یا فلاں گھر یا فلاں کمرے میں نہ ٹھہرے گا تو اوارت کے اصل معنی یہ ہیں کہ ٹھہر جائے کسی مکان میں فلاں کے ساتھ خواہ تھوڑی دیر ٹھہرے یا بہت دیر خواہ دن میں ٹھہر جائے یا رات میں اور یہ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے اور یہی قول امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کا ہے اور اس سے زیادہ کی نیت کی ہو مثلاً ایک دو روز کی نیت کی ہو تو اس کی نیت پر متحقق ہوگی

اور ابن رستم نے امام محمد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی ہے، کہ اگر کسی نے کہا کہ لایاوی وایاک بیت ابداً یعنی کوئی کرہ مجھے اور تجھے کبھی ساتھ نہ دے گا تو امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے دوسرے قول اور میرے قول میں یہ قسم تھوڑی دیر بھی ساتھ رہنے پر واقع ہوگی (یعنی منٹ دو منٹ کے لئے بھی بلکہ اس سے کم مقدار بھی دونوں ایک جگہ کمرہ میں ساتھ ہو گئے، تو قسم واقع ہو جائے گی اور حانث ہو جائے گا۔ مترجم) ہاں اگر اس سے زیادہ کی مثلاً دو ایک دن کی نیت کر لی ہو، تو اس نیت پر قسم واقع ہوگی،

اور ابن سماعہ نے امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی ہے کہ اگر زید نے قسم کھائی، اور کہا کہ میں عمرو کو جگہ نہ دوں گا اور حال یہ ہے کہ عمرو مذکور کو زید کی عیال داری میں زید کے مکان میں موجود ہے تو زید حانث ہو جائے گا ہاں اگر زید کی نیت عمرو کو ڈرانے اور محض دھمکانے کی نیت ہو تا کہ جن حرکتوں میں وہ گرفتار ہے ان کو چھوڑ دے (اور اس نیت پر قرینہ بھی موجود ہو) تو یہ حکم نہ ہوگا اور اگر عمرو زید کی عیال داری میں اور زید کے مکان میں نہ ہو تو یہ قسم زید کی نیت پر موقوف ہوگی، اگر یہ نیت ہو کہ عمرو کو اپنی عیال داری اور پرورش میں نہ رکھے گا تو یہ قسم اسی نیت پر محمول ہوگی اور اگر یہ نیت کی ہو کہ اس کو اپنے گھر میں داخل نہ کرے گا تو یہ قسم اسی نیت پر محمول ہوگی، پھر اگر عمرو اس کی اجازت کے بغیر خود اس کے مکان میں داخل ہو گیا اور وہ اس کو دیکھکر چپ رہا کچھ نہ بولا تو بھی حانث نہ ہوگا (بدائع)

اگر کوئی آدمی سفر کو نکلا اور اس کے ساتھ دوسرا آدمی بھی ہے اور اس کا ارادہ جس مقام پر جانے کا ہے اس کو بیان بھی کر دیا ہے، لیکن پھر اس کے بعد قسم کھائی کہ میں اس آدمی کو سوائے اس سفر کے اور کہیں ساتھ نہ رکھوں گا، پھر کچھ دور چلنے کے بعد دونوں کی رائے میں اس پہلے مقام کے علاوہ کسی دوسرے مقام کو جانا مصلحت معلوم ہوا اور دونوں اس دوسرے مقام کی طرف لوٹ پڑے جو پہلے مقام کے علاوہ ہے جس کا نام پہلے لیا تھا تو امام ابو یوسف رح نے فرمایا کہ یہ سفر پہلے سفر کا جزو ہے اور اسی میں شمار ہوگا اور حانث نہ ہوگا

اگر کسی شخص نے قسم کھائی، کہ آج میں پیدل نہ چلوں گا بجز ایک میل کے، پھر اپنے گھر سے نکلکر ایک میل تک پیدل جا کر پھر اپنے مکان کو واپس آگیا تو امام محمد رحمۃ اللہ نے فرمایا کہ یہ اپنی قسم میں حانث ہو جائے گا (بشرطیکہ اس نے ایک میل سے زائد نفس چلنے کی نفی کی ہو اس واسطے کہ وہ اس صورت میں دو میل پیدل چلا یا، اور اگر اس نے ایک میل سے زائد جانے کی نفی کی ہو تو حانث نہ ہوگا۔ مترجم) اگر زید نے قسم کھائی، کہ واللہ میں عمرو کی مصاحبت نہ کروں گا پس اگر زید ایک صف و

قطار میں رہ چل رہا ہو) اور عمرو دوسری صف قطار میں چل رہا ہو، تو امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ وہ اس کا مصاحب شمار ہوگا، راور حانث نہ ہوگا) اور اگر دونوں ایک ہی صف وقطار میں چل رہے ہوں تو مصاحب شمار ہو جائے گا، اور حانث ہو جائے گا، اگرچہ ایک اس صف وقطار میں اول وشروع میں ہو اور دوسرا بالکل اخیر میں ہو، اسی طرح اگر دونوں ایک کشتی میں سوار ہوں، تو بھی دونوں ایک دوسرے کے مصاحب شمار ہوں گے اور حانث ہو جائے گا اگرچہ دونوں ایک ہی درجہ میں ہوں، خواہ دونوں دو الگ الگ درجہ میں ہوں اور کھانا بھی دونوں کا الگ الگ ہو کیونکہ آنا جانا ایک ہی راستے سے ہوگا

اور اگر اس طرح قسم کھائی، کہ واللہ میں فلاں شخص کی مرافقت (ہم سفری) نہ کروں گا تو امام ابو یوسف رحمۃ اللہ نے فرمایا ہے، کہ اگر ان دونوں کا کھانا ایک ہی مکان میں اور ایک ہی جگہ ہے، چاہے دونوں ایک ہی جماعت کے ساتھ چل رہے ہوں، یا الگ الگ دونوں صورتوں میں مرافقت ثابت ہو جائے گی،

اور اگر دونوں ایک کشتی میں سوار ہوں اور دونوں کا طعام یکجا نہ ہو، کہ ایک ہی دسترخوان پر بیٹھ کر کھاتے ہوں، تو مرافقت ثابت نہ ہوگی اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے، کہ اگر کسی شخص نے قسم کھائی، کہ فلاں کے ساتھ مرافقت (یعنی سفر میں ساتھ) نہ کروں گا، پھر دونوں سفر میں نکلے، پس اگر دونوں ایک ہی کجاوہ میں سوار ہوں، یا دونوں کا اونٹ یا سیٹ یا اسی قسم کی سواری (جیسے رکشہ، یکہ، تانگا وغیرہ) یا کرایہ کا معاملہ ایک ہو تو مرافقت ثابت ہوگی ورنہ مرافقت ثابت نہ ہوگی اگرچہ رفتار وقافلہ ایک ہو (قاضی خاں)

چوتھا باب

گھر سے نکلنے یا کہیں آنے اور سواری پر سوار ہونے وغیرہ کی قسم کھانے کے بیان میں

اور اگر کسی نے قسم کھائی، کہ میں مسجد یا مکان یا گھر وغیرہ سے نہ نکلوں گا، پھر کسی کو حکم دیا کہ اس کو اٹھا کر، یا کسی چیز پر رکھ کر باہر کر دے اور اس نے اسی طرح باہر کر دیا تو حانث ہو جائے گا اسی طرح اگر جانور پر سوار ہو اور وہ اس کو لے کر باہر نکل گیا تو بھی حانث ہو جائے گا (فتح القدیر) کسی نے قسم کھائی، کہ باہر نہ نکلوں گا، پھر کوئی زبردستی اٹھا کر اس کو باہر لے گیا تو حانث نہ ہوگا اور ایسا ہی حکم اندر داخل نہ ہونے کی قسم میں ہے (تمر تاشی) اور جب کوئی شخص زبردستی اٹھا کر باہر کر دے گا تو قسم بھی منحل اور ختم ہو جائے گی یعنی اس کے بعد اگر خود بھی نکل جائے تو حانث نہ ہوگا مگر اس میں اختلاف ہے اور صحیح یہ ہے کہ قسم منحل اور ختم نہ ہوگی حتیٰ کہ اگر اس کے بعد خود نکل گیا تو حانث ہو جائے گا، اور اگر کسی نے حالف کے حکم کے بغیر خود اس کو اٹھا کر باہر نکال دیا اور وہ اس کے روکنے اور منع کرنے پر قادر تھا، لیکن اس نے روکا نہیں بلکہ اپنے دل سے اس پر راضی رہا تو اس صورت میں بھی اختلاف ہے مگر صحیح یہ ہے کہ حانث نہ ہوگا (شرح جامع صغیر لقاضی خاں)

اور اگر کسی چیز پر جبر واکراہ کیا گیا کہ اپنے پیروں باہر نکلے، یا اندر داخل ہو اور اس نے اس جبر کی وجہ سے ایسا کر لیا تو حانث ہو جائے گا (تمر تاشی)، اور اگر قسم کھائی کہ باہر نہ نکلے گا تو جب تک کوچہ (گلی) میں نہ نکلے حانث نہ ہوگا (خلاصہ) کسی شخص نے قسم کھائی، کہ اپنے مکان سے نہ نکلوں گا پھر اپنے دروازے سے نکلا، پھر واپس ہو گیا تو حانث ہو گیا اور اگر

قطعہً مکان کے کسی کمرے میں یا اوپر یا نیچے کی کسی منزل میں بیٹھ کر قسم کھائی، پھر اس منزل یا مکان سے باہر نکلنے سے قبل واپس آگیا تو حانث نہ ہوگا (قاضی خاں) اور اگر قسم کھائی، کہ اپنے مکان سے باہر نہ نکلوں گا، مگر جنازہ پڑھنے کے لئے، پھر اس نے بعد جنازہ پڑھنے کے ارادہ سے نکلا اور وہاں کوئی اور ضرورت بھی کرتا آیا تو حانث نہ ہوگا (کافی)

اور اگر قسم کھائی، کہ رے (ایک مقام کا نام ہے) سے کوفہ (یہ بھی ایک مقام کا نام ہے) کیجانب نکلوں گا، پھر رے سے مکہ مکرمہ کا قصد کر کے نکلا اور اس کا راستہ کوفہ ہو کر ہے تو امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اگر رے سے نکلنے کے وقت اس کی نیت کی تھی، کہ کوفہ ہو کر جائے گا تو حانث ہو جائے گا اور اگر مکان سے نکلنے کے وقت یہ نیت تھی کہ کوفہ سے ہو کر نہیں جائے گا، لیکن نکلنے کے بعد اس کی رائے میں آگیا، اور کچھ دور چل کر ایسی جگہ آگیا کہ اب نماز قصر کرتا ہے اور پھر کوفہ میں ہو کر گذرتا ہے تو حانث نہ ہوگا اور اگر قسم کھاتے وقت اس کی نیت یہ تھی کہ خاص کوفہ کی نیت سے کوفہ نہ جاؤں گا پھر اس نے حج کا قصد کیا اور رے سے نکلکر نیت کی کوفہ ہو کر جاؤں گا تو فیما بینہ وبین اللہ وہ حانث نہ ہوگا اور اگر قسم کھائی، کہ سوائے مسجد جانے کے اور کسی کام کے لئے گھر سے باہر نہ نکلے گا، پھر مسجد کے ارادے سے باہر نکلا اور وہاں سے غیر مسجد کی طرف بھی نکلنے کی اس کی رائے ہو گئی اور گیا تو حانث نہ ہوگا (محیط)

امام قدوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اپنے دار سکونت (ایسے مکان سے نکلنے کے یہ معنیٰ ہوتے ہیں کہ مع اپنے اہل وعیال ومتاع سامان کے نکلے اور اپنے شہر وگاؤں سے نکلنے میں یہ مفہوم ہوتا ہے کہ خود خاص اپنے تن بدن سے نکل جاوے، اور منتقیٰ میں اتنا زیادہ کر کے لکھا ہے کہ اگر تنہا اپنے بدن سے باہر نکل گیا تو قسم میں سچا ہو گیا خواہ سفر کا قصد کیا ہو یا نہ کیا ہو (ذخیرہ) اور اگر کہا کہ واللہ میں نہ نکلوں گا اور حال یہ ہے، کہ اس مکان کے کسی کمرے میں بیٹھا ہوا ہے، پھر وہاں سے مکان کے صحن میں آگیا تو حانث نہ ہوگا ہاں اگر وہاں (صحن میں) بھی نہ نکلنا اس کی نیت میں رہا ہو تو حانث ہو جائے گا اور اگر اس نے یہ نیت کی ہو کہ نکلکر مکہ کو نہ جاؤں گا یا شہر سے نہ نکلوں گا تو قضاءً ودیانۃً کسی طرح اس کی تصدیق نہ ہوگی یعنی باوجود بیان نیت کے بھی حانث شمار ہوگا (بحر الرائق)

اور اگر قسم کھائی، کہ اپنے کمرے سے نہ نکلوں گا، پھر صحن میں نکل گیا تو حانث ہو جائے گا اور ہمارے متاخرین مشائخ رح نے فرمایا ہے کہ یہ ان کے عرف کے موافق ہے اور ہمارے عرف میں یہ صحن بھی کمرہ ہی کے حکم میں ہے، پس جب تک صحن دروازہ سے نکلکر گلی وکوچہ میں داخل نہ ہو حانث نہ ہوگا اور اسی پر فتویٰ ہے۔

اور اگر قسم کھائی، کہ اس مکان سے نہ نکلوں گا، پھر اپنا ایک پاؤں اس مکان سے نکالا تو اپنی قسم میں حانث نہ ہوگا اور ایسا ہی امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر فرمایا ہے اور ہمارے بعض مشائخ رح نے فرمایا ہے کہ اگر مکان مذکور کے باہر نیچا (نمایاں) ہو تو حانث ہو جائے گا اور بعض مشائخ رح نے فرمایا کہ اگر اس کا سہارا نکلے ہوئے پاؤں پر ہو تو حانث ہو جائے گا، اگرچہ مکان کا باہر نیچا نہ ہو، لیکن ہمارے اصحاب کے ظاہر الروایۃ کے موافق کسی حال میں حانث نہ ہوگا اور اسی کو شمس الائمہ سرخسی رح اور حلوائی رح نے اختیار فرمایا ہے اور یہ اس وقت ہے کہ کھڑے کھڑے قدموں کے بل نکلا ہو اور اگر بیٹھ کر اس نے اپنے پاؤں (دونوں) باہر نکال دیئے اور اس کا بدن اندر ہے تو حانث نہ ہوگا، پھر اگر کھڑا ہو گیا تو حانث ہو جائے گا (کیونکہ اس وقت اس کا پورا بدن باہر ہو جائے گا) اور اگر چت یا پٹ یا کروٹ لیٹا ہوا باہر نکلا یہاں تک کہ اس کا بعض بدن باہر نکل آیا مگر حانث نہ ہوگا ہاں اگر اس کا زیادہ بدن باہر نکل گیا تو حانث ہو جائے گا اگرچہ اس کی

دونوں ساقین (پنڈلیاں) اندر ہی ہوں اور اگر قسم کھائی، کہ اس مکان سے باہر نہ نکلوں گا اور اس مکان میں ایک بڑا درخت ہے، جس کی شاخیں مکان سے باہر ہیں اور وہ اس درخت سے چڑھ کر ان شاخوں پر آگیا یہاں تک کہ مکان سے باہر ہو کر بیچ راستہ میں آگیا کہ اگر وہاں سے گرے تو راستہ میں گرے گا، جب بھی حانث نہ ہوگا خواہ قسم کھانے والا ممالک عسکر کا باشندہ ہو یا ممالک عجم کا (محیط)

اگر قسم کھائی، کہ میری بیوی اس مکان سے نہ نکلے گی، پھر اس کی بیوی مکان کے دروازے سے یا دیوار کے اوپر سے کسی بھی اور طرح سے باہر نکل گئی، تو حانث ہو جائے گا اور اگر قسم کھائی، کہ اس مکان کے دروازے سے باہر نہ ہوں گا تو خواہ قدیم دروازے سے نکلے، یا نیا دروازہ کھول کر اس سے نکلے خواہ کسی اور طرح دروازہ بنا کر نکلے بہر حال حانث ہو جائے گا، اور اگر دیوار کے اوپر سے نکلے یا کوئی دیوار وغیرہ کر کے نکلے، تو حانث نہ ہوگا، اسی طرح بعض مشائخ نے شرح ایمان الاصل میں ذکر کیا ہے۔

اور حیل میں ذکر فرمایا ہے کہ اگر کسی نے قسم کھائی، کہ اس دروازہ سے نہ نکلوں گا، پھر چھت پر چڑھ کر کسی پڑوسی کے یہاں اتر کر نکلا۔ یا اسی مکان کا کوئی دوسرا نیا دروازہ بنا کر اس سے نکلا تو حانث نہ ہوگا اور شیخ ابو بکر بوسی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ صحیح یہ ہے کہ حانث ہو جائے گا اس لئے کہ یہ سب اسی مکان کے دروازے ہیں۔

اور اگر قسم کھائی، کہ اس مکان کے اس دروازے سے نہ نکلوں گا، پھر دوسرے دروازہ سے جو اس معین دروازہ کے علاوہ ہے، نکلا ہے تو حانث نہ ہوگا (شرح ایمان الاصل، فتاویٰ اہل سمرقند میں لکھا ہے کہ کسی نے قسم کھائی، کہ اس مکان کے اس دروازہ سے نہ نکلوں گا (اور وہ دروازہ لکڑی کا ہے) اور اس کی نیت میں یہی لکڑی کا دروازہ ہے، پھر وہ دروازہ گر گیا، اور اس کے بعد وہ شخص اسی مقام سے نکلا تو حانث نہ ہوگا اور اگر لکڑی کا یہی دروازہ اس کی نیت میں مراد نہ تھا تو حانث ہو جائے گا (ذخیرہ)

اگر کسی نے اپنی بیوی کے بارے میں قسم کھائی، کہ وہ بجز زیارت کے اور کسی کام کے لئے مکان سے باہر نہ نکلے گی اس کے بعد وہ عورت ایک مرتبہ زیارت کے لئے نکلی، پھر دوسری مرتبہ کسی اور کام کے لئے نکلی تو حانث ہو جائے گا، اور اگر اس طرح نیت کی تھی کہ اس مرتبہ بجز زیارت کے اور کسی کام کے لئے نہ نکلے گی، تو اگر وہ ایک مرتبہ زیارت کے لئے نکلے پھر دوبارہ کسی اور کام کے لئے نکلے تو حانث نہ ہوگا اور اگر اس طرح قسم کھائی کہ فلاں شخص کے ساتھ مکان سے باہر نہ نکلے گی پھر اس کے بعد وہ کسی دوسری عورت کے ساتھ یا تنہا مکان سے نکلی پھر وہ شخص مذکور خود جا کر اس کے ساتھ مل گیا تو حانث نہ ہوگا اور اگر اس طرح قسم کھائی کہ وہ (بیوی) اس کے مکان سے نہ نکلے گی پھر اس کے بعد وہ (بیوی) اس مکان کے بالاخانہ پر جو پاخانہ ہے اس میں گئی اور اس کا راستہ عام سڑک سے یا عام راستے سے ہے تو یہ مکان سے نکلنا نہ ہوگا (مبسوط)

اور اگر قسم کھائی، کہ میں مکان سے مکہ کی جانب نکلوں گا، یا مکہ کی جانب جاؤں گا پھر مکہ جانے کے ارادے سے مکان سے نکلا، پھر واپس آگیا تو حانث ہو جائے گا اور حانث ہونے کے لئے شرط یہ ہے کہ اپنے شہر کی آبادی سے مکہ کو جانے کی نیت سے باہر ہو جاوے اگر آبادی سے باہر نکلنے سے قبل ہی لوٹ آیا تو حانث نہ ہوگا اگرچہ قسم اسی نیت پر ہو (کافی)

اور اگر قسم کھائی کہ مکہ کی جانب پیدل نہ نکلوں گا اس کے بعد اپنے شہر سے پیدل نکل گیا، پھر اس کے بعد اگرچہ سوار ہو لیا مگر حانث ہو جائے گا اور اگر شہر سے سوار ہو کر باہر نکلا اور پھر پیدل ہو گیا تو حانث نہ ہوگا (خلاصہ) اور اگر کسی نے قسم

کھائی، کہ میں مکہ میں داخل ہوں گا، پھر داخل نہ ہوا یہاں تک کہ فوت ہو گیا تو زندگی کے اخیر لمحہ میں حانث ہو گا اور اگر قسم
کھائی، کہ اس کے پاس کل کے دن آؤں گا اگر استطاعت (طاقت) ہوئی، پھر اس کے جانے سے مرض یا کوئی جابر انسان جو
روکنے پر قادر ہو مانع و عارض ہو کر سامنے آگیا اور روک لیا جس کی وجہ سے وہ نہ آسکا تو حانث نہ ہو گا (کافی)

اور اگر قسم کھائی، کہ بغداد میں (مثلاً) پیدل نہ آؤں گا اس کے بعد سوار ہو کر بغداد تک آیا، پھر پیدل ہو کر بغداد میں داخل
ہوا تو حانث ہو جائے گا (خلاصہ) اور منتقی میں مذکور ہے کہ اگر کسی نے قسم کھائی، کہ میری بیوی فلاں کی شادی یا نکاح میں
نہ جائے گی، پھر قبل شادی یا نکاح کے گئی اور وہیں مقیم رہی یہاں تک کہ شادی یا نکاح ہو گیا تو حانث نہ ہو گا، اور اگر
کسی نے قسم کھائی، کہ میں فلاں کے پاس نہ آؤں گا تو یہ قسم اس بات پر ہو گی کہ وہ اس کے مکان یا دوکان پر نہ آئے خواہ
اس سے ملاقات ہو یا نہ ہو اور اگر اس کی مسجد میں آیا تو حانث نہ ہو گا،

اور منتقی میں لکھا ہے کہ کسی شخص نے کسی دوسرے کو لازم پکڑا (یعنی اپنا حق طلب کرنے کے لئے ہر وقت اس کے ساتھ رہنے
لگا)، پھر جس کو لازم پکڑا ہے اس نے قسم کھائی، کہ کل اس کے پاس آؤں گا، پھر جہاں پر اس کو لازم پکڑا تھا وہاں پر آیا تو
قسم میں سچا نہ ہو گا، یہاں تک کہ اس طالب لازم پکڑنے والے کے مکان پر آئے اور اگر اس کے مکان پر اس کو لازم پکڑا ہے
اور قسم کھائی ہے کل اس کے پاس ضرور آئے گا، پھر طالب یا لازم پکڑنے والا اس مکان سے دوسری جگہ منتقل ہو گیا اور قسم
کھانے والا اسی سابق مکان پر آیا جہاں اس نے لازم پکڑا تھا اور اس کو وہاں نہیں پایا تو بھی قسم میں سچا نہ ہو گا یہاں تک
کہ جس مکان میں منتقل ہوا ہے وہاں پر جائے،

اور اگر اس طرح قسم کھائی، کہ اگر میں فلاں مقام پر کل کے دن نہ آؤں تو میرا غلام آزاد ہے، پھر وہ اس جگہ پر گیا مگر اس کو
نہ پایا، تو قسم میں سچا رہا (حانث نہ ہوا بلکہ قسم پوری ہو گئی)، بخلاف اس کے اگر اس طرح کہہ دیا کہ اگر میں تجھ سے فلاں مقام پر
نہ ملوں، تو غلام آزاد ہے، پھر قسم کھانے والا اس مقام پر گیا اور اس کو نہ پایا تو بھی حانث ہو جائے گا، نیز منتقی میں مذکور
ہے، کہ اگر قسم کھائی، کہ فلاں شخص کی عیادت کروں گا یا فلاں کی زیارت کروں گا پھر اس کے دروازہ پر گیا مگر اس کو اندر مکان
جانے کی اجازت نہ دی گئی، جس کی وجہ سے بغیر عیادت یا ملاقات کے واپس آگیا تو حانث نہ ہو گا اور اگر اس کے دروازہ
پر گیا، مگر اندر جانے کی اجازت نہ مانگی اور واپس آگیا تو حانث ہو جائے گا جب تک کہ وہ طریقہ و عمل بجا لا دے، جو عیادت
کرنے والے یا زیارت کرنے والے کیا کرتے ہیں (محیط)

اور اگر قسم کھائی، کہ فلاں کی زیارت اس کی زندگی میں اور مرنے پر نہ کروں گا، پھر اس کے جنازہ کی مشایعت کی یعنی
جنازہ کے ساتھ گیا، تو حانث ہو جائے گا اور اس کی قبر پر آیا تو حانث نہ ہو گا ہاں اگر اس نے اس کو بھی نیت میں رکھا ہو
تو حانث ہو جائے گا، اور اگر قسم کھائی، کہ رات تک یہاں سے نہ جاؤں گا یہاں تک کہ اس سے ملاقات کر لوں اور وہ
شخص روپوش ہو گیا، چھپ گیا یہاں تک کہ رات ہو گئی اور قسم کھانے والے نے اس کے دروازہ پر اس کے انتظار میں
رات گذار دی تو حانث نہ ہو گا اسی طرح اگر یہ قسم کھائی، کہ مثلاً اگر میں اس کو فلاں شخص کی طرف نہ اٹھا لیجاؤں تو میرا غلام
آزاد ہے، پھر جب اس کو اٹھانے گیا تو اس کو نہ پایا تو حانث نہ ہو گا (غیاثیہ) اور اگر قسم کھائی، کہ میں کسی سواری کے جانور
پر سوار نہ ہوں گا، پھر گھوڑے یا خچر یا گدھے پر سوار ہوا، تو حانث ہو جائے گا اور اگر اونٹ پر سوار ہوا تو حانث نہ
ہو گا، اور یہ حکم قیاس کے خلاف محض استحسانا ہے، حتی کہ اگر اس نے اونٹ کی سواری کی نیت بھی قسم میں کر لی ہو تو یہ قسم

اس کی نیت پر ہوگی اور حانث ہو جائے گا اور اگر اس نے اس قسم میں کسی خاص جانور کی نیت کی ہو تو دیانۃً اس کی تصدیق کیجائے گی، مگر قضاءً تصدیق نہ کیجائے گی اس لئے کہ اس نے عام لفظ سے خاص مصداق کی نیت کی ہے، اور اگر قسم مطلقاً کھائی، کہ سوار نہ ہوں گا، تو یہ قسم ان جانوروں پر وارد ہوگی جن پر لوگ عام طور سے سوار ہوتے ہیں، جیسے گھوڑا، خچر وغیرہ اور اگر قسم کے بعد وہ شخص کسی کی پیٹھ پر سوار ہو گیا تو حانث نہ ہوگا،

اور فتاویٰ ابواللیث میں مذکور ہے کہ اگر کسی نے قسم کھائی، کہ میں سوار نہ ہوں گا اور گھوڑے یا گدھے کی نیت کی اس پر سوار نہ ہو تو دیانۃً فیما بینہ وبین اللہ اس کی تصدیق نہ ہوگی (محیط) اور اگر قسم کھائی، کہ عربی گھوڑے پر سوار نہ ہوں گا، پھر عجمی گھوڑے پر سوار ہو گیا تو حانث نہ ہوگا، اسی طرح اگر قسم کھائی، کہ عجمی گھوڑے پر سوار نہ ہوں گا پھر عربی گھوڑے پر سوار ہو گیا تو حانث نہ ہوگا (قال المترجم) اگر مطلق گھوڑے کی قسم کھائی، تو دونوں میں سے جس پر سوار ہوگا حانث ہو جائے گا (کذا فی فتاویٰ قاضی خاں)

اور اگر عربی زبان میں قسم کھائی کہ خیل (مطلق گھوڑے پر) سوار نہ ہوں گا تو فرس (عربی گھوڑا) یا برذون (عجمی گھوڑا) کسی پر سوار ہوگا تو حانث ہو جائے گا (بدائع) اور اگر قسم کھائی کہ دابہ (چوپایہ) پر سوار نہ ہوں گا پھر زبردستی کسی دابہ یعنی وہ چوپایہ جو سواری یا بار برداری کے کام میں آتا ہے) لاد دیا گیا تو حانث نہ ہوگا (غایۃ البیان) اور اگر قسم کھائی کہ دابہ پر سوار نہ ہوں گا، پھر گھوڑے و خچر وغیرہ (سواری کے جانور) پر زین پوش ڈال کر سوار ہوا یا اونٹ و گدھے پر اکاف (کجاوہ و چارجامہ) ڈال کر سوار ہوا یا ننگی پیٹھ سوار ہوا ہر حال میں حانث ہو جائے گا (محیط) اور اگر قسم کھائی کہ مرکب (مطلق سواری) پر سوار نہ ہوں گا پھر کشتی میں سوار ہو گیا تو کتب فتاویٰ میں بروایت ہشام مذکور ہے کہ حانث ہو جائے گا۔ حسن نے مجرد (نام کتاب) میں فرمایا ہے کہ حانث نہیں ہوگا اور اسی پر فتویٰ ہے (عتابیہ) اور ستور کا لفظ اونٹ کو شامل نہیں ہوتا ہے لیکن ایسے مقام میں جہاں اونٹ پر سواری کرتے ہیں شامل ہو جاتا ہے (وجیز الکردری)

اور اگر قسم کھائی، کہ اس زین پر سوار نہ ہوں گا، پھر اس میں کچھ کمی یا زیادتی کر کے اس پر سوار ہوا جب بھی حانث ہو جائے گا ہاں اگر زین کے اوپر خول کو مسلم بدل دیا، تو حانث نہ ہوگا کیونکہ زین میں معتبر وہی اوپر کا ہی خول ہوتا ہے (خلاصہ) اور اگر قسم کھائی، کہ میں آج ضرور اس جانور پر سواری کروں گا پھر اس کو مضبوط باندھا اور جکڑ دیا مگر اس کے اوپر سوار ہونے پر قادر نہ ہوا یہاں تک کہ آج کا دن گذر گیا تو حانث ہو جائے گا (قاضی خاں)

اگر کسی نے قسم کھائی، کہ اس جانور پر سوار نہ ہوں گا حالانکہ اسی پر سوار تھا تو اگر فوراً اترا نہیں بلکہ اس پر اسی طرح سوار رہ گیا، تو حانث ہو جائے گا اور اگر قسم کھائی کہ فلاں شخص کے اس جانور پر سوار نہ ہوں گا پھر اس فلاں نے اپنا وہ جانور فروخت کر ڈالا اس کے بعد قسم کھانے والا اس پر سوار ہوا تو حانث نہ ہوگا[1] اور اگر قسم کھائی، کہ فلاں کے جانور پر سوار نہ ہوں گا، پھر ایسے جانور پر سوار ہوا جو اس کے اور اس کے غیر کے درمیان میں مشترک تھا تو حانث نہ ہوگا اور اگر قسم کھائی کہ میں فلاں شخص کے جانوروں پر سوار نہ ہوں گا پھر اس کے بعد جب اس کے جانوروں میں سے تین جانوروں پر سوار ہو گا تو حانث ہوگا (سراجیہ) اور اگر قسم کھائی، کہ فلاں کے جانور پر سوار نہ ہوں گا پھر اس کے بعد عبد ماذون (یا غلام جس کو اس کے آقا

---

[1] مناسب ہے کہ اس میں بھی وہی تفصیل ہو جو مکانوں کی قسم کے سلسلے میں گذر چکی ہے (مترجم)

نے تجارت کرنے کی اجازت دی ہو) کے جانور پر سوار ہوا خواہ وہ غلام مقروض ہو یا مقروض نہ ہو تو حانث نہ ہوگا یہ قول امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ کا ہے، ہاں اگر غلام پر اتنا زیادہ قرضہ ہو جو غلام کی پوری قیمت کو حاوی ہو تو حانث ہو جائے گا، اگرچہ اس کی نیت میں یہ بات بھی رہی ہو، کہ اس کے غلام کے جانور پر بھی سوار نہ ہوگا، اور اگر غلام مذکور پر اس قدر قرضہ نہ ہو، جو اس کی پوری قیمت کو محیط و حاوی ہو تو جب تک غلام کے جانور کی نیت بھی نہ کرے گا حانث نہ ہوگا ہاں جب غلام کے جانور کی بھی نیت کرے گا تو حانث ہو جائے گا (ہدایہ)

اور اگر قسم کھائی، کہ بغداد تک (مثلاً) کشتی پر سوار نہ ہوں گا، پھر چند کوس کشتی پر سوار ہو کر روانہ ہوا پھر اتر پڑا تو حانث نہ ہوگا (حاوی) اور مجمع النوازل میں ہے کہ اگر کسی شخص نے کہا کہ جب جب میں کسی سواری پر سوار ہوں تو اللہ کے واسطے مجھ پر واجب ہوگا، کہ میں اس کو صدقہ کر دوں، پھر ایک سواری پر سوار ہوا تو اس کو لازم ہے کہ اس کو صدقہ کر دے پھر اگر اس کو صدقہ کرنے کے بعد خرید لے اور پھر اس پر سوار ہوا تو پھر اس کو صدقہ کر دینا واجب ہوگا پھر اسی طرح دوسری بار چوتھی بار یا جتنی بار ایسا کرے گا اس پر اس کا صدقہ کرنا اسی طرح واجب ہے گا (خلاصہ)

اور اگر کہا کہ اگر میں فلاں گاؤں میں گیا تو میرا غلام آزاد ہے اس کے بعد اس گاؤں کی زمین (سرحد و سیوان) میں گیا تو حانث نہ ہوگا (عتابیہ)

اگر کسی شخص نے دوسرے سے کہا کہ بیٹھ جا تاکہ چاشت (دن کا کھانا) میرے یہاں کھالے، اس نے جواب میں کہا کہ اگر میں چاشت (دن) کا کھانا کھاؤں تو میرا غلام آزاد ہے، اس کے بعد اپنے گھر آکر چاشت کا کھانا کھایا تو حانث نہ ہوا بخلاف اس کے کہ اگر کہا کہ اگر میں نے آج چاشت کا کھانا کھایا تو میرا غلام آزاد ہے اس صورت میں اپنے گھر کھانا کھانے میں بھی غلام آزاد ہو جائے گا اور وہ حانث شمار ہو جائے گا (ہدایہ)

اور اگر قسم کھائی، کہ زمین پر نہ چلوں گا، پھر زمین پر جوتا یا موزہ پہن کر چلا تو حانث ہو جائے گا اور اگر بچھونے وغیرہ پر چلا تو حانث نہ ہوگا، اور اگر اجستر پر یا عاریت و منگنی پر جوتا لاکر پہنکر زمین پر چلا، یا ننگے پاؤں زمین پر چلا ہر صورت میں حانث ہو جائے گا (خلاصہ)

بحمد اللہ چوتھا باب و تیرھواں جز ختم ہو گیا

چند نئی ایمان افروز کتابیں

سیرت طیبہ

(از مولانا قاضی زین العابدین صاحب سجاد میرٹھی استاد جامعہ ملیہ اسلامیہ)
قرآن کریم، حدیث شریف اور مستند کتب سیرت کی بنیاد پر شیریں زبان اور دلکش انداز و بیان میں، واقعات سیرا اور دل پر بصیرت افروز تبصرے، طلبۂ جامعات اور جدید تعلیم یافتہ اصحاب کے لئے ایک جدید مفید اور قابل مطالعہ کتاب، کتابت و طباعت عمدہ و پاکیزہ - قیمت مجلد چھ روپے،

ہندوستان میں عربوں کی حکومتیں

اس اہم اور مستند کتاب کے مطالعے سے پتہ چلے گا کہ مسلمانوں نے ہندوستان میں اسلامی علوم و فنون اور تہذیب و ثقافت کی کتنی عظیم الشان خدمات انجام دیں اور اس ملک کو تہذیبی، ثقافتی اور علمی و فنی اعتبار سے دنیا میں کتنا ممتاز اور بلند مقام عطا کیا، تیسری صدی سے پانچویں صدی تک کی تمام حکومتوں کے عروج و زوال اور نظام حکومت اور ملکی حالات کا بیش قیمت مرقع، اعلیٰ درجہ کی نفیس کتابت و طباعت، عمدہ گلیز کاغذ، بڑی تقطیع کے تین سو چالیس صفحات، رنگین کی چھپی ہوئی دل فریب اور مضبوط جلد کے ساتھ قیمت نو روپے ۹/

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اور ان کی فقہ

(از ڈاکٹر حنیفہ رضی ایم۔ اے۔ بی۔ ایچ۔ ڈی علیگ) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سوانح حیات، علمی و فقہی خصوصیات اور عہد صحابہ رضہ کے فقہ کی جمع و ترتیب پر پہلا عظیم الشان کام، اور فقہ جدید کے رہنما اصولوں کا بیان، مع دیگر مباحث متعلقہ، بڑی تقطیع کے ۲۷۶ صفحات، نفیس اور روشن کتابت، معیاری طباعت اور اعلیٰ کاغذ قیمت مبلغ آٹھ روپے مع جاذب نظر ڈسٹ کور قیمت غیر مجلد مبلغ سات روپے

تفسیر مظہری عربی

(حضرت قاضی محمد ثناء اللہ صاحبؒ پانی پتی کی لاثانی تفسیر دس ضخیم جلدوں میں) تفسیر مظہری مختلف خصوصیتوں کے لحاظ سے تمام تفسیروں میں بہترین تفسیر سمجھی گئی ہے جس کے بعد کسی تفسیر کی ضرورت نہیں رہتی، احادیث و آثار کے بیان کلام الٰہی کے مطالب کی تفہیم و احکام شرعیہ کی تشریح و تفصیل کے اعتبار سے حضرت قاضی صاحب رحمہ کی یہ تفسیر اپنا جواب نہیں رکھتی۔ ہدیہ مکمل سیٹ ۹۰/۰۰ صفحات ۴۴۰۴۔

تفسیر مظہری اردو

(تالیف حضرت قاضی قاضی ثناء اللہ حنفی پانی پتی رح۔۔ ترجمہ مولانا عبدالدائم صاحب جلالی) ندوۃ المصنفین کو فخر ہے، کہ اس کے ذریعہ سے لاثانی تفسیر کا عربی نسخہ پہلی بار زیور طبع سے آراستہ ہوا، اور اب یہ گوہر نایاب اردو کے قالب میں پیش کیا جا رہا ہے، خدا کا شکر ہے اب تک متعدد جلدیں شائع ہو چکی ہیں۔ ہدیہ آخری حصہ $\frac{29}{30}$ ۱۰/۵۰ - مجلد چرمی ۱۲/۵۰ - ہدیہ جلد اول ۱۰/۵۰ - مجلد چرمی ۱۲/۵۰ - ہدیہ جلد دوم سوم ۱۱/۰ ۱۲/۰ - مجلد چرمی ۱۴/۰ - ہدیہ جلد چہارم ۱۲/۰ مجلد چرمی ۱۴/۰ - جلد پنجم ۱۳/۰ - جلد ششم ۱۳/۰

ملنے کا پتہ :- مکتبہ آفتاب ہدایت ابوالمعالی دیوبند (یوپی)